

مجموعات آزاد صدی

مولانا محمد الماحدی ریابادی کے علمی، ادبی، لسانی اور منہج کے خطوط
کا مجموعہ

خطوط ماجدی



مولانا محمد الماحدی ریابادی

toobaa-elibrary.blogspot.com

خطوطِ ماجدی

مکاتیب

مولانا عبدالماجد دریابادی

پیشکش: طوبیٰ ریسرچ لائبریری

toobaa-elibrary.blogspot.com

فہرست

ڈاکٹر امجد علی شاہ پانپوری

مقدمہ

خطوط

۴۱	عبد الرؤف عباسی	۳۲	علامہ رسول جبر
۴۳	محمد مفتاح خان شروانی	۳۶	سید سلیمان بیروہی و اس کا بھائی
۴۹	جعفر علی خاں آگرہ گھنوی	۳۷	ابو حسن نظامی
۸۶	ڈاکٹر محمد حسن	۳۸	علامہ آشت علی خاں لوی
۸۷	شاہد احمد دہلوی	۴۰	علامہ آشت علی خاں لوی
۸۸	سکیم محمد زبانی حسینی	۴۲	علامہ نور الحسن ہاشمی
۹۰	خواجہ محمد شفیع	۴۶	علامہ حافظ الرحمن سیوہاروی
۹۵	مفتی محمد رضا انصاری	۴۹	علامہ عبدالعزیز احمد
۹۸	شیخ ممتاز حسین جوینی پوری	۵۱	عبدالعزیز کمال
۹۸	نظیر الرحمن اعظمی	۵۳	علامہ سید دانی
۹۹	سکیم شہید علی	۵۴	علامہ سید یونس
۹۹	آدم سید پوری	۵۵	صادق انیسری
۱۱۳	ڈاکٹر امجد علی شاہ پانپوری	۵۶	سید حسن بنوی ہادیب
۱۱۵	سید علی عباس حسینی	۶۸	سید علی عباس ہادیب
۱۱۷	شیخ خدیر یازمان	۶۸	مولانا سید محمد شہید انصاری
۱۱۸	ڈاکٹر یوسف حسین خاں	۷۱	دارت کمال

۱۱۹ پرو فیض جلال و باب بخاری
 ۱۲۰ بابائے اردو مولوی عبدالحق
 ۱۲۱ احمد جمال پاشا
 ۱۲۲ صدر مجلس استقبالیہ اردو کالج لندن
 ۱۲۳ مولانا جمال الدین جلال و باب بخاری علی جمال
 ۱۲۴ بیگم جودہ صبری الطاف حسین
 ۱۲۵ خفائی
 ۱۲۶ سید صباح الدین
 ۱۲۷ حمید نظامی
 ۱۲۸ صدق جانی
 ۱۲۹ ایڈیٹر پبلشرس دکن
 ۱۳۰ غلام محمد
 ۱۳۱ مولانا شاہ دمی اللہ
 ۱۳۲ قلم الحسن نشاط
 ۱۳۳ ڈاکٹر رام کرشن راول
 ۱۳۴ مولانا سید ابوالحسن علی نقوی
 ۱۳۵ محمد احسن خاں
 ۱۳۶ حیات اللہ انصاری
 ۱۳۷ مولانا شاہ حسین الدین نقوی
 ۱۳۸ ڈاکٹر مخدوم رشید احمد
 ۱۳۹ شان الحق حق
 ۱۴۰ ضیاء علی خاں
 ۱۴۱ فراق گوردھری
 ۱۴۲ پرو فیض احتشام حسین
 ۱۴۳ علامہ نواز فتح پوری

۱۴۰ وارث علی شاہ
 ۱۴۱ مرزا سعید الطغر جہاں
 ۱۴۲ خاندان داوید
 ۱۴۳ ڈاکٹر شجاع علی سندھوی
 ۱۴۴ سید عبدالرحمن
 ۱۴۵ خلیف الرحمن صدیقی
 ۱۴۶ حبیب انصاری
 ۱۴۷ شیخ نصیر الدین قدوائی
 ۱۴۸ محمد یونس انصاری فرنگی علی
 ۱۴۹ ڈاکٹر شوکت منزوی
 ۱۵۰ رئیس احمد جعفری ندوی
 ۱۵۱ زور حسین زیدی
 ۱۵۲ مولانا عبدالرؤف جھٹ سے مگری
 ۱۵۳ مولانا امین احسن صدیقی
 ۱۵۴ پنڈت آئندہ راتن طا
 ۱۵۵ ڈاکٹر سید معین الرحمن
 ۱۵۶ قاضی محمد اعظم مبارک پوری
 ۱۵۷ سید صلیح الدین عبدالرحمن
 ۱۵۸ حبیب احمد صدیقی
 ۱۵۹ شاہ غلام حسین
 ۱۶۰ فرحت الاولیاء
 ۱۶۱ ناسطوم
 ۱۶۲ عبدالصمد
 ۱۶۳ خواجہ غلام السیدین
 ۱۶۴ حکم جعفر تیر

۱۶۵ مولانا عبدالحق
 ۱۶۶ مولانا محمد عبدالغفور دیوبندی
 ۱۶۷ ڈاکٹر دہلوی
 ۱۶۸ عثمان احمد
 ۱۶۹ ضیاء احمد جالونی
 ۱۷۰ میکیش اکر آبادی
 ۱۷۱ حاجی مصطفیٰ خاں
 ۱۷۲ قاری محمد طیب قاسمی دیوبندی
 ۱۷۳ علامہ حسن کاکوری
 ۱۷۴ شورش کاشمیری
 ۱۷۵ پرو فیض عطاء اللہ
 ۱۷۶ نیالی
 ۱۷۷ پرو فیض اللہ سرحد
 ۱۷۸ شورش شیخ آبادی
 ۱۷۹ شمس تبر خاں
 ۱۸۰ ڈاکٹر ابولحسن شاہ جہان پوری
 ۱۸۱ پرو فیض محمد شرف خاں

۱۸۲ سید الطاف علی بریلوی
 ۱۸۳ مولانا علی الحق پھلی شہری
 ۱۸۴ مولانا عبدالحق
 ۱۸۵ سید امیر احمد
 ۱۸۶ سید حسین
 ۱۸۷ سید رشید کریم
 ۱۸۸ سید سب کھٹوی
 ۱۸۹ مولانا فضل
 ۱۹۰ سید علی اللہ
 ۱۹۱ سید عیسیٰ الاسلام ندوی
 ۱۹۲ حضرت علی صدیق
 ۱۹۳ حکیم عبدالحمید
 ۱۹۴ عبداللطیف اعظمی

۱۹۵ مولانا اسد القادری
 ۱۹۶ پرو فیض عبدالغفور دیوبندی
 ۱۹۷ ڈاکٹر دہلوی
 ۱۹۸ عثمان احمد
 ۱۹۹ ضیاء احمد جالونی
 ۲۰۰ میکیش اکر آبادی
 ۲۰۱ حاجی مصطفیٰ خاں
 ۲۰۲ قاری محمد طیب قاسمی دیوبندی
 ۲۰۳ علامہ حسن کاکوری
 ۲۰۴ شورش کاشمیری
 ۲۰۵ پرو فیض عطاء اللہ
 ۲۰۶ نیالی
 ۲۰۷ پرو فیض اللہ سرحد
 ۲۰۸ شورش شیخ آبادی
 ۲۰۹ شمس تبر خاں
 ۲۱۰ ڈاکٹر ابولحسن شاہ جہان پوری
 ۲۱۱ پرو فیض محمد شرف خاں

پیغامات

۲۴۵	ڈاکٹر محمد الدین نقوی	مولانا ابراہیم کلام آباد
۲۵۸	سید سلیمان ندوی	علیم محمد اجمل خاں
۲۵۹	علامہ شبلی نعمانی	پروفیسر احسان حسین
۲۶۰	قاضی عبدالغفار	مولانا احسان الدہری
۲۶۱	علی عباس حسینی	افتخار گھنوی
۲۶۱	امداد اللہ خاں غالب	اکبر الہ آبادی
۲۶۲	ملک چند تحریزم	احمد حیدر آبادی
۲۶۳	محسن گوگردی	بابا سے اردو مولوی عبدالغنی
۲۶۳	مفت محمد گھنوی	بکر مراد آبادی
۲۶۳	میر تقی میر	مولانا حسرت موہانی
۲۶۳	نیاز فتح پوری	خواجہ حسن نظامی
۲۶۴	وزیر گھنوی	حقیق جان دہری
		رفیع احمد دوانی

مقدمہ

(۱)

۱۹۹۲ء میں دریاد جھلیق بارہ بجی اور دھن کے شیخ ناوول کے خاندان اور عبدالغفار علی کلہر کے گھر میں ایک بچہ پیدا ہوا تو لوگوں کو لگتا تھا کہ یہ بچہ جب اپنی عمر طبعی کو پہنچ کر اس دنیا سے رخصت ہوگا تو اپنے وقت کا نامور ادیب صاحب طنز انشاء واز اور بے لگے بھائی ہوگا۔ اس وقت جب کہ مولانا بیتا پور میں زیر تعلیم تھے اور میرنگ کے امتحان میں بھی اچھی نئی سال باقی تھے، ڈراموں میں حصہ لیتے تھے اس وقت جن لوگوں نے انہیں دیکھا تھا، انہیں کیوں کر خیال آ سکتا تھا کہ یہ بڑا ایک دل قوی شخصیات میں حصہ لے گا اور سیاسی زندگی کے ابتلا و تیز رفتاری سے بھی گزرے گا اور برٹش متعارف اس کی نیکیں جنوں سے لڑا تھے گا۔ اور کوئی شخص یہ بھی نہ کہتا تھا کہ وہ جو جوان کی عمر میں تربیت دینی ماحول میں ہوئی تھی اور میں کی تعلیم اور دو حمال کی خیرین دوسرا اپنی دین داری اور تقویٰ کی وجہ سے مدد تھے، اپنے عہد دنیا میں کمزور الحاد میں ہم وقت ہوگا اور بچہ ایک وقت آئے گا کہ وہ بلند بہ جہیز قرآن ہوگا؛ لیکن ہائے عجائبات سے کبھی خیال نہیں رہا۔ یہ امورہ شخصیت میں جہازی انکھوں نے کبھی چاہے انہیں حصار کی بنا پر زندگی کا مختلف جلسوں میں لوگوں کی نظر و توجہ کا مرکز نہ رہے۔ جو اپنی آقا و بیانی اور عقلیت پرستی کی بنا پر حوصلہ و علم پرستی پر تنقید سے اہل دنیا تھا اور کسی بزرگ ان شخصیت کو درخور افتاد سمجھتا تھا، اس کے نزدیک وقت کے ایک شیخ طریقت سے نسبت و اولاد دنیا کی صلب سے بڑی سعادت تھی۔ یہ جامع حیات اور جامع حیثیات شخصیت مولانا عبدالغفار جلدی بالادی کی تھی۔

مولانا بالادی کی شخصیت دنیا باد کے علمی خاندانوں کا مجموعہ امیر تھی۔ یہ دونوں خاندان جوان کی تعلیم اور دو حمال کے خاندان تھے جو علمی اور جہازی روایات کے حامل تھے۔ اگر ایک دھڑکے سے ہندو کا اضطرابی دور دیکھ سکتے ہیں نظر انداز کر دیا جاتے تو کہا جاسکتا ہے کہ ان کی شخصیت کی تعمیر میں ان دونوں خاندانوں کی بہترین علمی اور دینی روایات نے حصہ لیا تھا۔

غفر! اس مجموعے میں ہر محبوب الہ کے پہلے شعلہ کو بیکر کو بیکر و بنا کر ترتیب قائم کی تھی۔ لیکن کاپی چوتھے ہوئے بعض مبدع آگے چھے ہو جانے کی وجہ سے پھر نظر غریب قائم نہ سکے۔ (شاہجہا پوری)

حریت تعلیم کا خیال ترک کر دیا۔ کالج میں فلسفہ اور کائنات میں مضمون تھا۔ فلسفے کے طالب اور تہنیک سے ان کی تعلیم ہندوئی کی حمایت سمجھ کر دی۔ وہ اپنی عقیدت دوسری اور غلطی کے سامنے خدہی تعلیمات میں حق حقائق کی کھنکھارٹ پر حملہ اور فلسفہ و منطق کی ذات گراہی کو بھی خاطر میں نہ لاتے تھے۔ ان کی کتاب سماج کی نوعیت بدشعبہ شائع ہوئی تو اس میں ان کی آزاد خیالی اور بے باکی زبان و فکر صحت سے تھما کر بھی لکھی جودا کو عمل سے لے کر پھر ان کو آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کو بائیس کھنکھارٹ میں اس میں چیز کو خیال کیا کہ فردی تھا کہ اتنے کروڑ مسلمان جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بنانا کائنات میں تو کوئی بات تو آپ میں ضرور ہوگی۔ پھر بحیثیت انسان کے آپ کو کوئی کر وڑ مسلکی اصول کے جذبات کا احترام کرنا تھا یا مذہب کے باب میں ان کی تبدیلی اور عزت کی شہمت کا ان کا ذرا واس سے لنگیا جا سکتا ہے کہ انٹر میڈیٹ کے امتحان کا نامزد ہو کر تھے وقت مذہب کا خانہ خالی چھوڑ دیا تھا۔ اپنے آپ کو مسلمان کہلوانا گوارا نہ کیا۔ منافقت ان میں بند نہ تھی۔

مطالعہ کا شوق مولانا دیوبادی کو بچپن ہی سے تھا اور بچوں کو جو کچھ اچھوٹا علم ملا پڑھ ڈھا۔ ایک ادیب کی حیثیت سے ان کی شخصیت کی اٹھان نہایت شاندار تھی بچوں کو تاسید و تحکیر کا دیوبادی مولانا کی تحفین زندگی کا آغاز ایک فلسفی اور خود غور و ادب کے ایک عقائد کی حیثیت سے برصغیر کے مصلح اور دنیا، نظریں و صنعت اور ذہانت و فطانت حلاوت اور ان کے بے باکی اور با ب قلم کی محبت و معیت پھر حسب سے بڑی بات پر کشادہ و تحریر کا ایک منفرد اسلوب ان صاحب چیزوں سے مل کر فلسفیانہ شباب میں ہی اردو زبان کا ایک ممتاز ادیب اور صنعت بنا دیا۔ بولی زندگی کا آغاز قریباً سال کی عمر میں ہو گیا تھا صاحب و مالتی جماعت کے طالب علم تھے پہلے مسلمان اور بعد اخبار و کتب میں چلا تھا۔ ان کی جماعت میں تھے جب ایک یونانی وفد لکھنؤ کا اردو میں تحریر کیا لیکن باقاعدہ اپنی زندگی کا آغاز قیام لکھنؤ کے زمانے سے ہو چکا ہے۔ اسی لیے کہ حقوق اور اہل علم کی محبت نے ان کے ادبی ذوق کو چمکا دیا تھا۔ لکھنؤ اہل علم و ادب کا مرکز تھا۔ جمیع و شام ان سے ملنا جانا تھا، اوقات ان کی بحث و مباحثہ تھے۔ دارالعلوم ندوہ صاحب مدرسہ و تدریس خصوصاً علامہ شبلی سے تعلقات تھے۔ خارجی عمل کے مولانا عبدالباری کے ہاں آنا جانا تھا، دیگر لکھنؤ دیوبادی سے تعلقات تھا مولانا کو عمل اور شرکت علی سے بھی تعلقات تھے۔ ان کے علاوہ مرزا ہادی رضا، عبداللیم، مرزا، انور کھنوی، مرزا کھنوی، مرزا عسکری

ان کے دادا مفتی سطرک صاحب مشہور عالم، مرزا گان دین اور چچا جن آدمی میں سے گدے سے بڑی کھنکھارٹ کے علم کے سامنے واقفیت و تفریق کی تحصیل ملی سے فرخند کے بعد انگریزی حکومت اختیار کر لی جہاں آزادی ۱۹۰۷ء کے بعد ان میں وہاں چچا جن آدمی میں سرشار وادار وادار تھے اس لیے صاحبان یورپ میں تحریک آزادی کو پروان چڑھا سکے ان کا خاص حصہ یا تحریک آزادی میں نا کامی کے بعد گرفتار ہوئے اور سات سال کے لیے انھیں جزیرہ انڈمان بھیج دیا گیا۔ لیکن ان کی علمی قابلیت اور خدمت کی بنا پر جلد ہی رہائی ملی گئی۔ مولانا کو دریا بلندی کے دو دیوالیہ برادریوں میں گئی اور انہیں شخصیت میں گری ہوئی۔

ان کی مثال میں ایک علمی خانوادہ تھی۔ ان کے آقا زاد ایک بزرگ حکیم عبدالعزیز دیوبادی کا ان کے زمانے کے مشہور عالم میں شمار ہوتا تھا۔ حکیم عبدالعزیز نقوی خدمت گراؤں کی اس جماعت سے تعلق رکھتے تھے۔ انھوں نے مدوۃ العدا کھنکھارٹ قیام میں کو شوق کی تھی۔

مولانا دریا ہادی کے والد مولوی عبدالقادر بھی بڑے نیک بزرگ تھے۔ شروع ہی سے سرکاری کامت میں تھے۔ اپنی محنت و دیانت داری، انسانیات اور خدمت خلق کی طرف کی جانیر باطنی جذبہ متدوہ اور مسلمانوں میں عزت و احترام کی نظروں سے دیکھے جاتے تھے۔ فرقہ کر کے دینی کلام کے خدمت میں پہنچ گئے تھے۔ آخر عمر میں حج کے لیے تشریف لے گئے تھے۔ مفتی سطرک میں انتقال فرمایا۔ مولوی عبدالقادر کو سکھ دینے تھے۔ بڑے نا کام جہاد بعد تھا۔ انھوں نے تحصیل میں کے ہندسہ کار دیوبادہ کر لی اور دینی کلام کے خدمت میں پہنچے۔ ۱۹۰۶ء میں انتقال ہوا پھر نے بیٹے کا نام عبدالجاد تھا جو اپنی جوانی میں مفتی عبدالجاد کے نام سے اور پھر مولانا عبدالجاد دیوبادی کے نام سے مشہور ہوئے۔

شیخ زادوں کا یہ خانوادہ مولانا دیوبادی کی وادہت ہوا۔ بڑی کا دیوبادہ خاندان ہے جو خدوئی خاندان کے عہد سے مشہور ہے۔ ان کی ابتدا دیوبادہ اور دیوبادہ کی تعلیم گھر ہوئی۔ مرزا محمد زکی اور مولوی عظمت اللہ فرنگی علی سے عربی زبان کی تحصیل میں کی تھی لیکن مکمل نہیں کی۔ اردو ادراغہ کر کے دیوبادہ سے گدے کے بعد انھیں اسکول میں داخل کر دیا گیا۔ ۱۹۰۸ء میں سیکولر سے جہاں ہی سے والد بے لوث خدمت متیم تھے میٹرک کا امتحان پاس کیا میٹرک کرنے کے بعد وہ لکھنؤ گئے اور گورنمنٹ کالج سے بی اے پاس کیا۔ پاس کے لیے علی گڑھ تشریف لے گئے۔ داخلہ کچھ دنوں قیام کیا لیکن جماعت نے مساحت میں اس لیے واپس آ گئے اور

امیر احمد غزنی وغیرہ کے قریبی دربار اہل ان کی مصلحتوں میں آگاہ کیا تھا۔ مشہور فلسفی غفر حسین
توہن کے کالج کے ماسٹر ہیں۔ ان کے تھے۔ اور ان کا نام آؤندہ سید سلیمان ندوی، عبدالسلام ندوی،
عبدالباری ندوی سے برابر کے دوست تھے۔ اور سید احمد رضا علی شاہ کا لکھنا تھا۔ ان کی صحبتوں
نے سونے پر ہاسکے کا کام کیا۔ پڑھنے اور لکھنے کا عمل ساتھ ساتھ جاری رہا۔ ان کی علمی صحبتوں
میں ان کی زبان سمجھتی اور اس کا مفہوم پڑا۔ پڑ گیا۔ یہ علماء اخص اپنے مصلحت پر بھی تھا، اپنی رائے
اور فکر پر بھی تھا اور اپنی زبان اور لکھنے پر بھی طبیعت کی تیزی نے علم میں بھی جو فیضان بھر دی
تھیں، وہ اپنے وقت کے بڑے بڑے اہل فکر بھی غافل نہیں نہ تھے۔ شہر کی ایک لکھنؤ
بھی تو ان کے قلموں میں اس پر ایک زبردست تغیر تھی، اور غزنی مرحوم کی علمی صحبتوں
میں شریک تھے۔ اخبار میں متعدد مضامین بھی تھے، تنقید پر صاحب قریب کے نام لکھ چکے جو کہ
”بک غالب“ چھپتا تھا اس لیے ایک مدت تک کسی کو پتا نہ چل سکا کہ یہ غالب کون ہے
شہر جو تو مولوی عبدالغنی کی طرف جو بعد میں باغی تھے اور وہ کے لقب سے لقب و مشہور ہوئے۔

مولانا دایا بادی کی زندگی کا یہ جذباتی دور تھا۔ جن بڑے بزرگوں اور حضرات سے تعلقات
تھے ان میں دایا بادی کی بے آزار ادھیالی پسند نہ تھی، بلکہ ان کے ذہن پر ابرار اور مصلحتیں رہا سگیاں
جاری ہیں۔ لیکن متعدد چیزوں کا علاج تھا اس لیے انتفاع سے تعلقات کی نوبت نہ آتی تھی۔ یقین
تھا کہ بھوپن کی تعلیم و تربیت اور ابتدائی دینی ماحول کا اثر اپنا رنگ ضرور دکھائے گا۔ مگر بزرگوں
فصیحت و روح کے بہترین نمونے کی تلاش میں تھا۔ یہ حال وہ دور معاشرت بھی آگیا۔ اس میں
سب سے بڑا عنصر ان کی فطرت کی معاشرت اور قلب کی ملاقات کا تھا۔ قاسمی اسباب میں
شبلی نعمانی کی سیرت تھانی اور قرآن مجید کے انگریزی ترجمے کا حصہ تھا۔ سب ایک سیرت کی جو کتابیں
ان کے مطالعے میں آئی تھیں ان کا اسلوب و دیکھ بولہ ان کی عقل اور انداز فکر کو مطمئن نہ کر سکا تھا۔
سیرت النبی اسلوب و دیکھ بولہ کا ایک شاہکار تھی اس نے مولانا کے دماغ کو آسودہ کیا اور باغ
تھے اس کا اثر دل نے قبول کیا۔ حضرت اکبر اور غزالی کے نفاذ تھے۔ اپنا رنگ دکھایا مولانا
محمد علی نے انھیں دکھا کر نعرے کی طرف مائل رہے، مگر قرآن مجید کو الہامی کتاب سمجھ کر نہ
بھی مرنے اور سب کی بہترین کتاب سمجھ کر نہ۔ زبان و ادب سے جن میں دلچسپی بھی ہے۔
حضرت اکبر لڑا آ رہی ہے۔ یہی جنھیں اس کی بات لکھی کرتے تھے کہ قرآن کی اشاعت کی کتاب نہیں ملے
اس لیے اس کے ادیب خلافت کے حق میں سکوت نہیں کر سکتے اس لیے اگر کسی وقت سے

بہم تم اس ادب کے شاہکار اور انقلاب آفرین کتاب کو شیخے یا بیٹے بڑے دیکھ کر تو
اس میں منافقت نہیں کی، یہاں اچھے ہلکے بزرگ تھے اور کتنا دل زبان کا اسلوب و خطا۔
جدوے کے بانیوں سے ان کا سا بے در پناہ تعلق ہے ان کے خلاف فکر کا قوی صاد تھا پھر
منافقوں کی عورت دی جاتی اور پھر ساتھ ساتھ جلیغ دینا سستی۔

غزالی اور تصوف کا قریبی تعلق ہے۔ تصوف میں ایک فلسفہ ہی تو ہے۔ فلسفہ کے
ذوق و انہماک نے انھیں تصوف اور روحانیت کی طرف متوجہ کیا۔ رفتہ رفتہ مولانا کو دایا
کے ساتھ دلدار عقل کے ساتھ جذبات کی اہمیت کا اندازہ بھی ہو گیا۔ تصوف و روحانیت
کے ذوق سے اصحاب دل کی صحبتوں کی طرف متوجہ کیا اور بالآخر فریاد حضرت شیخ الاسلام
مولانا حامین احمد مدنی سے بیعت کا رشتہ قائم ہو گیا۔

ان کے شیخ حضرت شیخ بزرگ تھے لیکن انھوں نے روحانی فیض وقت کے ایک دیگر
شیخ مولانا شوق علی تھانوی سے اٹھایا لیکن محبت انھوں نے مولانا محمد علی اور اکبر لڑا آ رہی
سے بھی اسی طرح کی جس طرح ایک مرد اپنے بڑے پرورش دے کرتا ہے۔ چنانچہ اکبر لڑا آ رہی
نظر میں اور کتاب اکبر لڑا آ رہی مولانا کی ذاتی ڈگری آدھوں میں اور حکیم الامت، انوشی و
سائمت ان کی بلند پایہ ادبی تصانیف تھیں اور ان کا بزرگوں کا خارج عقیدت ہے۔

صفا کی حیثیت سے مولانا کا مقام بہت بلند تھا۔ مولانا آزاد، محمد علی غزالی،
مولانا محمد رسول جبر، صاحبوں کے اس طبقہ سے تھے۔ ان کے شیخ ہیں جنہوں نے صفا سے
علم ادب کا رشتہ قائم کیا اس سلسلے کی آخری کڑی مولانا دایا بادی تھے۔ ۱۹۲۵ء میں ”کلی“
کے اجراء سے ان کی صاف نظر زندگی کا باقاعدہ آغاز ہوا تھا۔ ”کلی“ کے بعد مدتی کے نام سے اخبار
جاری کیا، نتیجہ ملک کے بعد اس کا نام بدل کر انھیں نے ”مدنی جلدی“ لکھا۔ اور غزالی کے
آخری دنوں تک اس سے ان کا دیرپا تعلق رہا۔ اور ان کے صفحات کو دیکھ کر ”مدنی جلدی“
کے صفحات مرتب کرتے تھے۔

دندانہ حقیقت گفتگو سے جو ان میں ان کی سہمی کا حصہ تھا۔ ۱۹۲۵ء میں وہ چند دن
نورنا محمد علی کے عہدہ دہلی سے بھی واپس رہ چکے تھے۔ ہندو خان کے مشہور خطی رسالہ ”انصاف“
اعظم گڑھ کی مجلس ادرت میں گو وہ جدید رہے لیکن مولانا سید سلیمان ندوی کی غیر جانوری کے
زمانے میں اس کی بلندی اور ان کے ذمہ داریاں بھی ان پر تھیں۔

یا ہر بات قرآنی اور اہل القرآن یا جو خیر قرآنی ان کی دوا در نصیحت قرآن سے ان کے کمالی
ذوق و شغف کو ظاہر کرتی ہیں لیکن ان کی فکر کو ان کی اہمیت تفسیر جدید سے کو ان کی تفسیر کو جدید
تعلیم یافتہ طبقے کے لیے نہایت مفید قرار دیا گیا ہے مولانا دلیا بلوی چونکہ خود تکلیف اُخذ
کے دوسرے گروہ تھے اس لیے راہِ روی میں سب سے بڑا حصہ جدید تعلیم فلسفہ اذ انداز
نگار اور عقلیت پرستی کا تھا اس لیے جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کی نصیحت کا ان سے بہتر نہایت
گونا گونا گونا تھا۔ مولانا نے بھی تفسیر میں جدید تعلیم یافتہ نوجوانوں کے دل کے جوہل کی نشانی دی
کے لیے امداد کا علاج و تدبیر بھی پیش کیا ہے، تحقیق اور تعلیم نقطہ نظر سے بھی تفسیر مولانا کا
بہت بڑا کام ہے۔ اس باب میں مولانا سید ابوالکرام اداوی کی رائے بہت اہمیت رکھتی ہے
وہ لکھتے ہیں۔

تفسیر مابقی کے بعد جن حضرات نے قرآن مجید کی تفسیر یا اس کی تفسیر کے سلسلے
میں ان موضوعات پر لکھا ہے اس میں انھوں نے درحقیقت مولانا کی خوش
پیمائی کی ہے۔ مولانا کے علم در نگار سے جو تفسیریں نکل کر سامنے آ رہی ہیں
علمی، تحقیقی اور ادبی حیثیت سے قابلِ مہربانی مولانا کا وہ عظیم الشان کام ہے
جس کی آپ وہ وقت گزرنے کے ساتھ اور جیسے گ گذرے اور آئندہ تسلیں
شکر گزار کی کے ساتھ اٹھیں یا دوسری گ

لیکن اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ علمِ ادب کا ذوق رکھنے والوں میں مولانا کے
جن کماؤں اور خدمات نے انھیں مقبول بلکہ محبوب بنایا ہے وہ ان کی ادبی تحریریں ہیں اور
یہ عجیب بات ہے کہ شروع میں ان کا ذوق فلسفیانہ رہا۔ فلسفہ سے چھپا چھوٹا مذہبیت
نے ان پر قبضہ کر لیا لیکن مجموعہ علمِ ادب پر ان کا تعلق زندگی بھر محنت سے رہا۔ انھوں نے خود
احقرات کیا ہے کہ غاص ان زندگی کے پیچھے تھی اس دور میں فلسفہ غالب تھا اور بعد کو
مذہب غالب آ گیا۔ ادبی حیثیت محض اور فلسفیانہ حیثیت بھی رہی اور ادب بھی ہے۔ لیکن ان
کی غاص ادبی تحریریں ہیں ان کی مصافحہ اور فلسفیانہ زندگی پر جو برس گزرے ہیں۔ یوں تو
ان کی ہر قسم کی تحریریں اپنا بلند پایہ ادبی معیار رکھتی ہیں لیکن ان کی ادبی تحریریں واقعی اردو ادب
کا شہ بخور ہیں۔ ان تحریروں میں ایسا لگتا ہے کہ ادب اور فکر و افکار کی مہر خاتیاں عموماً ان کی ہر جگہ
ہیں۔ انھوں نے بے شمار تنقیدیں لکھی ہیں اور ان پر جو حقر و تمنا

مولانا یا ہادی کا اقتصار و کماؤں میں اچانک ایک حد تک کمال حاصل تھا۔ روزِ آخر کی
مرگ جوتی باتوں سے محنت کے ایسے نکتے پیدا کرتے تھے کہ حیرت ہوتی تھی۔ گروہ پیش
اور واقعات پر خواہ سیاسی ہوں، خواہ تہذیبی و معاشرتی و بخیر و خیر تھے جنہیں اردو دہریہ
انسان اور جملہ اہل کے اسلوب میں نہایت خوب صورتی کے ساتھ لکھا گیا تھا۔ ہر قسم کے
ان کے طرز فکر کی وجہ سے انھوں نے ان نکالیں واقعات کے میں منظر اور عمر و زمانہ کے
کا پتا چلا سکتی تھیں۔ حالات و واقعات پر تفسیر سے حدیث جدید میں مستقل طور پر ہیں؟
انھوں نے حجاز سے صحراؤں و دودھ کی زمین تھے تھے۔ مولانا ان کی ہی باتوں کی عقلیت کا دائرہ
ہندوستان سے پاکستان تک وسیع قلم پاکستان کے معنی اخبار تھے، حمایت یا ہندی کے
تھ۔ اے صحافت میں، صحافت شائع کرتے تھے، اہل لیاؤ سے تھے ہیں یا ہادی کے طرز
حیات میں غاص کی بہتر شمار کی جاتی ہیں۔

اوس ہادی کے آثار تک فلسفہ اور نصیحت کے موضوع اور بحث پر آ رہے ہیں
لکھنے والوں کی بڑی کمی تھی۔ مولانا دلیا بلوی کی ذات گرامی کی دولت برکھ برکھ ہادی
انھوں نے فلسفہ اور نصیحت کے موضوع پر لکھا کہ ان میں تعلیم بھی ہیں اور استدلال و فلسفہ (دو حصے)
اور جی میں لکھا گیا ہے فلسفہ، نصیحت، فلسفہ، جستار، کمالات پر لکھا گیا ہے فلسفہ (دو حصے)
فلسفہ انھوں نے تعلیم پر آپ لکھا ہیں بہت مشہور ہیں۔ اخلاق و تصوف کے موضوع پر ان کی
نصیحت میں تاریخ اخلاقی اور (دو حصے) تصوف، اسلام، فقہ، فقہ و فلسفہ و لغات مولانا (دو حصے)
مالی دیکھیں۔

جوں جوں مولانا یا ہادی کی عمر بڑھتی گئی ان کا ذوق قرآن اور سیرت سے بڑھ گیا
اور اس ذوق کا قہقہہ انھوں نے قرآن اور سیرت پر بلند پایہ تالیفات سنائی اور گار جھوڑیں ہیں
سیرت پر ان کی جو جمع کر آ کر کتاب ہے ان کی حقیقت وہی ہے قرآن سے ان کے ذوق و شغف ہی
کا نتیجہ ہے اس کتاب میں انھوں نے سیرت نبوی کو قرآن کی روشنی میں مرتب کیا ہے۔ سیرت
نبوی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جو اس میں نہ آ گیا ہو اور کوئی بات ایسی نہیں جو انھوں نے قرآن سے
انداز کر۔ جس طرح سیرت انبیاء علیہم السلام ان کی ایک عمدہ کتاب ہے جس میں قرآن مجید کی
روشنی میں حضرات انبیاء کے کام کے مرتبہ سیرت کی تحقیق پیش کی گئی ہے قرآن کی نصیحت پر
ایک مفید اور معلومات بزرگ کتاب "اعمال القرآن و قرآن کی تعلیمات" ہیں۔ "الحیوانت فی القرآن

نوٹ لکھا کرتے تھے وہ مہر و لوسی کی نہایت حد میں مثالیں ہیں۔ روئے سطور میں کتاب کی خوبوں اور غامیوں کا اظہار کرتے تھے اور یہ جملے ادب و دانش کا شاہکار ہوتے تھے۔ ادب کے شہ پر بارے اس میں شہ کرنے کی طرف کسی نے توجہ نہیں کی لیکن جو چیزیں ابھی تک مرتب ہو کر صوم و خوشی سے خراب عینیں وصول کر چکی ہیں اچھ کے وجود نے عموماً ان اشعار پر راز رجحیت کو مستحکم اور ایک نفاذ کا حیثیت سے عملاً نا کی شخصیت کو تسلیل کر لیا ہے ان میں سے افشائے بعد، امن ماں میں اجاد، مقابلہ مشاوارہ، شرا مشاوارہ، شری بلو لطیف داناؤں کا کہ ترتیب اداس کا مقدمہ ریضہ خاص طور پر اہمیت رکھتی ہیں۔

مولانا دیبا دہی کے چونکہ وقت کے تمام شیریں اہل علم و ادب سے تعلقات تھے
چہرہ کہ انھوں نے ایک نہایت کامیاب صحافیانہ زندگی گزار دی تھی اس لیے انھیں بہت
بڑے بڑے لوگوں سے منسلک کاموں میں تھا اور اس طرح ان کے پاس کتاب بہت بڑا
ذخیرہ جمع ہو گیا۔ ان تمام خطوط کی ترتیب و اشاعت کا انھیں موقع نہیں ملا لیکن مولانا رفیع الدین
ذوق، اکبر الہ آبادی، مولانا شبلی، مولانا محمد رفیع کے خط انھوں نے کئی مجموعوں میں شائع کر
دیے ہیں یا ان کی دکان میں اور جو بہت پسند کی گئیں اور سفرِ حجاز اور دھواں ہفتہ پاکستان میں ہیں۔
تکمیل کی اپنی مقبول کا اثر خاکہ شاعری کے لیے بھی قدم رکھا۔ اور اگر یہ شاعری

میں وہ نام کیاب ہوئے نہ شاعری کی حیثیت سے مشہور ہوئے لیکن اس کو بچے کے راہ و رسم سے ناواقف سمجھتے تھے شاعری کے شوق کا زمانہ وہ ہے، جب مذہبی کی طرف تینا یا رجاں بچا اور تھا۔ اور قوال کا ذوق مزاج میں رہا تھا جانچو قوال کے طرز پر کہ کلام کی مدح، حمد، ثناء کی تعریف غزلوں سے بھی متاثر ہوئے اور انہیں تعریفیں کی۔ کچھ جیسی قوالوں کی بدولت خادم کچھ نہیں اور غریب داد و اپہری لیکن گوارا نہ بنے بہت جلد عرصی کی یاد کو قدرت نے انہیں شاعری کے لیے نہیں بلکہ ترنکاری کے لیے پیدا کیا ہے۔ خود ان کا ادبی ذوق اتنا پاکیزہ اور تہنیتی شعور اتنا نیک تھا کہ خود ہی نظریں اپنا کلام نہ بچا نتیجہ ہو جا کر کہ اس شخص کو ہم نہ بھاسے تھی سے ان کو کھنڈا اور اس کے دوسرے اخبارات و رسائل میں کچھ دستیاب ہو جائے۔ ادبی ترنکاری میں خود پیشانی کے نام سے ایک ڈرامہ اور ایک یاد لکھ رہے۔ استاد مرحوم پروفیسر سید احمد قاسمی نے مولانا کی تصانیف کی ایک فہرست ۱۹۹۵ء میں ترتیب کی تھی اس میں مولانا کی آٹھ کتابیں کے نام درج ہیں، مگر چند خبروں میں بھی مولانا کی کئی کتابیں شائع ہوئی ہیں۔

۱۶۷۰ء کو اس دار فانی سے رخصت ہو گیا۔ ۷۰ سالہ انا الیہ واجیعون۔

مولانا ربادی کی کئی جلیبتیں قصں اور وہ اپنی ہر حیثیت میں ایک ممتاز مقام کے مالک تھے وہ ایک صاحب نظر نفسی تھے۔ اگرچہ فلسفے کا ذوق دینی دھڑ میں اضافہ کے ساتھ گھٹا ہوتا تھا اور دوسرا خوش قرائن فلسفے سے دلچسپی بہت کم کر گئی تھی۔ وہ بڑے کامیاب معاشی تھے۔ انھوں نے شہیت، ہمدردی، صدق اور صدقہ جدید میں بڑی کامیاب اردو مصانف کے نمونے چھوڑے ہیں آؤ آراء اور تئیں کو شہادت، انوکھی ملکیت اور افحی کے زیر ادرت تھے۔ ان کے شذرات خاص طور پر مشہور تھے اور بڑے ذوق اور دل چسپی کے ساتھ پڑھے جاتے تھے، وقت کی سیاسی، سماجی اور ادبی تعلیمی، تہذیبی مسائل پر ان کے خیالات، ان کا سلوب خاص کے چیز ہوتے تھے نئی نگاہوں پر ان کی تنقید اور تبصرے اور صرف کتاب کے تقاریر میں بلکہ اپنے اہلکار، بلاغت، فکر اخرنی اور دستگیری میں ان کا جام بچتے تھے۔ وہ نہایت مختصر نظموں میں کتاب کی طویلوں اور خامیوں کی نشان دہی کر دیتے تھے۔ ان کے کرائی اخبار و معلوات کے لیے نہیں، صرف ان کے شذرات حسن باتیں اور تقویر وقر کے لیے پڑھے جاتے تھے۔

مرد کا رویا ہوا ایک نامور مغیر بھی تھے۔ وہ چکر زندگی کے بھائی دوسری فلسفہ کو پڑھا
 رہے تھے۔ انھوں نے مختلف منزلوں سے گزر کر ایمان یقین کے کھلی آفتاب سے تھے
 اور جدید تعلیم اور فکر اور فلسفہ کی کہیں کہیں سے بنی واقعہ تھے، پہلی سے چھپ کر غارت
 سے ایمان یقین پر چل کر جاتا ہے، جدید نفسیات میں چکر ان کا مومن رہا تھا اس لیے انھوں
 نے اپنی مغیر میں ہی جوتوں اور جوتوں کو خاص طور پر نمایاں کیا ہے اور اس چیز نے اردو ادبی
 کے مغیر میں ان کی مغیر نمایاں مقام کا حامل بنا دیا ہے۔

عزیز کیا بدی کی کہ ہر مرتکب پر اپنی خاص کی حالت ہو تو حوا کی یہ خاص اپنی عورت پر ہے اور تقدیری مصائب بھی انھوں نے گنہ گار نہیں گئے۔ بعض شذوذات میں تحقیق تنقیدی شبان سے مرتکب ہیں۔ ان کے شذوذات اپنی اپنی نوع و کثرت اور بے خاص شذوذات کے ضمن میں ضرور درج ہوا ہے۔ مولانا درامادی اردو کے جدید اہل ادب اور اشراف پر وار کرتے۔ زبان پر عبور و دراست کی

باریکوں پر نظر رکھتے تھے۔ الفاظ کے جوہر نہ اس تھے اندر اس دور میں رعایت سبکی، مراعاتہ اختیار
 حسن تعلیل، عمارت اور انداز و کمزوری اس کو کے خاص نشانات، جملہ بگت و غیرہ کے استعمال میں وہ
 اپنائی کی نذر تھے۔ مگر بڑے و بادشاہ تھے اور ان کی تحریر میں مگر کی بہترین مثالیں ملتی ہیں۔
 ان کی ادبی تحریروں کا سبب بڑا خط و لکھ کی شکل میں ہے۔ انھوں نے اپنی زندگی میں اپنے
 بزرگوں، بزرگوں اور بزرگوں کو جو خط لکھے تھے ان کی تعداد ہزار کی رہا تو میں شمار کی
 جائے گی۔ خط و لکھ کو جو تھپ چپکے میں، نیم لکھ جو کچھ کے باقی میں ہے۔ اس میں ان کے
 بہت سے نئے خط و لکھ میں شامل ہیں اور اس سبب ہزاروں خط و لکھ کے ذاتی ذخیرے میں موجود اور ان کے
 رائلوں میں منتظر اور دقت کے اہل علم و اصحاب نظر سے مراد تہ دل اور ہر جاں نیک تھے ہیں۔

خط و لکھ میں ان کا ایک خاص اسلوب ہے۔ اس طرز نگارش میں دقت کا کوئی ادیب اللہ
 انشا پر مازان کا ذکر نہیں۔ انھوں نے جو خاص اسلوب اور طرز انشا پر کیا تھا وہ ان کے ساتھ
 اپنا کوئی خلد چھوٹے سے نیز موزوں ہر نقش پرچہ، ای کا اسلوب یا شاید کوئی اختیار نہ کر سکے گا اس
 لیے کہ اب دیکھی میں ان کا وہ ذوق یا بیاد ہے، نہ زبان پر نظر و جو کہ وہ علم ہے، دیکھی کے علم
 مطالعہ میں وہ گہرائی و گہرائی ہے اس لیے کہ وہ دریدت کی عیب مختلف علوم و فنون کی جامع
 شخصیات پر بنا کر تھی اور وہ مانجے ٹوٹ گئے ہیں اس اخلاق و تہذیب اور ذوق علمی و ادبی کی
 جامع صفات و جامع جہات شخصیات ٹھکانے تھیں۔

اور خط و لکھ نگارش کی تاریخ اور مختلف ادبا و فضلا کے خاص نمونہ نگارش پر نظر ہو تو اندازہ
 کیا جا سکتا ہے کہ مرزا کا ریا بادی اس میدان میں، اپنے نمونہ نمونہ میں منفرد ہیں۔ ان کے خط و لکھ کے
 جو وہ جوئے شربت مادی اور دقت مادی شائع ہوئے ہیں، وہ اپنی خوبیوں میں بے مثال ہیں۔
 کتب و مادی، ان کے عزیزوں سے مرتب کیا ہے۔ اس میں خط و لکھ کا انتخاب ہے، جو
 انھوں نے اپنے بزرگوں، دوستوں عزیزوں اور خودوں کو لکھے تھے اور ان کی قول و لکھ کے ذخیرہ
 میں میں محفوظ رکھتے ہیں اور جو تھیں۔ یہ خط و لکھ میں اہل حق و دھوں میں ہیں۔ پہلے سے کا کاتبان
 ڈال کو یہ خط و لکھ اور دوسرے سے کا ڈال و خط و لکھ ہے۔ یہ خط و لکھ میں ترتیب سے مرتب کیے
 گئے ہیں۔ صدر اول کے خط و لکھ، ادبی، انسانی، مذہبی، تاریخی، افکار اور بعض جے کے مسائل سے
 پر ہیں۔ ان میں خطوط کے ایسے جڑا رہے کہ تاریخ ادب و زبان اور مذہبی اور ہر جہے کے ہزاروں اصول
 کے بیان تھے کہ بعد میں ان میں بہ شکل بعض نیک رسائی ہو کر گئی۔ دوسرے حصے میں جو خط و

ہیں وہ بزرگوں، دوستوں، نیاز مندوں و غیرہ کو ان کے متعلقین کے انتقال پر ان کے متعلقین کو
 ان میں سے کسی کے انتقال پر لکھے گئے تھے۔ ان دولوں حوں کے خط و لکھ کے مطالعے سے مراد
 کی جو تصویریں ہیں، یہ بنی ہے، وہ نہایت سنجیدہ، متین، بزرگ، شفیق، ہمدرد، غم گسار اور نہاد
 سے زیادہ ایک شائق علم و معلومات اور محقق زبان اور صورت الفاظ و عمارت کے جوڑائی ہے۔
 آں میں افکار و مسائل کے توجہ کے باوجود سنجیدہ فضا قائم رہتی ہے۔ جتنے دوسرے میں چونکہ نام
 خط و لکھ میں ہیں، ان میں بھی میں مضنی کی اتنی کیفیت ہے کہ کسی کے بل، سب، بھائی، دیوی، بچے
 کے انتقال کے خط و لکھ پر جو لکھنے کے بعد گھر میں تھے تو بڑے بڑے کا احساس ہوتا
 ہے۔ دوسروں کے ایسے خط و لکھ کے مقابلے میں ان اسلوب کی ندرت، طبعیہ اپنے اندر ایک
 کشش رکھتی ہے۔

مرزا کا دیا بادی کے خط و لکھ کا دوسرا مجموعہ "مقامات" کے نام سے شائع ہوا ہے۔
 اس میں نہ صرف رنگارنگ افکار ہیں، بلکہ اس میں مرزا کے نفس و اخلاق کی جھلکی، ذہن و مبالغہ
 کی رنگارنگی، معاصر شخصیتوں کے بارے میں ان کے آراء اور نظریوں اور محنتوں کا بھی پتا چلتا ہے۔
 اقل الذکر جو میرے کے خط و لکھ جو کہ دینی مجلس آؤں کی نگین کے لیے لکھے گئے تھے اور دوسرے
 مجموعے کے خط و لکھ جو کہ دینی مجلس آؤں کی نگین کے لیے لکھے گئے تھے اور دوسرے
 ہے۔ گو وہ اس امر اور دینی پروردگار کے افکار کے گایسے خط و لکھ میں ہیں ایسی باتیں ہیں زبان قلم پر
 آجائی میں جو اول کا میرا اس نکلنے کے لیے ہوتی ہیں یا آتشیں علی کے طور پر کسی زبان قلم پر
 آجاتی ہیں۔ لیکن ان کے گھین اور فر و غور اور بڑے پر اس کا اپنا دل میں گواہی دیتا ہے۔ مگر ایسے
 موقع پر کوئی خیر اور نہ ہر نام کسی دیکھ کر بزرگی شخصیت اور محض دوست خطاب جو اور وہ
 ٹوک دے کہ یہ بات آپ کے شان و شان نہیں، تو وہ خود نہ صرف قبل ہو جائے بلکہ مخاطب کا
 شکر گزار بھی ہو اور اس کی خط و لکھ پر بھی جوڑی نہ ہو تو وہ اسے توڑا علم دیکھ کر کہے۔ البتہ کوئی ایسا
 تہذیب اور تعلیق جس مخاطب ہو اس کی زبان پر یہ سنجیدہ و مستعد وہ اور اس کے اندر اس کے صدا سے
 خمیں و آفریں آجائے۔ ترتیب و تدوین مقصد ہو تو اس پر کوئی تاخیر حاشیہ چڑھا کر اس امر کو
 مکتوب نگار کی رسائی کا مراد یا خود اپنے انھوں سے محنت و انکار جمع کر دے گا۔

دوسرے مجموعے میں چند مقامات ایسے ہیں جو حضرت مرزا کا دیا بادی کی شان و مہر اور
 شہادت اور مرزا کا دیا بادی کے خلاف میں مناسب ہوا کہ نازل مرتب ایسے جہوں کو صرف

کر دیتے ہیں۔ اگر لکھنا شروع کرنا چاہیں تو پہلے شعر و نثر کا فاضل مرتبہ نے غور نہیں فرمایا اور انہیں ہر ایک قول پر چھاپ دیا۔ بلکہ ان پر جانچوں میں جنون کی شگفتگی کو اور نقابوں کو باندھ دیا۔ وہ اصحاب ذوقاً موزوں یا بادی کے محققین، ان زبان و ادب کے شائقین اور دشمن علم و ادب کے خطوط سے دل چسپی رکھنے والوں کے نزدیک بہت شکر ہے کہ بھی مستحق شکر ہے۔ اگر یہ خطوط میں عین شائق نہ ہوتے تو مولانا بادی کے انکسار اور ان کے مذاق کے مطالعے کا ایک بڑا اور وسیع میدان انہوں نے سامنے نمایاں نہ کرتا۔ اور ہم یہ معلوم نہ کر سکتے کہ کتب نگار کا قلب محبتوں ہی کا نہیں انہوں نے بھی عزیز ہے، ان کی زبان و دعاؤں ہی سے نہیں دشنام سے بھی آسا ہو سکتی ہے۔ ان کا حق اپنے غوروں کے لیے دعا گوہ کے الفاظ ہی دیکھ کر اپنے معاصر کے لیے سب کو شتم کے نقش و نگار بھی بنا سکتا ہے، کسی بات پر ان کا داغ ہی شتم نہیں تھا بلکہ دل میں گدرت بھی جگہ پا سکتی ہے۔ اس مجموعے کے ان خاص نے ادب میں ان خطوط کی اہمیت اور محبوب نگار کے شخص اور انکا اثر و خلاق کے مطالعے میں ان کی افادیت کو بہت بڑھا دیا ہے۔ اس اعتبار سے کتب و ادب پر رقصات، مادی کی فوقیت قائم ہو جاتی ہے۔ اس مجموعے کے بعض خطوط میں سید سلیمان ندوی کی زندگی کے بعض گوشوں، خصوصاً مولانا مزمل علی تھانوی سے بیعت کے بعد ان کے ذوق و تخیل میں انقلاب اور ان کی علمی زندگی میں جھڑوا لیا تھا، بلکہ اس کا جو اندوہناک خاتمہ تھا، اس پر روشنی پڑتی ہے۔ مولانا بادی کی اس بارے میں رائے نہایت قیمتی ہے۔

فاضل مرتبہ نے اس مجموعے کا نام رقصات، مادی رکھا ہے۔ انہوں نے غور نہیں فرمایا کہ اردو میں "رقعہ" کا ایک خاص مفہوم ہے اور مولانا بادی کے یہ خطوط، خطوط ہیں، رقصات نہیں۔

یہاں میں نے رقصات، مادی کی جس خوبی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اسے مثالوں سے واضح کرنا مناسب نہیں۔ اس سے لطف اندوز ہونے کے لیے مجموعے ہی کا مطالعہ کرنا چاہیے البتہ اس مجموعے (خطوط مادی) میں رقصات، مادی کا ایک خط بہ طور نمونہ شامل کر لیا ہے اس سے اس گفتگو کی بہرہ کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

اس مجموعے میں کچھ خطوط مکتوبات، مادی سے اور بیشتر خطوط اخبارات، رسائل سے

تبع کر کے مرتبہ کر دیے ہیں، اس کے بعد میں نے شارخط مختلف مجموعوں، رسائل وغیرہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان کے لیے ایک اور مجرور مکتوبات کا انتخاب کرنا چاہیے۔ اس مجموعے کے خطوط سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اس میں نہ مکتوبات، مادی کی طرح سنجیدہ نفاست، نہ رقصات، مادی کی طرح صرف خلوت کی باتیں ہیں، بلکہ یہ مجموعہ مولانا بادی کی خطوط نگاری کی تمام خوبیوں کا جامع ہے۔

سحر آتے تاکر میں جا بجا ان پر حاشیہ کر دے۔ خطرو کی کیفیات و اشکات کو مفہم مکتوب الیہ
 ہی سمجھنے والے ہوتے ہیں۔ و السلام

عبد المجاهد ورياح - ٣٠ أكتوبر ١٩٣٩

[illegible]

بیا

(5)

تبریز ۱۳۵۹

بسم الله

کرم گستر! اہم ملیکم

نقش آزاد کے جبرے اللہ کے فلاں اور فلاں پر ہے میں دیکھ کر صدق کہنا ہے
ہم سے پردہ رہا خیروں سے ملاقات رہی

والسلام دعا گوید عافیت : :

عبدالمجيد

وہابیہ

(9)

۱۹۱۹

بسم الله

برادرم و صبر عالم! و علیکم السلام

[illegible]

آئے ہیں۔

بارہ روزہ کے شدید امتحانات کے جو غلط فہمیت میں آتے ان میں سے ایک غلط فہمیت حقیقی مہملہ
مرفوعہ محذوف الرحمن صاحب لا احظہ کے یہ نقل کیا جاتا ہے۔

زیر چشمیان حبیب الرحمن صاحب علمہ اللہ تعالیٰ

[illegible][illegible]

لم يحضره إلا الركن عفى عنه،

از گرمی دم و بر جرقه شعله

فراق نہ پہنچنے کے خوف سے ایک بیشک کے بعد عبداللہ ایک خط میرے نام لکھا اس میں لکھا تھا : میں
میرے شک تیار رہا خدمت جاری رکھوں گا اور میرا ارادہ ہے کہ تھکنا اور کسی شے لینے کے بغیر میں
وفا کا یہ خط پڑھ کر میرے دل میں اس ایک شک کی جگہ نہ رہے کہ میں اس کو کبھی نہ دیکھوں گا۔

اسی کے بعد وہاں صاحب نے عبداللہ کے باپس شوگر خانہ کا دفتر مقرر کیا جسے کہ آپس نے نام
 لگائی کے ساتھ جے بی کے نام لگوانے پر انھوں نے بالکل فریغ کر دیا اور زندہ شوگر کو اسے آپس کو
 کہہ کر باجیہ و حق کی خرید و فروخت کے لیے کیا کیا اس کا صرف والدہ زلفت علیا کی حق کے خیال سے ایسا
 نہ کرنا تھا کہ اس کے نام سے نہ تھا کہ ایک مجدد و پیر حق کو کمال کر کے شریعت میں داخل کیا تھا

جس نے مہنوز ہے۔ اسی کا آپ نے کچھ خیال نہ کیا۔ — اس کے ہر آپ میں عبد اللہ جی کا جرم خط جاتی

بِسْمِ اللَّهِ

عمریہ

۱۴ جمادی الثانی ۱۲۸۰

فتحييب الرحمن صاحب ! و عليكم السلام

آپ کے دو خطے ایک بھائی صاحب کے نام، دوسرا خود میرے نام میں چاروں کے بعد
 اسی کھنڈ سے دہرائیا جہاں اس لیے جواب آج سے قبل کھینا ممکن نہ ہوا۔

آپ کو کچھ مضامین بھی مل چکے ہیں۔ اور اس میں غلطیت کی حالت میں، انسان ایک طرف
نیک نہ لکھ دینا اس مندرجہ پر آتا ہے لیکن اس مخالفت کے لیے بھی یہ محدود ہوتے ہیں
بلکہ ہر آدمی کو گنہگار بنانے، دیکھ کر قتل کر دینے، ظلم کرنا، بددیانتی کرنے، غلہ چاٹنے
کا ہر قسم کا ارادہ والا اور نفرت طلبی کی حالت کی بحث چھیڑنا یہ سب ان حدود سے تجاوز کر جاتا
ہے۔ اسباب جنہاں کی اغفل نسبت نیک میں ہے آپ ان لوگوں کی دشمنی تھے مثال سے نہیں
کی گئی، ایسا نہ تو کرنا خدا مجوز ہے اس میں تاثر ہے۔ صورت حال جو آپ نے تحریر کی ہے
وہ تمام اختلاف واقعہ ہے۔ امتداد اس قسم کے غلو کا کہ کچھ مضامین کیجیے کہ تمام سچائیوں کو
ظاہر کریں۔

اپنے اعز و مکی و شکاتیوں آپ نے بھی میں سے ممکن ہے صمیم ہوئی لیکن غاسر کے ان
معاہدات سے مارا گیا و ماضیہ اندر ہر گز گہرا بن جائے جس کا غایت اس کے اندر کیا گئے ہیں
جو کہ کیا کیا ہے آپ یقیناً کریں گا کہ میں گرو واقف ہے کہ اس میں بھی نہ کہ آپ
دروغ کی بہتری اور جدائی کو ہی پیش نظر کیا گیا ہے۔ یہ مسئلہ آپ کو کسی غلط بتا دیا ہے
کہ طلاق برصورت میں حلال ہے مگر طلاق کو خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی ہے
اور صحابہ کرام نے بہت حقائق و دلائل سے طلاق کے ساتھ نکاح ہی کی حرمت سے بہت
کے ہیں اسے عیب قرار دیا جو خود رسالت نے بنا دیا ہے جس میں عقیدہ، قصد اور نواہی
ہی داخل جواب میں تحریر ہے کہ میں طلاق کی ناپسند کیا ہے وہ ہے جو شوہر بلا وجہ عقول
کو تھانے کے لیے ایسا بعض اہل نفس پرستی کے لیے دیکھنے والی اس کا مقصد یہ ہو کہ ان
شوہر و دونوں ایک دوسرے کی صحبت ناموافق سے آزاد ہو جائیں تو یہ فیصلہ علم ہے نہ کہ

کے نام سے بیڈل غلامیں جن خطابت کو خود ہی نقل کرتے ہیں۔

بسم اللہ

ایڈیٹر دہلی کے نام، ہمیں بلکہ دینی سیرے والے جو لوگ جس خطابتی کلام
اسے جانتے تو زندگی دولت خوب تر و انتقام تو زبان محبوب تر
ماست تر و قہر و برطانت مجید اسے عجب ہی عاقبتی ہی ہو و وفد
ناخوش تو خوش ہو رہا جان مسن جاں فدا سے بار دل و دلجان مس
(عارف دہلی)

از سابق نفسی شاہ و فیروز وغیرہ

حال کا غلام و مہنگی، نقاب نفس پرست و حیا شای و فیروز

عیان باد

۲۲ اپریل ۱۳۳۲ء

مرفا اشرف علی قاضی (قلمی بیورو، ضلع بہاولپور)

محترمتہ صاحبان اس سوسے میر علی اختر کو اس کے واسطے اس طرح کی کوئی سختی نکالنا تھا،
اس کے بعض شکایتیں کیا کرتا رہتا ہے کہ کراہی قاضی جلدی کر دیا گیا، اس خطے میں
مولانا بادی نے مولانا اشرف علی قاضی کو خط لکھا کہ تو ہی عمل ہے میں کا احترام
آپ پر بری عزت کو دیتے ہیں۔ یہود خط میں جو کچھ لکھا ہے اس کی تائید کے وقت
چھوڑ گئے تھے کہوت بگاڑنے والے کی تہذیبی روش میں کیا تھا کہ غیر مسلم جوت کے
دوسرے عارضی میں بطور ضمیر نشانی کر دیا جائے۔ اسوں کو کہنا کہ بیک وقت لای ایشی
میں یہ چرچہ ہو گئے۔ اس وقت سے یہ سیرا تیسرا اور مشائی اور مولانا قاضی کے مسئلہ

اور پورے کے جو لوگ ہیں خدا کی ہے وہ اس خطے میں آگے بڑھ گئے اور عزت مولانا اشرف علی قاضی
کے بعد بادی میں ایک مستند کی، اپنے ہی زیر تربیت و تعلیم میں سے نکاح پر چڑھائے اور وہ شوکت علی
کا بی بی ۲۳ سالہ بھڑی سکر میں سے، اچھے اپنے کہنے میں مذہبی پسند کرتے تھے ان کو کہنے کے لفظ کو نہیں
کیا ہے۔ غلام علی صاحب اپنی والدہ کو کہیں سے بگاڑ گئے تھے اور ان کی بی بی ستر ماہی جواشر ہونے کے کھن
پر نکلا تھا۔

وہ غلامی کو لطفت سے خوش تر کی جگہ لطف میں رہا۔ تاہم اس نے کرب لگدے بقوت مسرہاں کر دیا۔

کے بعد میں دہلی نے اس صاحب کو جو کر یا تھا

۴۴ جولائی ۱۳۳۲ء

سید کاظمی۔ انتقام علیک و دوز اللہ

مرفا سید سلیمان خدک اندر کو کائنات میں صاحب کا بطور تحریریں پر عرض و خطا ارسال
درست ہیں۔

شدت میں جو کہ تھا ہے کر کر رہا ہے۔ میں نے بہت جا کر قتل اس کے کہ اور سے
سلطنت تحریر میں ہر سب کا اور مرفا شہید اور صاحب شہید کا بیان شائع ہو جاتے۔

نور علی کی زندگی میں میر تقی میر کی یاد کو لے کر سید سلیمان خدک اندر کو کائنات میں حضرت مرفا
میں احمد تمام ملے اندر وہ است سے ظاہر و پوشیدہ ہی آتے ہیں۔

ایک باطل طے کے میر تقی میر کا صاحب کا اور شدت تر کو لکھوں سے کیا ان غلامی حقیقت
رکھتے ہیں۔ دلی حسرت و دلخیزی سے کہ ایک ایک کو ہم اس کی کر دے کہے کہ دلی شدت اور تھانہ

جوں کی سیاست ایک ایک میں سب دنیا پس کا بھی اعلان ہو کر ہمارے دلوں کا دین بھی لگ
لگ ہے۔

مفسر مکتبی سے جناب نے ہر لفظ اور لفظ سے بالکل درست ہیں۔ اس کی ہر
آخر میں اس کے لکھوں میں ہم یہ سب جو تہذیبی کرتے ہیں کہ صاحب تقویت الایمان جتلا دیان

و فیروز کے بعد اس کے بعد تو اس کے اور ان کے تقویٰ و تقدس سے تعلق فکر کے درمیان سے
ایک آدھ فرقہ ایک آدھ فرقہ سے لیتے ہیں۔ اور اس پر کٹر کر رہتے ہیں۔

رسالہ اسلام کے صاحب کی کیا ہے کہ خود جناب ہی کے ایک وعظ کا بڑا طویل
حصہ اور دنیا اور دین کی ہے۔ تقویٰ کو دیکھتے ہیں نے خود بھی کچھ غلطی میں یہ غور نہیں

تھا اصل الفاظ اور نہیں غلامی کو کہ ہوں یا کو کوئی ایک جہت حضرت شریعت و نظر
کے اس پر اس کے مذاکرہ کی جائے۔ بلکہ اس کے کلام کو شہادت کر کے کہ جائے۔ اچھن دہی چل

ہیں کہ بات ہے کہ مرفا سید سلیمان نے اپنی شدید عدالت کے دلدان میں جناب کو خراب
میں رکھا تھا اور کہتے تھے کہ معلوم ہوتا ہے کہ عزت مجھے چھوڑیں گے نہیں یعنی بغیر اپنے حلقہ

خام مرفا قاضی کے جو اپنی طور کے لیے دیکھتے ہیں حضرت تقی اللہ سید کاظمی صاحب کے خط اور است
۴۴ جولائی ۱۳۳۲ء

۴۴ جولائی ۱۳۳۲ء

امارت میں چلے نہ رہیں گے۔

کہاں میرا دل اس سے باغ بلخ ہی ہوتا تھا۔ کہاں آج یہ دن دیکھنا نصیب ہو رہا ہے!

والسلام

فتح دعا عبدالجبار

(۲۱)

کون بنا کے آفری چلی مت عرفا قاضی کو اس مطلب کا شہر ہو کہیں تو نہیں آپ
کا سر پہ بنا سکے گا کہ میں تھا آپ نے ان کی طرح کافر کی لگا کر نہیں اپنے سے افسوس
کر دیا کہ کتب ایسے اس کی تردید کی تھی۔ یہ مہفت نامہ اس شہر کے مقدس ہے۔
سیدی وصالی۔ السلام علیک وعلیٰ آلک وعلیٰ سلم

بچھاؤ اور غم غمٹ ہے آخر کی سرخ نشان زخم جانست سے شب بیا ہر داسہ کر گیا
میں نے جناب کے کسی اہل کے اختلاہ میں اشتباہ افکار کیا تھا اور اسے لوگوں کے مقتدر رکھنے
جائے پر بھول گیا تھا۔

استغفر اللہ یہ خیال تو آپ کے اذنِ فلام کے لیے میں نہیں رکھتا چہ جائیکہ خود جناب
سے متعلق ہیں تصور ہی سے تکلیف ہو رہی ہے کہ میری کس عبارت سے ایسا سمجھا گیا
گیا۔ عرفا سید علی کے خواب کا ذکر اور دوسرے تذکرے سے قراہتی حضرت کے اظہار کے لیے
تھے کہ دین کے دھول خوار مولیٰ تعلقات کی بجائے کی بیاد پر کمر کرنا واپس پیدا ہو گئی اور
عزیز خانی صدقہ میں من کا غلط فہمی کے رینا کے پھر آخرت پر ہوا کوئی نہیں باپ اور
بڑے بھائی کے درمیان ایک مدت تک ان کے پھر ملے رہنے کے بعد خوشگوار دیہے
کا۔ تو قلمناست ہو گیا۔ اسے بسبب پھر رفتہ رفتہ ہائے گوارا بنائیں میں حضرت سے مرعہا مانتے گا۔
اس کا یہ مطلب کہ نہیں ہر سکنا کہ باپ کو کسی وجہ میں منافقت رہنا چاہیے۔ والسلام

فتح دعا

عبدالجبار

شکوہ قاضی

(۱)

اس خط میں عرض کیے کہ انا حضرت قاضی کے مریض نمبر کی طرف سے ہو کہ کوئی بیڑی
سے نہ رہتا تھا اور لڑکھ سے شہ عبداللہ مفتی سید و ہدی کے جو کلام کو ام کو طرف

چہ ہر بد قاضی صاحب مرفعات متذکر کرنا چاہتے تھے۔

والسلام

۲۲ رابع ۱۹۴۱ء

بسم اللہ

والسلام

میں تو منتظر خود فتنہ ہی کی لگا تھا ہنس نہیں سکتا لا شریک فرسہ و آہن شریک
وہ آئے تو سہا یکین ماسیج و جگے کر کی کا ہاتھ پر کوسے پوسے کہ ہے میں لکھنے کے
حصانے میری سنے ہوئے ہیں!
یہ منشی جو یہ کیل کب سے ہو گئے۔ خود غبار تو ہمیشہ سے تھے یہ فتناری کا یہ کب سے

ہو گیا۔؟

ہاں کفر "میرا گھوڑا" لکھنے کے مزاج دیو کی میر کرنا آپ کے شاعر صاحب تعین
کے کلام کا انتخاب خوب اندر بہت خوب کرتے ہیں یہ دلیل ہے ان کی سخن سنی، سن کر کوئی کی۔

والسلام

دعا کو عبدالجبار

(۲)

قاضی صاحب نے "ذلالہ کے حوالے سے" توشہ لاہور میں لکھا اور ابی پر مضمون
لکھا تھا اس سے مطلع ہو کر یہ خط لکھا۔

والسلام

ماہ فروری ۱۹۴۱ء

بسم اللہ

ذلالہ کی طرف

سے

عزیز کا تسلیم ہو

تو بسم میں شریک ہا

آج کچھ اور بڑھائی گئی قیمت میری

والسلام

عبدالجبار

شرکت تعاونی کا ایک ممبر نے سانپ لٹا دیں، پھر کھڑا ہوا اور بادی سے غلط کیا۔

صبا باور

۲۷ مارچ ۱۹۵۹ء

بسم اللہ

محرمیہ سانپ لڑکھاں پر چڑھا کر

یہ سانپ دیکھ کے لیے مار کیا خوب

بہر حال کھنٹے ہو مارا

عبداللہ ماجد

(۳)

دیا کور

یکم اپریل ۱۹۵۹ء

بسم اللہ

فرمائیے آپ دستور لاہور میں ہیں یا انشاء اللہ مضمون ہے کہ

سے جو خبر کو خوب سے سے خوب تر کہاں

بہر حال بڑی ہی شرمناک ہیں یہی ہے کہ آپ حال میں ہو کر چاہیں گے اپنے چاہنے والے

لندن کی پرواز کے لیے بہر حال اسے ہیں، انشاء اللہ، ہمارے پروازیاں

والسلام

دعا گو، عبداللہ ماجد

(۱)

ڈاکٹر الفیاضی

”خیر“ اور ”مکر“ کے لیے اپنے دو مضمون صدق میں اشاعت کے لیے بھیجے

تھے، انھیں علی کو کتاب الیہ کہہ جاتے۔

۱۹۳۵ء

صبا باور

محرمیہ

خط میں تو کوئی بات جواب طلب نہیں

لہذا اگر جواب کے نام پر ضرور دہنوں کے صدق عید ۱۱ محرم ۱۳۷۵ میں شائع کرا دیتے تھے۔

فریسیہ کا آواز اور اچھا سننے سے بھدکے کے پاس باہر کے مٹاؤں کا ایک اینٹا بڑا عظیم
کروا ہے۔ گنبد میں ہوتی تو ضرور دیکھ کر رہتا۔ محرم کے مٹاؤں میں کئی ہے اسے کوئی مشکل
اس سے بچا ہے کہ اندر قتل عام نہ ہو اس سے حاصل نہ ہوگا۔

میاں سلطان کی شادی معلوم نہیں کہاں ہوئی بدعت نہ کروایا تھا۔

یکم جنوری سے انشا اللہ دیکھا جاوے گا، طرح سے ایک کے مسافر کی یہی شکل آسانی بہ
نے کی پنجاب دیکھ کر کسی سبب اتفاقات سابق پہنچنے کے کا علاوہ مروجہ دوسرے ایک ہی سبب سے
بھائی انھیں علی صاحب کا وہی حال ہوگا۔ غرض سے کچھ نہ کہنا نہیں

آواز سے تھا کوئی دیکھا تھا جو بہت تھا نہ کہ، پر چڑھا تھا

انجام یہ ہے کہ ترس ہے یہی انشاء اللہ کر رہے ہیں، میں (اکبر)

والسلام

دعا گو، عبداللہ ماجد

(۲)

دیا باور ضلع بارہ بکلی

محرمہ ۱۱ محرم ۱۳۷۵ء

بسم اللہ

فریسیہ عبداللہ کی خبر کہ لکھنؤ میں مسٹر کراوی آواز سے معلوم ہوئی لکھنؤ سے

سے کا خیال دیکھتے ہی یہی کہ قول پر آئی ہے کہ اسے اب تو شاید چلے گئے ہوں گے۔

مسلو کہ اسے کہاں چھوڑے گئے، علم بہر حال تو ضرور اس نے پہنچ جانا، دو دو عالمی

ہر کے ہر کی ان کی محنت آلود میں ہوئی تھی، ان کا مستقل خط بہت اچھا تھا، شاید شرمی

کا لکھا ہوا، اگر اب بھی ہوں تو میرا سلام پہنچا دیا جائے اور میرے صوبے بھی

بھول جانا چاہتا ہوں۔

لکھنؤ میں دو مسلمان کسی کے ساتھ پرہیز گار تھے، اور عورت اس کا کہہ گئے تھے، میں

پرہیز گار نہ کر، اسی طرح کے مسلمانوں کے ساتھ بدعتوں سے حاصل کر لینے کا خیال سے کہاں گئے

(۳)

میں تحریر یہ کہتے ہیں کہ ان کے لئے یہی ہے کہ انہیں فرمایا ہے علیٰ حد کو خوب

ایسے کے لئے بدعتوں کو نہ دیکھا دیا جاوے کہ حد کو خوب

۶ راپیل ۱۹۵۵ء

دربار بادخلیہ بدرنگی

حضرتی علیہ السلام علیہ السلام علیہ السلام
 کھڑے ہو کر فرشتے کی شام کے لیے پہنچی، اول تو ۲۴ کروڑ روپے ہزار روپے
 کے لیے ڈیڑھ ہفتہ کا ہے خبر اس کے لیے تو یہ کہ تھا کہ ۲۴ کروڑ روپے ہزار روپے
 بڑی بیخ بن کر لکھ کر نہیں، مباحثہ ہے۔ مباحثہ میرے لیے تکلیف دہ چیز ہے۔
 بڑا وقت اس میں صرف ہوتا ہے۔ ایک بار مجھے خبر سن غلامی آپ یا عبداللہ خدا
 خلیل کے ساتھ تھا کیا گیا تھا۔ بھائی ۵ منٹ کے ۴ منٹ گئے اور جب ہم کسی
 شکل سے ختم ہو پائے۔

فہرست کے اس کے لیے script تیار کر کے کیسے لوگت ہوں وہ تو میں
 اسی وقت تیار ہو گئی، دوسرے چیزوں پر غور تو کیا کر کے دیکھتا ہوں۔
 معنی سکھتے تیار کر کے ہوتی تو ایسا انداز تھا کہ بحث دیکھنا کہ تمہاری اس میں
 بہت کم نکل سکتی، سید کر کا خط اس کی شام کو ۴۰۰ کروڑ کے اگر آپ کہتا تو میری بات ہی ۶
 کروڑ ان پچھا۔

دراصل

دعا گو، عبداللہ

اور نظر بانی ہی میں کہ پند آئی حاضرت میں پروردگار اور زیادہ لطف کیا۔ انشاء اللہ و بزرگ
 اللہ کی علی نور سے دان نہائی کہ یہ بھی ہو۔

(۴)

سید مرزا حسین رحمہ اللہ کے کہ جسے ہم نے کہتے تھے جسے حاجی محمد
 اللہ بھی کہہ کر تھے۔

۶۴ رسی سلسلہ ۵ بجے شام

دربار بادخلیہ بدرنگی

حضرتی علیہ السلام علیہ السلام علیہ السلام
 پہلی کی شادی اللہ پر مبارک کرے۔ اللہ کی شادی کہ اس کی ایک بوجھ
 ایک کم سن لڑکا تھا، آج بپے ہے اور بپے نہیں بلکہ جو شادی کے قابل ہو گیا اور شادی
 خود نانا یا دادا ہی جانے والا ہے۔ تقریبات میں شرکت کا اتفاق اب کسی مرتبہ ہے کہ
 مزے کے یہاں شرکت کریں، یہی سوچ رہا تھا کہ معلوم ہوا کہ یہاں منزل میل ہو کر آئے ہیں۔

اب تو عارضی وزی ہو گئی، تنہا تنہا عیادت کا۔ انشاء اللہ آؤں گا۔ دعا گو،
 عبداللہ

(۵)

حاجی بادخلیہ بدرنگی

۶۴ رسی سلسلہ

حضرتی علیہ السلام علیہ السلام

کہ حضرت علی ابراہیم ایک آؤدو کشتی کے کھڑے ہیں ایک کباہیہ کی دوکان سے مل
 گئے تھے۔ میں نے یہ کہہ کر کہ گئے Platts کے ہوں گے خرید لیے اور انہیں جملہ کر لیا
 یہاں اگر جو جملہ کر لیا تو وہ گمان غلط تھا۔

آپ اپنے ہاں کے ذخیرے سے پتہ لگا کر کیسے کر کے کس ڈکشنری کے ہیں؟
 Fallon کا دلوں ڈکشنری اپنے پاس رکھنا چاہتا ہوں اگر مل سکتی ہیں تو
 یہاں سے میں لے لوں گا۔

ایک کام اور یاد پڑ گیا۔ عبداللہ جان بار کو تیار وقت کھڑا آتے رہتے ہیں، بھلا ملا
 رہتے ہیں بعد از وقت قیامت ایک بار انہیں اس کے خط لکھا کہ۔

رہتے ہیں میرا کیا خیال کہ کاٹا تو پڑے
 آپ کھڑے تیار تھے اس فوج کے سوا ہر بند پاہو بیٹھ نظر انداز کر جاتے ہیں جواب
 میں جسے خط لکھا کہ آؤں گا تو ضرور ملوں گا، مگر آتے تو میری جگہ سے۔ اب آنحضرت
 علم میں ان کی گھبراہٹ ہو تو فوراً یاد کر کے انہیں یاد دلا دی جائے۔

دراصل

عبداللہ

(۶)

کھڑے ہیں بعد میرے بیٹے سید اس کا پتہ تو معلوم کر دیں میں بہت عرصہ
 قضا کے لیے تیار تھا۔ مرنے والا تھا۔ مرنے والا تھا۔ مرنے والا تھا۔ مرنے والا تھا۔
 ناپوش ہو گیا کہ صاحب ندی جو عبداللہ کی کیا ہیں۔

۶۴ رسی سلسلہ

حضرتی علیہ السلام

انشاء اللہ سال سید کی برصاعت منور میں سننے میں آئی ہیں وہ تو جگہ کو نہ بھانڈا دیتے

والی ہی پر مانے کہ بوجہ نہ پہلے ہے، ہر اسے عزیز تر یا پسے یا نالی کسی کو ہو سکتا ہے۔
 اللہ کا شکر گزار ہونا چاہیے، اپنے شرف و فخر کے حقیقی والدین کو اللہ شکر گزار ہونا چاہیے اسے
 سید کے جہاز والین کو۔

برصورت تمام اس پرستش کی سفارش بطور مذاہب و مذاہب سے کیے دیتا ہوں۔ البتہ ان لوگوں کا
 نسبتاً مذہبی اسلوب نہیں ہوتا وقت وہ لوگ خود کچھ چاہیں گے آخر دنیا کی استقامت کا مقبولیت
 کا جوہریت کا تصور اس وقت ملے گا اگر وہ اس کے معنی کو انہیں دیکھ لیا جائے تو انشاء اللہ ان کے
 مزید تجربہ و مشاہدہ نفس بلکہ کرامت نفس کا جوہریت کا

انشاء و اسلوب بہتر ہو گا کہ بڑا مامست میل میں سلسلہ سے رہے۔
 عالم اسلام
 عبداللہ ماجد

مرقاۃ حفصہ الرحمن سیوطی

السلام علیکم

مسلم کا نفرین مکتبہ میں آپ کی تقریر پڑھ کر مجھے

فازی جو کوئی دوست کا ذوق دہن

جو کہ اللہ شکر اللہ پر۔ والسلام

دعا گو و دعا خواہ

عبداللہ ماجد

یکم صریح ۱۳۹۰ھ

ڈاکٹر حفصہ الرحمن سیوطی

آئندہ صاحب

(۱)

آپ کے مذہق ادب کا قاتل تو میں میگزین کا پہلا نمبر پڑھ کر ہی چکا تھا۔ آپ کی برکت
 کا قاتل ہونا چاہیے کہ آپ اس قدر ترقی پسند نہ ہوں گے کہ وہ میں غالب مرحوم کا نام زندہ کرنے
 اخذ و بصیرت حاصل کر لیں یہی غفلت میں ۲۰

سلجہ یہ کہ انہیں اور میر جیٹ کو بصیرت حاصل نہ کر کے انہیں تمام دہرہ انعام آئندگی و عداوت میں ہوتی تھی
 جس میں وہ کسی دوسرے کو بصیرت نہ بنایا ہے چونکہ ان کے گزیر قریب سے ہیں اسلئے تمام میں مسلمانوں کی رہنمائی
 فرمائی تھی۔

کہ ان میں گئے ہوتے ہیں!

کہ اگر کبر نام لیتا ہے خلو کا اس زمانہ میں!

آپ کو یہاں پر غفلت کی اس پینہ کا بھی نہیں کہ ہر گز سے غفلت انہیں تو اور کیا ہے!
 غالب، میرا دھندہ غفلت ہے کھنڈلا، کوجہ حضرت باہکک کو تو تو فرار پر نظر کرنے والا خود میر
 عاشقہ و غزل گوئی کا میر سے ملائے، لہذا وہ اس میں کاشعروں کی دفا فیکل پسندیدہ میں جیکر
 میرا شعر ملی دغا میں کسے کہ اسے نہ آئے اسنا مسندت بدیگری سے ہے میرا کہانہ کا جہان سے
 غلام اس قابل کی کہ آپ کا کہہ کوئی اس کے نام کو جیکر کے انداس کے حق میں تو آخر میر کو یاد تھا!
 حضرت غالب کا مرتبہ نہایت شاعری میں جیسا بہت بلند تھا جیکر جسے میر تنگ نظر کے
 علم میں تو اس دور میں جیل میں ایک غزل گوئی کو قتل سے کوئی شاعر اس باہ کا نہ غالب سے قبل پیدا ہوا
 تھا، نہ غالب کے بعد آج تک میرا ہے گوا میں میں شب نہیں کہ بعض بعض مقامات میں اسے اپنے اندر
 غایت سے خوب خوب پیدا کر لی تھی۔

امیر میر کو سو دے بیٹے استدلال کو حضرت غالب کی شاعری کی ہی طرح ان کی گتھ و نثر کا بھی دلدادہ
 بکھر قریب ہے خصوصاً جب سے کہ ان کے خط و کلام جو میر مرتبہ مولوی ہمیشہ پر شاعر جلدی نظر سے
 گذر رہے۔ البتہ جدیدت و سطر طے نمایاں ہے غالب اس آئینہ میں ایک مکمل انسان، ایک
 حقیقی خاص نظر کرتے ہیں انداسی حقیقت کی جلوہ دارانی اشعار وادانی کا متنبہ کئے گئے ہیں؟

دعا گو، عبداللہ ماجد

مدیا بلو، ۲۲ مئی ۲۰۰۹ء

(۲)

بلو امیر علیک السلام

بیدار اندو میں تو میں خود ہی صورت بہتر بنا رہا! غالب کے لیے غفلت کی فرمائش مجھے،
 مغلوب سے وقت کہیں کے پاں سے لکھیں، آپ کا لاف میری ہی غفلت سے بنایا کہ غفلت
 کے نیچے دل گیا تھا۔ اتفاق سے تو انہیں میری ہی غفلت سے بنی شہر شہر میں غفلت کی۔ میر جان چند سطر ہی
 انہی سطور میں جیسے رہتا ہوں۔ انشاء اللہ اگر یہ جلیں کو اس طرح سے پڑھا لیکر دیکھو۔ والسلام
 دعا گو، عبداللہ ماجد

مدیا بلو، ۲۶ مئی ۲۰۰۹ء

بلادم السلام

علی گڑھ والے گھر کا ہے! اللہ اکبر!

مفت میر شادی خان قریب دہشت میں منتظر رہے، محبوب میری اجمیریت کے لیے تیار تھے
سے رسالہ کی نہیں، موت و فیضیت کی کشمکش میں تھی، اللہ کے وہ بار بار ننگ دی میرا ایک قدم
کھینچ رہے ایک سبب یا باؤ میں۔

مفت میر شادی خان قریب دہشت میں منتظر رہے، محبوب میری اجمیریت کے لیے تیار تھے
شانے کو دی ہے۔ اس کتاب کا سب سے پہلا جلد گزشتہ سال میں ہے۔ یکدم چھوٹے بڑے دگر
موظفوں کا مجموعہ، اسی میں سے کسی خاص خط کا نوٹرز کا منظر پر تو تلاش کر کے وہ اصل خط آپ
کو بھیج دلا۔

خود حضرت اکبر کی جوانی کا ایک بہت اچھا نوٹ میں نے اس کے معاصرین و مشرقت حسین بھٹا
کے کو میں دیکھ تھا اسے حاصل کیجئے جس کے نیم اگلیں صاحب امیر اسے (شعبہ خاص، محرو،
الہ آباد اور نور پور) کے بعد بعد سے مل جائے۔ عام طور پر ایک ہی نوٹروں کی صنعتی کے نسلے کو ملتا
ہے جس سے چھوٹی نوپا نیت ظاہر نہیں ہوتی۔

خواجه میر تقی نظامی، علامہ آزاد، میر تقی میر، امیر نظامی، علامہ آزاد، میر تقی میر، امیر نظامی،
میر تقی میر، امیر نظامی، علامہ آزاد، میر تقی میر، امیر نظامی، علامہ آزاد، میر تقی میر، امیر نظامی،
کو کیجئے، بہت سے مضامین حاصل ہوئے، بعض سے معلومات وادہ سے معلومات، بعض سے معلومات،
آخری وہ میں حضرت اکبر کی عمر میں منصف تھے، اسی کے لوگوں کو کہتے تھے۔

حضرت اکبر پر نشانہ انداز سے مختلف شخصیات کے کہ چکا ہوں کہ سب خدا توڑ ہیں، یہی طعن
تبریز پر ہر سدا آگے لگا دیا ہے۔ غالب نمبر کو کیجئے کہ نوبت دیکھئے کہ کتنی ہے! والسلام
دعاگو، عبداللہ

۱۲ جنوری ۱۹۰۵ء

بلادم السلام

کیا کہوں آپ کے گھر میں شہزادوں کا ڈول گیا تھا اور اسی نے شعبہ کا شرم

کاشت ترقی بنا دیا تھا۔ ریلوایک محرم سے اپنے پاس نہیں، ایک خرید کے پاس ہے ان کے ہاں
کہا دیا تھا۔

یہ ایک اور قزاق کا موزار نے مذکور کیا اور اس سے پہلے کہ اس کا بعد مضبوط تیرنوشہ کو رواد
ظہور پر گزرتا نہایت خوش گزرا، یہیں وقت پر بہت جواب دے گا۔ اللہ سب سے بڑا کر
بہت محرم خیال ہو گا کہ اسے یہ سناں کی دوسرے گا

خریدی کو اب تلاش محرم کی تھی کہ کوئی صورت اس محرم سے نہیں کہ اب خود ہی اس سوتہ
کی نقل نہایت فرمائی۔ والسلام
دعاگو، عبداللہ

(۵)

بلادم السلام

ڈاکٹر میر شادی خان قریب دہشت میں منتظر رہے، محبوب میری اجمیریت کے لیے تیار تھے

مفت میر شادی خان قریب دہشت میں منتظر رہے، محبوب میری اجمیریت کے لیے تیار تھے
شعبہ خاص، محرو، الہ آباد اور نور پور کے بعد بعد سے مل جائے۔ عام طور پر ایک ہی نوٹروں کی صنعتی کے نسلے کو ملتا
ہے جس سے چھوٹی نوپا نیت ظاہر نہیں ہوتی۔

خواجه میر تقی نظامی، علامہ آزاد، میر تقی میر، امیر نظامی، علامہ آزاد، میر تقی میر، امیر نظامی،
میر تقی میر، امیر نظامی، علامہ آزاد، میر تقی میر، امیر نظامی، علامہ آزاد، میر تقی میر، امیر نظامی،
کو کیجئے، بہت سے مضامین حاصل ہوئے، بعض سے معلومات وادہ سے معلومات، بعض سے معلومات،
آخری وہ میں حضرت اکبر کی عمر میں منصف تھے، اسی کے لوگوں کو کہتے تھے۔

حضرت اکبر پر نشانہ انداز سے مختلف شخصیات کے کہ چکا ہوں کہ سب خدا توڑ ہیں، یہی طعن
تبریز پر ہر سدا آگے لگا دیا ہے۔ غالب نمبر کو کیجئے کہ نوبت دیکھئے کہ کتنی ہے! والسلام
دعاگو، عبداللہ

(۶)

بلادم السلام

یہ ان آپ کے تعلق یہ دونوں خوشنویں پہلے پڑے چکا تھا۔

اللہ کے یہی کہ حضرت کا ایک بہترین واقعہ آپ کو دے دیا ہے۔ اسی سے گزرا لانا

اٹھائیسے اور ہر اسے کوئی کا نام کیجئے۔ اگر نہیں لکھ سکی حال میں ہر پہلے کے گھر میں

بہت سے اور یہی حال دوسری امریکی خبریں سب کا ہے کاش ہم میں اپنے کہ بہت سے اور یہی حال

میں سلطان کیجئے کہ عدالت خالی ہیں۔

علم کی خدمت دوسری خدمت یہ ہی بڑی فقیر ہیں، یہ سب دوسری کی خدمت کا تحت

اسلامی نقطہ نظر سے بول سکیں قرآن کا پتا لگدیکھو۔ اس کا کچھ جواب مذہب ایک عقیدہ کو میں نے خود سنا ہے۔ دیکھیے جو کہ جس کے بدکسی نکلتی ہیں۔

میں سیدنی عوامی صوفیہ ملت کے ایک شخص سے ۱۰ بجے تک سنا ہوں تا نا خبروں اور واقعہ تعزیر کے لیے آپ کا نام دیکھ کر اسی روز شام کو وقت ۱۰ بجے۔ افسوس ہے کہ فضا بہت خراب تھی۔ تیز و تھر تھر بارش ہوا۔ لیکن تو الفاضل بہت صاف آئے تھے لیکن مٹا اس خود میں وہ جلتے تھے۔ جو اعلیٰ واکرم۔ ہمنہ شب کی تقریر سنی ہوگی۔

subjugation of women کا حال نہ پوچھیے۔ کالج کے سالے میں رہنا سنگتہ امی کی کہ عاتق میں تھا۔ طویل کی طرح تھیں۔ خود یہ کتاب بھی بلدیہ پڑھی، بلکہ ترجمہ بھی اس کا شروع کر دیا تھا۔ اب ان کا کام باہریت پر مبنی آتی ہے۔

اے، خوب یاد آیا میں نے مدت ہوئی اپنا انگریزی پناہ قرآن شب کو بھیجا تھا۔ اب یقیناً غلط ہوگا۔ اس کی ضرورت ہی بار پڑی۔ اگر بر آسانی واپس ملے ہو تو سپروڈاک کر دیا جائے وقت ہو تو جلتے دیکھیے۔

والسلام، عبدالمجید

(۳)

۱۴ اگست سنگتہ

دیبا یاد۔ بلدیہ کل۔

حزب کرم! وعلیک السلام

محبت نامہ بڑی محنت کے بعد مل خوش ہو گیا۔ کتا میں رکھ لی ہیں۔ صدق بیحد یوپی انشا آتش مزور کر دیا جائے گا۔ خواب fiction کتا میں صوفیہ منور تاجی پر مٹا ہوں وہ جی بالکل نہیں لگتا۔ والسلام

دعا گو، عبدالمجید

(۱)

مذہب نامہ دیشاوی شیخ محمد انصاری کی کتاب کے فیصلے پر وہ مذہب کے انعام پر مبارک باد خطہ جزم کے سے موز شاہی اسٹیج ہے جس میں دادرملی شلہ کے نکلے گندہ سہلی کے تفصیل حالالت ہیں۔

دیبا یاد

۱۵ اگست ۱۹۴۷ء

کرم کترا! السلام علیکم

دونوں کتابوں پر مدد گزار کے انعام کی خبر کو اس کے تیل ہی کی ہوگی۔ مبارک باد پیش کرنا صحت نرم اور کراٹے۔ نرم اسکا مارول سے دیتا ہوں۔ مدد میں بھی لکھ چکا ہوں واقعی آپ کی زندگی ایک کھانا ہے۔ میں اس مذہب کے ماحول میں دوسرے مذہب کے لیے ایک ماحول بن کر رہتی تھی۔ تھیں بلکہ قریب قریب اس کی میں قابل واد کیا قابل رشک دیکھا اس سب کا آخر کیا حاصل؟ دنیا گرانا غریبین کی محبت سے یہ سہ ہوں جاتی تو کیا مٹا نقد۔ ششہ جان کو بنا سلا کر کھانا اس نافرمانیہ لکھ لکھ کے ماحول میں مجھ کو فہم کی سہ میں تو کیا نہیں کاش اتنا وقت عزیز آپ کے کسی اعلیٰ موزور پر صرف کیا جتنا۔ اس محبت بلکہ کتا کے حق میں میرا انعام شاید کچھ شفیق ہو جائے۔

دعا گو، عبدالمجید

(۲)

کرم کترا! وعلیک السلام

جسے انعام کے بعد ان اپنے حریف کی رسید ہو گئی ہیں تو اب اس پر کیا تھا۔

یہ آفر آپ دلوں کو تپن کا شعلہ عرق پر لیا ہے۔ اپنی لکھی کی میری سنا ہے!

چھ ممبر قرآن کے کئی دوا آقا و شرافت ہیں میں نے سیکے تھے۔ چھ جائیداد اس کے

عبارت رکھیں! پوچھتے تمام پیش کیے کہ تو اپنے کو شکست دینا ہے۔

نہاں سے زیادہ ملک کو اپنی مثل کی تھی تو میری کتا قابل ہوں۔ میرے مذہب میں کو دلی کی میں اپنی پیش نہیں اس شکر بل پر آئیں گے کہ کتا ہوں! زیادہ سناہ اتفاق داتے ہیں ایک نام پر ہو سکتے ہیں وہ ڈاکٹر موزور کی کتاب ہے۔

سفر سے سنا کہ اپنے صفت محبت کی بنا پر ہے یہ کہ کتا کی شکر بل پر نہیں جو مال بہت ہیں اس سے بھی کتا سہ میں مدد سے دیکھ کر کہہ سکتے ہیں۔

کثیر ہو کر سہلی نامہ موزور کی مدد میں ہر روز لکھا تھا، مافر دست ہے۔ یہ توڑا بھیجے

لکھا تھا کہ سہلی تیسرے سہلی قریب قریب نظر دینی وہ بھی غضب ہے۔ والسلام

دعا گو، عبدالمجید

دیبا یاد، ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء

پارے کو گرنے ہی گئے۔

اب کسی اور سے کام نہ لیا اور وہ سے شعلے کی طرح دھندلے ہو کر آتا جا رہا تھا۔
وہاں ہی باقی نہ رہے گا۔

دعاگو، عبداللہ

(۶)

مولا علیؑ کی خدمت میں پہنچے تو دیکھا کہ وہ اپنے منہ سے نکالے ہوئے شعلے کے غماز سے ایک کتے کی طرح کھڑے ہیں۔
کے منہ سے نکالے ہوئے شعلے کے غماز سے ایک کتے کی طرح کھڑے ہیں۔
کے منہ سے نکالے ہوئے شعلے کے غماز سے ایک کتے کی طرح کھڑے ہیں۔

بہر اگست سبقت

گرم گشت اسلام علیکم

کشمیری بھائیوں کا شعر عام ہو چکا ہے۔
ماضی کو نہ کہیں، ماضی کو نہ کہیں، ماضی کو نہ کہیں۔
کشمیری بھائیوں کا شعر عام ہو چکا ہے۔
ماضی کو نہ کہیں، ماضی کو نہ کہیں، ماضی کو نہ کہیں۔

دعاگو، عبداللہ

(۷)

نیز نظر میں آکر پھر اشتیاق میں رہا۔
مروم اپنی شرافت کے لیے شہداء مولا علیؑ کی شہادت سے متعلق۔
چل کر مولا علیؑ کی شہادت سے متعلق۔
کتاب کے ذریعہ مولا علیؑ کی شہادت سے متعلق۔

۱۶ رات سبقت

دعاگو، عبداللہ

گرم گشت اسلام علیکم

۱۶ رات سبقت
دعاگو، عبداللہ

دعاگو، عبداللہ

منظر۔ اب دہلی سے جب کسی کوئی فریاد آتی ہے تو میری سماعت پر آتی رہتی ہے۔
دہلی کے حالات کو دیکھ کر دل میں ہلچل ہوتی ہے۔
دہلی کے حالات کو دیکھ کر دل میں ہلچل ہوتی ہے۔
دہلی کے حالات کو دیکھ کر دل میں ہلچل ہوتی ہے۔

نقص کا لکھنا۔ اشتیاق، اشتیاق، اشتیاق۔
دعاگو، عبداللہ

دعاگو، عبداللہ

(۸)

عبداللہ

مولا علیؑ کی خدمت میں پہنچے تو دیکھا کہ وہ اپنے منہ سے نکالے ہوئے شعلے کے غماز سے ایک کتے کی طرح کھڑے ہیں۔
کشمیری بھائیوں کا شعر عام ہو چکا ہے۔
ماضی کو نہ کہیں، ماضی کو نہ کہیں، ماضی کو نہ کہیں۔
کشمیری بھائیوں کا شعر عام ہو چکا ہے۔

گرم گشت اسلام علیکم

دعاگو، عبداللہ

مادر مل خان مرحوم کی ایک کتاب جس کی راست میں برقی میرے ہاں سے مدت
ہوتی غائب ہو گئی۔ اب اس کی ضرورت آ کر رہی ہے۔ جب نہیں کہ شید کا لی قبر میری میں
ہو اور آپ کے تعلقات شید کا لی سے ضرور قائم ہوں گے۔ اگر آپ کے ذہنی سے وہ
چار دن کے لیے حاصل ہو سکے تو کسی کو بھیج کر آپ سے منگو اور۔
ہاں صاحب کئی سال سے میرے پاس ہیں معاملہ خان کی ایک انگریزی کتاب آپ
کی خدمت میں پیش کی تھی نام *Language Contraversion* تھا۔
انگریز رسم الخط سے متعلق اور اصطلاحیں اور مضامین کا مجموعہ تھی۔ آپ نے اسے پیش و یقیناً فراموشی
ہو گیا۔ لیکن امتیازاً خدا ایک اہم ہر نفع لے لے گا۔ والسلام
دعا گو عبدالجبار

(۱۲)

محرمیت ہندو کے ہر مذہب کے لوگوں کا مل قرین ملی امرت سے نوز قاسم کے
ساتھ دیر ہزار سال کی شش ہی تھی و بعد میں تین ہزار دی گئی تھی۔ مسعود صاحب
نے اس امر از کے لئے ہر مذہب کے لوگوں کا تھانہ نظر خط اس کے جواب میں ہے۔
عبدالجبار

برادر محمد علیک السلام

سرکاری خدمت سے کہیں ہر روز قابل قدر لوگ آپ سے مجلس اہل علم حضرت کا اعلان
میں ہے۔ وہی اہلیت اور تالیف و تالیف قرین قرین خود ہی مولیٰ ہے۔ عین کسی کی خدمت
شادی ہے جو ہر شیب پر پردہ ڈالے ہر شے ہے۔

والسلام دعا گو

عبدالجبار

(۱۳)

اس خط میں دعا گو کا ذکر کر رہا ہوں کہ یہ ہر سال گزشتہ میں اور دیگر خدمات کے
خط میں ہر روز ہاں سے دعا گو کے لئے اس لئے یہ منقذ کی تھی ہر دعا یا دعا
نے صنف کی تہذیب پر اپنے ملک کا اہل کیا ہے۔ انہوں نے ذکر ہوا کے میاں شریف لاری
سینہ بزمی شہزادہ اور قاتر دہشت مرشد وید آل رشا ہر دعا و نوری گوشت
کا آئی ہے۔ جو جس طرح ہر دعا اور دعوت کثرت کے پیش ہے۔

عبدالجبار

۱۹ اپریل ۱۳۳۸

مجلس قرآن و علوم اسلامیہ

آپ کے دفتر خاص نے دوبارہ آپ سے تہنیت نامہ لکھوا دیا۔ یہ کوئی نیا
ہزار نہیں وہی پانچاھ ارگست و ایل ہے اس کی باضابطہ خط سے مندرجہ قریب اب
اپنی تھی اس کے کی صفیں پدم پدم ہیں ہم شری طریقت سے جہی ہوئی تھیں۔ ان میں
غلطی کر کے غلطان سارے غلطی سارے تھے جس میں غلطی سارے باطل غلطی صنف میں
مدر اہل علم کے لیے تھی۔ دو سرگت والے لکھا ایک مرنے والی داری والے کے لیے۔
منظر صبر آزمائی کے ساتھ ساتھ جہر اکھڑ بھی ہوا۔

صدق جانس مرحوم کی صاحب زادی کا خط آکا تھا کہ مرحوم کا ویران میں تیا ہے اور
در بلوچان کے مدرسے سے بھی، کہ تم ان پر لکھو۔ جواب لکھا کہ وہ بار کی دیکھ کر غافل
ہوں۔ باقی ویران پر لکھنے کے لیے مجھے کہیں زیادہ اہلیت جناب مسعود صاحب
رہتے ہیں۔ دوپٹے کے بعد یہ منظر وہ خطوط سے زندہ ہو کر واپس آیا کہ توبہ الیہ کا پتر
نہیں چلا۔ علاوہ پتر انھیں کبھی سنگھ کا لکھا ہوا تھا۔

ہاں صاحب میرے قلم میں مندرجہ الدین حسین مرحوم کی بھانجی ہیں۔ گویا تو میں ان کا
تخیال ہے۔ اکثر ذکر کیا ایک عالم کا کرتی رہتی ہیں بڑی محبت سے۔ یہ سلاک زمانہ کا
عقیدہ الدین کی کرتی ہیں کہ آپ کی بھی کوئی قریبی جہی ہوتی ہیں۔ یہ بیان صحیح ہے؛ لیکن
کے لیے خط کی ضرورت نہیں۔ لیکن ہر حال اسے نہ نہیں رکھیں آئندہ جب کسی کی ضرورت
سے لکھیں تو اس میں اس کا جواب بھی ہو۔ والسلام

عبدالجبار

(۱۵)

اس خط میں تفسیر ابجد کی دوسرے دہائی ویریش کی حرف ہٹا ہے۔

۱۸ اپریل ۱۳۳۸

عبدالجبار

برادر محمد علیک السلام

تفسیر جلد اول کو منسلک ہونے اب کی تہنیت ہو چکے ہیں بلکہ امتیاز چاہا کہ آپ کی نظر
سے ضرور گزر کر ہے۔ یہ کثرت ایک نسخہ زماں خدمت ہے۔ اسے اپنے ذہن میں جب
لکھ رہا ہے۔ الیہ ان اپنا ہی نسخہ خود فرما رہا ہے۔ انہوں نے کہ شید لکھ رہا ہے کہ دست

کئی سال تک بلایا جاتا تھا۔
میں اپنی جھگڑا پریشی شرمندہ ہوئی کہ میں نے آپ کا نام کیوں نہیں کیا یہ تو میرے
فرائض میں داخل تھا۔

دعائے عالم عاجز
عبدالمجاہد

سید آل جلالہ علیہ السلام

سید عالم گرامر و سنت الی اکمل، سید عالم میں ہوتا ہے وہاں ایک عالم کے لئے میں طالب علم کے
اس وقت کو متاثر و متعلق تھے۔ یہ ایک تحریر کو پڑھ کر یہ ہے کہ جسے دانی بھی تھا
اس کی کوئی کتب کے لئے وقت نکالنے کا اظہار کیا ہے۔

دعائے عالم
عبدالمجاہد

برآمدہ ام
ولیکم السلام

آؤں گے کہچہ میں یہ وہاں آئے ہیں جہاں خوب نکل سب سے انشا
ہوئی کہ کچھ ہی تم کہاں گے کہ کہاں گے
دل نہ بکھو، مفرور نہ ہو سید عالم یہ ہے۔

کلی اٹھانے جو وہاں کی شب میں وہاں کی شب میں کہہ دینے کو وہاں کی شب میں وہاں کی شب میں
ہو جائے گا اچھا میں آؤں کہ وہاں کے سب سے ایک اور کہہ دینے کو وہاں کی شب میں وہاں کی شب میں
دعائے عالم گرامر و سنت الی اکمل، سید عالم میں ہوتا ہے وہاں ایک عالم کے لئے میں طالب علم کے
عبدالمجاہد

مرواہب سنت الشریعہ و شریعتہ علی اکمل

مرواہب سنت الشریعہ و شریعتہ علی اکمل، سید عالم میں ہوتا ہے وہاں ایک عالم کے لئے میں طالب علم کے
یہ دیکھنے کے لئے کہ وہاں کی شب میں وہاں کی شب میں کہہ دینے کو وہاں کی شب میں وہاں کی شب میں
دعائے عالم گرامر و سنت الی اکمل، سید عالم میں ہوتا ہے وہاں ایک عالم کے لئے میں طالب علم کے
عبدالمجاہد

دعائے عالم
۱۲ اگست ۱۹۵۵ء
۵ بجے شام

بسم اللہ

برآمدہ ام
کئی سال تک بلایا جاتا تھا۔
میں اپنی جھگڑا پریشی شرمندہ ہوئی کہ میں نے آپ کا نام کیوں نہیں کیا یہ تو میرے
فرائض میں داخل تھا۔

کئی سال تک بلایا جاتا تھا۔
میں اپنی جھگڑا پریشی شرمندہ ہوئی کہ میں نے آپ کا نام کیوں نہیں کیا یہ تو میرے
فرائض میں داخل تھا۔

کئی سال تک بلایا جاتا تھا۔
میں اپنی جھگڑا پریشی شرمندہ ہوئی کہ میں نے آپ کا نام کیوں نہیں کیا یہ تو میرے
فرائض میں داخل تھا۔

کئی سال تک بلایا جاتا تھا۔
میں اپنی جھگڑا پریشی شرمندہ ہوئی کہ میں نے آپ کا نام کیوں نہیں کیا یہ تو میرے
فرائض میں داخل تھا۔

کئی سال تک بلایا جاتا تھا۔
میں اپنی جھگڑا پریشی شرمندہ ہوئی کہ میں نے آپ کا نام کیوں نہیں کیا یہ تو میرے
فرائض میں داخل تھا۔

دعائے عالم گرامر و سنت الی اکمل
عبدالمجاہد

آپ اٹھا کر اپنے دل سے کدو سے مقدس شہرہ آپ کی ہر قرأت پر ہم مقدسوں کو آئیں کہنا جب خواہ الہیہ ہو یا بشریہ۔

راشتم و ما گوییم عاشقانه

(43)

کتوب ایک محضہ و مرسلہ مشنوی، نانی و علما کے جواب میں

برنامه

۱۹۵۸

بسم الله

سبحان الله

تو نے طبع و ذہن کا کیا کرنا، صاحب نہی و علو! کہیں شمس پست تو منہ میں پانی بھر آئے تو
جان سے لپٹا ہے۔

مثنوی کی جلالت و عظمت سے سبھی انشا کیسے علی ثانی خدا نام خیر و بد میں ہی ہر ناقہ مثنوی شری
شیر علی و قورہ مثنوی برائی خدا ندادہ وغیرہ سب سے بڑھ کر مثنوی اشتیاق آفرین ہلے
دل عزلی۔

والسلام علیکم وعلیٰ اٰلہکم وعلیٰ سلمہ

عبد المجيد

459

مکتوب ایسے اعلیٰ درجہ کی کہ انہوں نے اس کی کوئی غلط فہمی نہ ہو کہ اس کے نام سے کیا ہے۔ یہ کہ جو اس کے دکان کو کھولیں گے۔ یہ کہ جو اس کے دکان سے شادی کی پرکاشیوں کو خریدیں۔ یہ کہ جو اس کے دکان سے شادی کی پرکاشیوں کو خریدیں۔ یہ کہ جو اس کے دکان سے شادی کی پرکاشیوں کو خریدیں۔

دریغ

طبرانی

فصل

والا مناتب! وعلیک السلام

چند صاحبِ دماغ کے لیے یہ دشواری کا شورشِ آبِ غیب ہے۔ انسانی عقل میں ایک بات تو گوارہ رکھ لینے کے لیے کہ ہر ایک کو خدا کی جانتی ہوئی بات کی نیلہ کو اپنا کر دینے والے کے لیے اس کے سوا کہ نہیں ہے۔ اگرچہ ہر بشر ہی کی جانتا ہے۔

قیسوں، مغربی کے سچے سچ خوب ہی سیاحی و ادبی نام کیلئے کہ نسبت سے لوگوں کے

لیجے کہ ان کے تابوت میں کبیل مقرر ہوئی۔

اسی جہ خط کو سوزنی رقم کا خطاب سے کہ آپ نے اصرار کیا کہ کوئی عامل مل کر، اصرار عرض کیا
کہ کتاب رہا۔

وہاں

عبدالحامد

صیاد

۲۳، فروی ۱۹۶۶ء

(10)

بسم الله

مخدوم و متقدما! و علیکم السلام

آپ کے احباب قلم سے ضلوع کیسے ندریں مانتا اور کھانا لیاں بکھا دیں اور بھینس
چریں بنیوں کو دکان سے کھائے ہیں، وہ دھارے سے جوئے میں کھڑے اور تھکے دیں بھینس بڑی
اسی طرح کے قلمی قزو آپ کی شہرہ پر عین خلق غمگیناؤں کا کھولنے کے لئے
جی بے قلم پر غمگین کھائے۔ داروغہ داروغہ اٹھائے ایک ہی گردی میں دسرت جو ہر حالت
اکٹھ پرگزبان بھنگو ماروں۔ قادیان بنگ ہے۔ قادیان بنگ ہے۔ قادیان بنگ ہے۔ قادیان بنگ ہے۔
قادیان بنگ ہے۔ قادیان بنگ ہے۔ قادیان بنگ ہے۔ قادیان بنگ ہے۔ قادیان بنگ ہے۔

والسلام

عبد المجيد

493

بسم الله

۱۸۰۰

عقود با اماره

المهمل

ظفر سے مولوی خذیر احمد روم کو داتا گنج بخش کی سبھی رنگت دی وہی گولنگ دہلی میں ساز و آہنگ
یہ سب شریک پہلے سرزمین میں بیگم کے مہمان ہوں دینا کیا اور آپ ایک نئی صنعت مضلع ذوالسپین ہے

والفرد

عبدالمجيد

عزیز باجو

۱۵۹۱

(4)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بندہ نواز!

۷۶
اس مدخلت میں آپ کو التوبہ کی خوب قسمیں میں سے اس وقت میں عرض ہو گی
لیکن اس شخص سے کہ بدگمان ہو۔

والسلام

عبدالمجاہد

۷۷
۲۸ دسمبر ۱۹۶۲ء

بسم اللہ

وہیکم السلام

معرضت مولیٰ کے حق کیا کرنا۔ صلح بلند پر فائدہ نظر ہے۔ فقط رکھنے کی گنجائش نہیں
ہے خط ختم کیے دیا ہوں کہ کہیں متاثر اندیش کی شکل اختیار کر لے۔
معاذ اللہ
عبدالمجاہد

(۷)

مولانا کے سفر میں خوب کلام اس کی روانہ ہو گا کہ اس سے لطف بخیزد ہر شکیہ کا
خط نہ کھنکھائی میں گڑبگڑ نہ ہو کہ اس کی گنجائش ہے۔

۷۸
۱۴ دسمبر ۱۹۶۲ء

بسم اللہ

والسلام

قیامت دعا سے کائنات میں یہ بڑھا ہوا جو بکر

نئی شری کا کر

نیشکر اس کے کیا مقابل ہو

اہم میں اس گڑبگڑ کے نیچے

والسلام

عبدالمجاہد

۷۸

۷۹
۲۸ دسمبر ۱۹۶۲ء

بسم اللہ

والسلام

۲۸ دسمبر ۱۹۶۲ء کی شام ایک خوشگوار شام تھی جب چٹاری کیا ڈنڈر علی گڑ میں ایک
مفتی کے پاس سے شینا سکر کی کو ایک مفتی نے دیکھا اور دیکھا کیا یہ کیسے کہ پندرہ منٹ
کی سرسری میر میں اس کی چند جھلک ان کیوں بس! سلطان محمد نادر کیوں کا یہ منظر کہ بجائے سینما
دیکھنا کاش و شطرنج وغیرہ میں وقت کی دولت ٹالنے کے ذریعہ تعلیم و ادب سے قرآن میں مشغول ہیں
انکھٹا میں فساد دل میں مسو بہا کرنے کو کافی تھا۔

مگر عرض کا توجہ غالب سید محمد روئے حیدر نے فرمایا کیا تھا آخر علی گڑ ہے اور اس کا فیض
حدود نوید کی ملک و مملکت میں نہیں ہر کسی اعلیٰ میں ہے اور میں تعلیم کی فرائض خود دوسرے
لہذا کام سے کہ بڑھ چکا ہے اس کے جہاں ہمت کا کہن کو مگر غرض عطا فرمائے لے
میں شری کے سفر پر تیار رہے

والسلام

عبدالمجاہد

۸۰
۲۸ دسمبر ۱۹۶۲ء

بسم اللہ

والسلام

عبدالمجاہد

میر تقی میر نے دعا لکھی ہے کہ اے اللہ! جو تیرے سامنے صاف نظر آئے اس کی تعلیم کی حد
تسبیح و تہجد آپ کے ذہن میں آجائے۔

والسلام

عبدالمجاہد

۸۱
۲۸ دسمبر ۱۹۶۲ء

بسم اللہ

والسلام

عبدالمجاہد

یہ سب سنو تو اپنے ہنر کی ہر قسم کو کہ ہم ممکن کی تلاش ہی کے کو میں لکھتا ہوں ہر قسم
لے جو بہت کچھ ہے اس کے کو میں ایک لکھ ہے۔ یہ خوب لکھ کی فکر کرتا ہوں۔

لے مولانا علی قلی خان صاحب دہلیات سمرقند کی شری علی گڑھ کی ہر اہل تعلیم و تہذیب کی دعا ہے
کہ ان کی تہذیب میں جو کچھ لکھا ہے وہ اس کے کو میں لکھتا ہوں۔

۶۸
 ان تمام سب کے کچھ خدا فرخوں کو اس سے ششانی رکھا جائے اور اس ششانی ہی امت کا حشر ہے آپ
 سے بڑھ کر کوئی نہ ہے۔

دعا گو دو دعا خواہ :

عبداللہ

عبداللہ
 ۱۱۳۱ھ

(۱۳)

بسم اللہ

ہم سب کے ہم مقتدا! اللہ ہمیں
 خط پر خط پہنچ رہے ہیں۔ اور ہر دفعہ لطف جبارت سے خط کو ذکر رہے ہیں جو آپ میں کوئی
 بہت عرض کر سکتا نہ رہی کیوں خواہ تمہارا خطی دعویٰ —

والسلام

عبداللہ

عبداللہ
 ۱۱۳۱ھ

(۱۴)

بسم اللہ

مقتدی کا سلام مقتدا کو

اللہ کا خطاب افضل ہے۔
 کھڑی ہو کر کھڑی ہو کر آپ کی ذات برادر کے ایک صاحب سے عبادت ہوئی آپ کا

دکھ رہا ہے کہ آپ کا صواب آپ کی شانیں بلکہ آپ کی آن میں نہیں بنایا۔

قیامت دعا ہے کہ جنت میں بڑھ جائوں کر

تمہیں کہہ سکتے ہیں کہ اللہ کے شہادتے تحقیق ہی آپ کی ہیں کہ آپ نے چڑھے کھڑکی کی
 نمایاں ایک جبرہ علم اور اس مال کی بولنی عمر میں بڑھ جائوں۔

والسلام

عبداللہ

بسم اللہ

(۱)

خط میں جتن کھڑکی کی کتاب سرائے زین لودز پر کھڑکی کا اقتدار کہ وہی اشیاء ہے۔
 عیاد

بسم اللہ

بسم اللہ

عند دم و کرم

السلام علیکم

.. علی گڑھ کے مگر یہ کہ کلام غماز لبر عالمی نظر سے گزرا۔ عالم مجاز میں "حقیقت" ایک ہی نظر
 آئی اور وہ ہے آپ کا حضور! کھڑکی کی زبان یا سرائے زین لودز پر کھڑکی کا اقتدار۔ بسم اللہ
 تمہیں کہہ سکتے ہیں کہ یہ اس عقدا حضور کا ہے کہ اسے سرائے زین لودز پر کھڑکی کا اقتدار
 ہوگی موصوت میں برکت طائر سے جو قراول ہے کہ آپ کی برکتی حقیقت۔ مگر کتاب پر ہر عورتی نقل زلوں۔
 صوفی محمد احمد جی کے خط میں جو سرائے ہے اس سے لودز پر کھڑکی کا اقتدار۔
 بڑھائی کا بھی دعویٰ حضور میں استعمال اس سے ملان کی نظر سے گزرا ہے۔ دعا گو :

عبداللہ

عبداللہ

(۲)

بسم اللہ

عند دم و کرم

السلام علیکم

انشاء اللہ عارستہ و شہداء اللہ سہر پر کھڑکی کا اقتدار۔ بسم اللہ
 عبادت کا مہم ہے ایسا نہ کہ ہمیں وقت پر شہداء بڑھ جائے اور اسے شہداء کی
 "پانی پازہ پڑا ہے۔"

والسلام

عبداللہ

عبداللہ

(۳)

بسم اللہ

عند دم و کرم

السلام علیکم

اس دفعہ میں فرمائیے کہ آپ کی کھڑکی سے بہت کچھ مستفید ہو کر آیا ہے مگر کھڑکی کی لذت بہت
 اور حلقہ میں مستغرق۔ دعا گو اور دعویٰ لودز اپنے اپنے حصہ بہرہ ور۔
 یہ فرمائیے کہ اور حلقہ (اللہ) اور فساد آنروں جو کھڑکی سے ترکیب یا اس میں کھڑکی کی ہے

یہ اسی میں سر پہل ہا بیت کیا ہے اور صحیح تلفظ کیا رکھتا ہے کسی لغت و ضرومی میں کا نظر سے
نظر انداز نہیں پڑتا۔
والسلام دعا گو، عبدالماجد

(۳)

۱۰ دسمبر ۱۳۵۷ھ

مردم و حکم السلام علیکم
کل اتفاق سے لغات الفارسی مولانا مولیٰ سید احمد علی صاحب فرہنگ تصنیف میں
نظر میں کسی پر پڑتی تلفظ دی ہے جو آپ نے ہاں فرمایا میں نے کہا کہ ہاں نہ کہ تھی جی میں
آیا کہ یہ تاکید آپ کو کون جیوں۔

والسلام

دعا گو، عبدالماجد

(۵)

فرمایا کہ اگر کسی کو جو کلام ہے اس واسطے ہی شائع ہوا تھا۔

۱۳ اپریل ۱۳۵۷ھ

مخلص فرماؤ السلام علیکم
فرمایا کہ کیا کہنا حدیث نکال کر ایک ایک شعر بغیر درمیان سے کچھ جوڑے
پڑھتا جا رہا ہوں۔ آخری قصبہ کہ جس کی کتاب کے حصے میں آئے ہیں۔
ملا پر اس شعر نے غضب ہی ڈھا دیا۔ اس سے بڑھ کر شعر تو اس دیوان میں جو مانتا
رنگ میں نہ ملے گا۔

✓ چپ بھی رہتے ہو تو گنتا کا ہوتا ہے گان

✓ شادنا اس طرز کی شعر میں سختی ہوتی ہے

ہمان الشراۃ اللہ تعالیٰ و معرفت کے شعر میں ایک سے بڑھ کر ایک ہیں اس
سلسلے سے الگ۔ باک النثر۔

والسلام۔

دعا گو، عبدالماجد

(۶)

اگر کسی نے سرفارسی دی ہے بیتا، یا اپنے کے شعر کے انتخاب کیے ہیں۔

یکرم بنی ۱۳۵۷ھ

فرد فرماؤ السلام علیکم

آپ خواہ مخواہ میری عزت افزائی کے درپے ہیں۔ بہر حال جو توں ڈرتے جھکتے
تفصیل ارشاد کر دی ہے۔ ایسا تو کوئی شاعر آج تک ہوا نہیں ہیں کہ شعر میں گان سے
ہر خاک کا سا نظر گذار دے لغت شائع شدہ کلام اس پر بھی پڑھنے والا اپنے رنگ
کے شعر میں کچھ ہی پائے۔

ایک صاحب علم حضرت میری پسند کے اور ذیل صاف ملاست بہت زیادہ پسند ہے۔
باقی ناپسند کا کوئی سوال تو آپ کے کلام میں پیدا نہیں ہوتا۔

مرا احمد آدمی سوا جو ہے میں نے کسی مشکل شر کا مطلب دریافت کیا جواب میں
لکھا کہ میں کسی شعر پر غور نہ کر سکتا۔ لیکن جو شعر میں ہی نظر میں پسند آیا ہے لیا ہوں۔
باقی کو یہ سمجھ کر دیا ہوں کہ میرے لیے نہیں ہیں بات خوب ادب سے دل کی کہی۔
میں شعر کے حصے میں نہ لگا سکا پڑے نہ شعر نہ فلسفہ ہوگا۔ جواب میں میری مولیٰ دیر ہوئی،

معاذ جانتا ہوں۔ والسلام

دعا گو، عبدالماجد

(۷)

• منتقلی سے شاعر مولانا غفر خاں کی طرف ہے۔ مولانا مولانا کے ہر وطن اور
اس کے پاس منصف کے آنے جانے والی ہیں تھے۔ اگر ہم کہیں ہیں ان کا جانا تھا
• کہانے مولانا صاحب مرحوم کی زبان سے جو انہوں نے مولانا کا انتخاب کلام کے
لیے ہوئے تھے۔

۱۳ جولائی ۱۳۵۷ھ

کرم گزرا السلام علیکم

تخلی کلام کے مطالعہ سے اب فرحت ہوئی چنانچہ اگر شام کو آئے تو کوئی ان کے
حوالے کروں گا سرخ و بنا گیا ہوں کوئی دس شعر لیے نظر آئے کہ طبیعت ہے اعتبار
چراغ اٹھان پر دوسرے بنا دیے ہیں۔ اشعار و شعر حاضر ہیں۔

- (۱) جس نے دیکھا وہ دیکھتا ہی رہا
- (۲) اس کی کثرت ہوئی
- (۳) سارا عالم آئینہ ہے
- (۴) میری مرضی جہاں
- (۵) نگاہی نہ ملے حشر
- (۶) جب کہا اس نے مدعا کیے
- (۷) عدل کے بدلے مطلب
- (۸) نہ پڑی ضرورت عمل میری
- (۹) شرق و مغرب گناہوں کا
- (۱۰) میرا ملک خود فاس میری

الخ

آپ کے عاشقانہ کلام سے تو شررتیں ہی ترقی پاتیں حیرت ہے کہ آپ کو قصور اور معرفت سے اتنا دور کہاں سے حاصل ہو گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس دنیا کے مشاوری ہیں۔ آپ کی سنا آتا تھا کہ شیعہ حضرت تصوف کے دشمن ہوتے ہیں۔ مذلت فضل اللہ بیوتہ من یشاء۔ والسلام

دعا گو، عبدالجبار

عبداللہ
عمر اکبر رحمہ اللہ

(۸)
بسم اللہ

خدا کریم کریم
السلام علیکم

خدا کریم ہر طرح کی رحمت ہیں۔

- (۱) فساد آفرین کی جگہ کو نامہ لکھ کر ہم کو آیا یا خدا ہے۔ حکم ہمارا یا جانتا ہے کہ
- عمل پر مدد ملے گا یہ مسئلہ مجھے نامورینہ علم ہوا۔
- (۲) شرمناک لکھنے کے ساتھ ہی ہمارے بار بار استعمال میں ہے لیکن اپنے لوگوں میں بھید
- پڑتا ہے جو عقل کشائیں کہ آپ کی تعریف کے لیے میرے ساتھ یہ کتاب کس کی کوئی ہوتی ہے؟
- ان دونوں محاذوں سے شعلوں کے ساتھ ہم کو اپنی تحقیق سے مستفید فرمائیں۔ دانت دار عاویہ

عبداللہ

(۹)

بزرگوار ہونے کی نمانت نہ فرمائی۔ خود شائع کرنے کے عزم کا اظہار کیا تھا۔ مرنے والے
دن کو اپنی کتاب کے بارے میں کہیں کہیں۔ وہی قصہ مرثیہ اس خط میں آیا اور یہ شائع
اور دونوں کے نام میں بھی کر دیے جو اس نکتہ کی اشاعت پر آمادہ ہو سکتے تھے۔
۱۲۔ اپریل سنہ ۱۳۰۰

بدن لوزا و لیکر السلام

آپ کی کتاب لغت لکھا گیا تھا۔ بے پردے ہوئے ہی اس پر ایمانی بانٹیں لکھا گیا
ہے۔ یہ نکتہ اس کو خود چھپوانے کی زحمت میں پڑنے کے لیے کیا کسی ناظر کے حوالہ کر دیا بہتر
ہو گا۔ ظاہر ہے کہ نقد نہ اندازا ملے گا۔ لوگ کچھ زیادہ نہ دے سکیں گے تاہم یہ کیا کم ہے
آپ کے سامنے خوش فہم سے نکتہ مل جائے گی۔ ذیل کے ادارے ضرور قابل فہم ہیں
ان میں سے کسی سے بھی معاملت ہے۔ یہ جانتے ہو کہ ہمارے کام پر ایسے سابق قول کثرت پر ہیں۔
شعبہ تحریر مسعودی رضوی دہلا۔ دانش ملی انجمن الدولہ پارک۔ فروغ ادب انجمن آباد۔
انجمن ترقی ادب مل کر جو جس کے سرور صاحب سکرٹری ہیں۔ چھپ جانے کے بعد کوئی ملکر
انصافی کیٹی سے قلمدادانی لقیق ہے۔ لیکن خود میری صلاحیت کی قلت تحریری دوسری ہے۔
کتاب کا نام معلوم نہیں آپ نے کیا رکھا ہے؟

ایک خیال ناقص اور عرض کروں۔ کتاب میں تنقید و تبصرہ سب ہی لغات پر ہو۔
فرسنگ آئینہ رحمانی امیر لغات وغیرہ سب پر محدود حصہ اور لغات پر نہ رہے۔ وہ
رک خواہ غمازہ اخفی بیٹش بنالیں گے۔ غالب سے یہ نکتہ قاطع رہا ان تنقید کرتے
وقت ہر گز تھیں۔ والسلام دعا گو، عبدالجبار

(۱۰)

۱۱ اگست سنہ ۱۳۰۰

خدا کریم کریم
السلام علیکم

خدا کریم آپ ہر طرح سے تائید و نصرت اور مدد فرمائیے۔ ذیل کے دو فقروں
میں فیض اور فیضیہ قرآن کے قرار دیے گئے۔ وہ اپنے کو کڑا کہتا ہے۔ وہ اپنے کو کڑا
کہتا ہے۔ فساد آفرین اور ان میں کو آنا باندھا یا ہے۔

و دعا کرتے صحت و عافیت،

عبدالمجید

(۱۱)

۵ ستمبر ۱۹۱۲ء

خدم و سکرم السلام علیکم

و کد خدمت آگاہ چروسے ہوں۔

(۱) اسرارِ جانی ارادہ سزاوار (۱) میں میں سلام کی جمع موٹ دھبی قسمی شوگ ان کو سلامین کرتے تھے۔ میں سمجھا چاہتے کہ لعلی ہے اب ہمیں یہی جملہ فائدہ آزلو میں چڑھا۔ ابکہ چاہنے کی غلط تسلیم کرنا مشکل ہے۔

(۲) میں ہشتے میں وہ آگے داخل ہے۔ یعنی اس ہشتے وہ آیا چاہتا ہے یا پہنچا جاتا ہے۔ داخل کی یہ ترکیب کنی جگہ فائدہ آزلو میں ہی نظر آئی اور مجھ میں نہ آئی۔

(۳) اور خود آپ کے معنی میں میرا جس کا یہ مصرعہ غزل دیکھا۔

گویا مٹی کھڑے میں چیا چار پر

یعنی جیسا استدعا کے معنی میں ہے۔ دو زمین کھنوی صاحبان شکار مرام مسکری مروجہ موافق تھی یہ دریافت کیا سب سے اس منہم سے لاطنی فلاہر کی۔ جواب صرف اسی صورت میں صرف نہایت کھٹے کھٹے سے صحت ہو گئی بڑا اثر نہ پڑا۔

دہر ہرگز میری طرف سے کوئی تقاضا نہیں۔ والسلام

دعا گو، عبدالمجید

(۱۲)

فرہنگ نثر مثالی ہوگا۔ مولانا دیادی کی نظر سے گزرا۔ یہ خط اس خوش اندیشی کے اظہار کے لیے لکھا گیا۔ میں اپنی شش ہندو اور گریبی لغات نویسی میں۔

۱۸ ستمبر ۱۹۱۲ء

خدم و سکرم السلام علیکم و صحتہ العالیہ

علی گڑھی موصول ہو گیا کہنا اشد و سچا اشد یہ تو ہوا ایک دفتر نکلا، لیسیم، شمیم، خیم، میں مجھے ہاتھ کر گئی رسالہ ہر مجھ معنی۔

ہر حال سراپا ساس ہوں۔ صلیق میں گویا تب سے نہیں نکلتے۔ تاہم اس کا مختصر تعارف تو ضروری ہے گویا پیش جب میں نکل سکے۔

مصری نظر چاہا جہاں پڑی داد ہی دیتے بنی جہنم دلیا، وہ جہنم سے گڑھا، جھانپو عینوں لغت غریب نکلتے۔

آپ بیکتب نہ کہہ جاتے تو اپنے اور میری ملا کرتے اور ادب پر میں۔ اشد اس طرح کی صیغہ خدمت اللہ کے لیے آپ کی خدمت میں زیادہ سے زیادہ برکت عطا فرماتے۔

کتاب میں بار بار نام فین اور پیش کے آتے ہیں اگر شروع میں ان کا مختصر تعارف آجاتا تو ناظرین کے لیے بہتر ہوتا خواہ السلام

دعا گو، عبدالمجید

(۱۳)

۵ نومبر ۱۹۱۲ء

خدم و سکرم السلام علیکم

خدا کرے آپ ہر طرح بخیر ہوں۔

ابن دہل کی تحریر میں میں بار بار سمجھتے کہلانے کے کہلانے کا استعمال دیکھتا ہوں۔ ایک آدھ کھنوی کی تحریر میں میں برکت ہے آپ کے نزدیک کہلانے کا ایک حکم ہے۔

والسلام

دعا گو، عبدالمجید

بہر وقت

دلیا دار
۱۲ جون ۱۹۱۲ء

السلام علیکم

خدم و سکرم !

آپ کی زبان پر بخانا کہ ہم کتنا یا بر باد آپ کے ساتھ ہے، آپ کی زبان پر غلط ہر وقت ہوا سفر ہے، یا ہر روز ہوا ہر خدا کرے آپ ہر طرح خیر و عافیت ہوں۔ والسلام عبدالمجید

(۱۶) جو شخص اپنے آپ کے لئے اس دنیا میں اہل حق کے کام میں لگے اور اللہ کی رضا سے
 جو جو مال سے پہلے دیکھ لے گا اسے چھوڑ دے اور جو مال اس کے لئے مقدر ہے وہی نہ لے گا۔
 (۱۷) جو شخص اس دنیا میں اہل حق کے کام میں لگے اور اللہ کی رضا سے جو جو مال سے پہلے
 دیکھ لے گا اسے چھوڑ دے اور جو مال اس کے لئے مقدر ہے وہی نہ لے گا۔
 (۱۸) جو شخص اس دنیا میں اہل حق کے کام میں لگے اور اللہ کی رضا سے جو جو مال سے پہلے
 دیکھ لے گا اسے چھوڑ دے اور جو مال اس کے لئے مقدر ہے وہی نہ لے گا۔

عبد الحميد

صبا باد
۲۱ راقم ۱۹۶۶

(۲)
مشت

اشتم علیکم

ابھی ابھی فرحت انوار سلطانہ کے خط سے آپ کے کان کے سامنے جبریلؑ۔ انشاء آپ کو
 کبریا کی عطا فرمائے اور دوسرے کو خدا آپ کو گن گن کیلے وسیلہ رحمت و مغفرت بنادے
 جو میں کا توکل و اتقائی سے تکلیف میں بغیر اجر کے نہیں رہتا ہے چاہے ایک بار حدود و جا کادہ
 جبریلؑ ایک ایسی صورت سے کہ با حق حرم گنا۔

ہم ادا آپ بروئے سہ پنے سبب ایک ہی منزل کے لیے دکان دکان میں، دلی خوشی یہ
 شخص کو کہہ کر آپ نے اس موقع پر میری مجلس سے کہا: کیا آرزائیں ہری اور دلہن کی جس سبب کہ
 کہ آپ اس مسئلہ میں بروئے سہ سے - دانت نام

وعاقره، عبد المجيد

سورنا یکم محمدزاں حسین (کلکتہ)

مکتوب الیہ کے دفعہ کے انتقال پر سونا ہر ماہوری کا تفریق خط

دریاد

۱۳ اگست ۱۹۵۶ء

بسم الله

وہیکرہم

کرم فرما :

[illegible]

آپ اٹھا اور خود سب مل کر فرمایا۔ تقاضا کر حرکت کرنا سکتا ہے۔ میری جگہ کیلئے
 اگر کسی اور نے جگہ لے لی تو انا انہیں دے دوں گا۔ کہہ کر لوگوں کو اجازت کے معانی کا استفسار رہا ہے
 جب میری جگہ پر نے یہ نہیں ان کے لئے میں کرنا ہے۔ آپ اللہ جان کے بیٹے ہے کہ ہے
 اب بسب کے سب اللہ ہی کے ایک جہی میری جگہ اسی کہ جب چاہیں وہیں سے لے لے لے لے
 فاسری جہاں کی دولت تھی اس میں سب کے سب ایک منزل کا طرف دور ہے جاتے تو میری ہی
 رہے ہیں اللہ کے سب سے پہلے میری جگہ پر ہے۔ میری جگہ پر ہے کہ ہے کہ یہ لوگوں میں کہہ لیں

آؤ مجھے تو چرا ہے اے اگے کے مرے حضور دستِ یمن ہیں ————— اور باپ تو خوش قسمت
ہیں کہ ان کا متعلق ہے کہ وہ ایک مرے ایک کی عزت کا ایک کی دس سے پہلے ایک علیہ صلا کا قول یاد کر
لیجئے جس نے کہا ہے کہ ایک باپ کی خوشی میں اور باپ کی خوشی میں ہے
طالعہ کا ذکر اور دعا تو ہے: ————— عبدالمجید

(P)

یعنی کہ دنیا میں صرف اعدا و ابادی کا تفریق کمزور ہے۔

میرزا محمد

۱۹ رجبی ۱۳۵۸

بسم الله

وَمِنْكُمْ أَتَمَّ

کریم آباد

بہاولپور کے ایک بھائی کی سفارت کا مدد سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ جو جگہ جسے
سفارت بالکل اہم تھا وہ غیر متعلق ہو۔ جسے ایک غلام پر گیارہ سو روپے کی ٹیپ ہر وقت بے
مافی کسی طرح۔

آیتہ اِنَّا قَدْ وَاثَقْنَا الْعِبَادَ جُنُودَکَ کے معنی و مضبوطی کا مراد لیا ہے ہی ہر نفوس کے لیے ہے ۔
 انشاء اللہ کس سے بھی ہوگی ۔

جس نے وقت ڈالا ہے وہی وقت کاٹے گا جس۔

میں نے یہ قدرت فراموش نہیں کی کہ جاتے جاتے میں آپ کا گرجا جو میرے سر پہ تھے والہ سے اس کا
 بھی آپ کو اذنان میں نہیں ہو سکتا۔ — اذنان کا کونسی تھی جس نے دلت میں ایک جگہ شرم جی رہا
 ہے خود اسلانی طور پر آپ نے تو اپنے رشتے کے جواہر کو اندر سے زہل کا دلی سے غم و خون سے
 ڈھلایا ہے۔ اس طرح اس کا شائع ہونا مستحکم ہو۔

یہی خط لکھا ہوگا۔ ذکر کا ذکر اس لیے میں صدرا اہل کنا پھر کسی لکھنے والی کو لکھ کر
موجود میرے لیے ہے۔ جی نہیں۔

دست امجدی

عبدالمجید

(۳۱)

خبر صاحب نے منشی میری کے حسن شاعر کے سنی دریافت کی تھی

دیا باد

۲۰ ربیع الثانی ۱۲۹۵

بسم اللہ

برلڈم سلام و علیکم السلام

(۱) داچر سے قدم زلی ہیں لکھنا دو جمیں اکھڑا کشتاب تھا کیا خوب کے سنی میں میرے
نسخہ میں درمیان میں ہے۔

کہیں کہیں دیکھا کہیں داچر سے

(۲) داچر سے عوی و قوس ہے مگر ڈول کے ہیر کی جیاری میرے نسخہ میں شعر کے لکھنا

یوں ہیں،

نہ ڈول کا نہ موتی کے کاغذ

نہ پتہ ای اور پتہ سارے کا بل

(۳) میرے نسخہ میں یہ شعر ہیں،

ہوئی دست باند کی سرسبزیاں

دوڑا آگئی اتر کر گھاٹیاں
سرمائی سر پر لکھنے کو کہتے ہیں لکھنا نہیں اڑنا ہے پتے باند کی اصطلاح میں کسی
مستحق فریب کا نام ہے۔

(۴) میرے نسخہ میں دوسرا مصرع یوں ہے،

لوگ ہمیں کے لئے پرلو

معنی دہی ناچ کی ایک قسم کے مقام پر ہے۔

(۵) میرے پناہ منقول از فردا لغات جلد نمبر ۲۱

بادشاہی مجلس میں اچھی کے جیسے نسخہ لکھنے والی پر پڑی تھی فیل بان اس کو تھیں پیشا

لکھا تھا صاحب کی یہاں پہلے ایک جہزی کے لکھنا شاہ کو مبرا کرتا میں سے مراد ہونے کو ملتی
کوس جھڑائی۔ یہ نسخہ کسی لکھنے والی کو مرید کہتے ہیں۔

۱۶ جی بان، قندو گورٹ کے نسخہ میں ہے۔

(۷) دھار کر کھینے ملت سے قندو اس کا مطلب جھڑپوں میں ذرا صغیر ہوا کہتے ہیں ایک صاحب
نسخہ شیخ متلاصحن جو غور کی پڑا ہے لکھنے والی ہر صاحب دھن و خوش فہم کے امیران سے لکھ کر
دعا ملت کرتا ہوں۔

(۸) شوقی قندو لکھنا میں ایک نسخہ کا نام ہے جس میں خوشے ہوئے ہیں کا نام اسباق
ہوئی ہیں چاہتا ہے کہ ملت کا لکھنے والی کی اصطلاح میں مل رہی ہے۔ پناہ میں پہلی زبان کو کھانا شوق
پر جا کہ ہے۔ چنانچہ فیروزان کا۔ آئندہ کہیں اس قسم کی خدمت لینا ہو تو منہ فضل و قریہ کا حوالہ
ضرور دیا جائے۔ بڑا وقت مجھے اپنے نسخہ میں ان شاعر کے ذکر میں تھنے میں لگ گیا۔

دست امجدی

عبدالمجید

(۴)

خبر صاحب کے کہ داچر میرے بعد بروم کے قندو کی کڑی ہے کہ یہ صورت نامہ تحریر کیا

دیا باد

۱۶ ربیع الثانی ۱۲۹۵

بسم اللہ

برلڈم سلام و علیکم السلام

دعا ملت مغفرت کی میرے خط پڑے ہی کہ وہی تھی خط لکھنا صرف تھا اس وقت صاحب
ملک یاد کر کے ہر زمانہ کے بعد اوداس وقت میں کہتا ہوں۔

(۱) بروم کی خوش نصیبی تھی کہ لکھنا صاحب آپ کی جہزی کی طبیعت سے مندا میل دھار لکھتے
میں وفات بجائے خدا ایک علامت متبولیت کی ہے۔

آپ میں خوش نصیب ہیں کہ اتنے عرصے خدمت کا موقع پایا۔

باقی یہ سب لکھنے میں ہی ہر مانے گا پہلے صدر میری کا باعث ہو گا ان میں صدر میرا چرخی
کی نیا ہے۔

لکھنے صاحب دعوت خوش فہم کے کہ لکھنے والے اسان کے ہم مقصد تھے لکھنے کی پناہ میں ملتا ہے
سب سے زیادہ دعا ملت لکھنے والی جو لکھنے والے کو اس کے خاص دوستوں میں تھے۔

انچا دالو ایدو اور چنانچہ بنوں سب کو سراییم حضرت پشپاد دیکھ آپ کا بڑا فریوٹ نہیں
 دلوں کے ساتھ کسی سلوک بقدر دلی کے مرشد ہو گیا۔
 اصل حقیقت کے اعتبار سے علم اور سلوک کوئی کس کا رستہ جبکہ آگے بچے سب ہی
 نیز کے ساتھ ایک منزل کی طرف درال عدال ہیں۔

تھر کی زسدر ایل سب ساری آپ ہی پر آپ کی ہول گ۔ باب کا سید پڑا ہی بامکت ہوتا ہے۔
 اب اسے مؤثرہ چراغ نغمہ زیبائے کر

اسی دلی میں شک نہ لائیے کہ اگر سراسر دالو والی فاضل ہے۔ واسطہ و ماگو
 و بلالہ ہر

(۵)

آفرین طالعہ دلی میں اشدک کچن کا نغمہ شہد ہفت حق میں کے مدال ڈاکٹر تدا چننے
 انہیں کہ صورت پر وافر حرم دلی تشریف لائیے گئے اور غور و مبالغہ میں سے وافر حرم کے تمدن تعلقات
 تھا کہ نغمہ میں شرکت کیے تھے نہ تھے کہ یہی سوشل ڈاکٹر کے بعد عدالت نہ ہر نہ پڑی۔

دیا بار

۱۶ مارچ ۱۹۶۱ء

بہار

برادر

السلام علیکم

یہ لطیف لکھا ایسے کہ آپ اس طرح کو دلی میں موجود ہیں یا اگر حرم دیدہ ہیں آیا
 سکھ کر کوئی آپ حیات تک پہنچ کر یا اس ہی دلی میں پڑا۔
 مجھے خیال ہیں دقتا آپ دلی میں موجود ہیں گے آپ کا نام تو آپ سکر اخلاص میں
 میں بسلا مشاعرہ پڑھا۔

سراچی دلی بنا بر سوں کے بعد ہوا تھا ایک ہی دن شہر چلا آیا دلی کے تازات خواہر
 دلی کی سکھ سے بڑھنے کے قابل ہوں گے۔

واسطہ

حیدر آباد

(۱)

ملق صاحب مدظلہ فرمایا کہ پڑھ ہاں گزریں ہی کہ پائے پر دھوکا تھا اس میں ملق پر
 مروتا ابرار اس میں نہایت صحت دلی میں ملق صاحب کو اندر کی آواز کے لڑ خیمات شہر دلی
 کہیں بلانے کی اہانت طلب کی تھی مگر شہر سے مروتا صاحب شہر شہر دلی
 فرنگی ملے ہیں۔ وہ غفر کی ہیں اور حکم کو تو قی کی آیت نہ بھولیا ہوتے۔

دیا بار

۵ ستمبر ۱۹۵۶ء

بہار

حضرت

وعلیکم السلام

دوشنبہ کی صبح کرامت کو شہر صاحب کے لیے کج ہر کچا تھا اس کا سکھری سے بیکان
 پڑے ان متعلی کر سکھ میں۔ ناغہ فرمیں اس میں
 مروتا ملق صاحب اور حیات شہر دلی کا اجتماع پر لطفت رہا۔ دین دنیا ایک
 دین تفریق پر۔ رہنا آسانی دنیا حسد و فتنہ حسد کی ملق تفریق۔

واسطہ

دیا بار

(۲)

مروتا صاحب مدظلہ فرنگی ملق کے متعلی (۵) رگت اسلام پر حرم کے بچے ملق
 دتا انہیں کے بہت قرب عزیز۔

دیا بار

۱۱ رگت ۵۵ء

حضرت

السلام علیکم

ج۔ میں وقت کا دھڑکا تھا اور وقت آگیا آخر

اشک کا چا اٹھ پڑا جو کچا رہا۔ اور ہی ہمیشہ بہتر ہوتا ہے جو اس کا چا اٹھ رہا ہے۔ یہاں
 جہو چارہ بھی کیا کر سے اس کی آواز فغان گریہ و ندامت نام شہر دلی میں دین دلی میں
 اور غفلت و غفلت کے دل میں نہیں ہی ایسی اٹھتی ہے۔

اور حرم حرم کی قدائی ایسی تھی کہ قلم و قلم کے لوگ میں اس میں دھوکا پناہی مدد نہیں
 کہ۔ اتنا لکھا داتا الیہ را جوں۔

انہم انصر اور مدد شد بالی حضرت دوست سے مال مال فرط سے ۔
 کل اسی وقت نماز جنازہ اس کی پڑھائی جا رہی ہوگی جو خود شمار جنازہ پڑھا چکا ،
 اور کل تک خود مردوں کا حضرت کے دعائیں کتابہ تھا کل سہ پہر کو برابر یہی خیال آتا رہا
 غم و غمات اسی وقت محسوس ہوئی تھی ، کل یہاں مغرب کے وقت جماعت سے دعا فرادی تھی ۔
 اللہ آپ سب عزیزوں کو یہ سبیل کی توفیق فرمائیں ۔

ان شاء اللہ ۱۴- شام کو یہ کہہ کر صبح ضرور ملے پر فاقہ پھوٹوں گا ادا کر دیتا
 تو فرنگی عمل میں حاضر ہی سے لوں گا ۔ و اللہ اعلم
 دعا گو ، عبدالمجید

دیا بار۔

۱۱ عربی قلم

بسم اللہ

خزینہ مملکت

مولوی سید امین احمد بھٹو مولوی مرحوم سید عزیز حسین مدظلہ میں تھے اور فرنگی عمل
 کے سرپرست تھے جسے یہ سید نور الدین مولوی شریعت علی فرنگی عمل کے لیے آج ہی کل میں حیدر آباد
 سے کھنڈ پوچھ رہے ہیں گے میرے خط میں حکام ۱۳ کو پہنچی جائیں گے ، جس دوسرا خط کا
 گران کے حوالہ کر دیا جائے ۔

۱۱ طلبہ کا استقبال موقع پر فرماتا رک ہے ۔ اچھے اچھے اسی میں فرما جاتے ہیں ،
 طلبہ ایک سبیل کے ادا کرنا سبیل موجود نہ تھی یہ موقع طلبہ کا نہیں بھر سکتے کہ ہے طلبہ
 کے سفر بٹول کے ہیں ، صفت کے نہیں ۔

۱۱ قری آؤ میں نے پہلے کی دعوت جلدی کر کے کہ اب اس سے ہی بڑھ کر دعوت
 ہم میں کی ضرورت کہ ہے ۔ اردو میں پہلے ہر سنی لفظ اس گندی منہ سے کہیے ہیں اگر
 نہیں چھوڑنا ہی ہے تو قلم باطل کے کام لیتا تھا یہ ہم جنسی ، تو اس موقع کے لیے سولی
 پہلی ہے ۔ واللہ اعلم ۔

دعا گو دعا خواہ :

عبدالمجید

(۳)

میرزا صاحب پاکستان سے کہنے کے لیے مولا دیا جی ان سے دعا ہے کہ جو فرمایا ہے
 وہی ہوگی یعنی میرزا صاحب کے جو جس سے عزیزوں تعلقات تھے ، یہی آج کو اس خط میں لکھا ۔

دیا بار

بسم اللہ

بسم اللہ

خزینہ مملکت

ایک روز عزا آئی اور میرزا کا فرشتہ (مسلمانی سرور کا فرشتہ) کے لغو نہان کا تعداد نہ کر دے
 مسکن شہر کے قلعے سے خوب اور بہت خوب دیا ۔ واد قریل ہو ۔
 یہ ایک یہ کہہ رہا تھا کہ حضرت ہیں کہاں ، ملتا ہوا ہوں یا خط کھول کر دیکھتے ہیں تو
 ملیں آج ایک جاسنے کو تیار ہوں ۔ جاسنے کا بہت شغل ہو ۔
 حرم میں وہ جو کچھ میرزا خانبے کے حرم میں سے ملتا ہے تو اپنی مؤثر غنیہ نظم انہوں نے
 بڑے ادب کے ساتھ منال ہے اور ایک سے ناکہ بند ۔

جی نہیں میرزا فرنگی عمل کا اگر اگر کہیں اس پاس بھی اس کتاب میں جتا تو میں ضرور ظاہر کر دیتا
 کتاب میری پہلے کی دیکھ ہی گئی ہے ۔

واللہ اعلم دعا گو دعا خواہ :

عبدالمجید

(۵)

بسم اللہ

۱۱ عربی قلم

خزینہ مملکت

ابھی وقت ہے وہی کہ میرزا صاحب کو مرحوم سید عزیز حسین مدظلہ میں تھے اور فرنگی عمل
 کے سرپرست تھے جسے یہ سید نور الدین مولوی شریعت علی فرنگی عمل کے لیے آج ہی کل میں حیدر آباد
 سے کھنڈ پوچھ رہے ہیں گے میرے خط میں حکام ۱۳ کو پہنچی جائیں گے ، جس دوسرا خط کا
 گران کے حوالہ کر دیا جائے ۔

دعا گو دعا خواہ :

۱۱ قری آؤ میں نے پہلے کی دعوت جلدی کر کے کہ اب اس سے ہی بڑھ کر دعوت
 ہم میں کی ضرورت کہ ہے ۔ اردو میں پہلے ہر سنی لفظ اس گندی منہ سے کہیے ہیں اگر
 نہیں چھوڑنا ہی ہے تو قلم باطل کے کام لیتا تھا یہ ہم جنسی ، تو اس موقع کے لیے سولی
 پہلی ہے ۔ واللہ اعلم ۔

۱۱ اگر میرزا لفظ "universality" یا عدم کا ترجمہ کیا جائے تو ہم جسے کیا تھا
 پڑھنا ہے ۔

قرب کے ساتھ عزت و کثرت رسانی کا مزید جرم حاصل کیجیے۔

والسلام
عبدالمجاہد

شیخ ممتاز حسین رحمانی دکنی دکنی

شیخ صاحب دعوت دیانت کے عقیدے کے بلکہ کفریات پر سد کا درجہ رکھنے کے کاش
اس کے جواب کو پتا نہیں چل سکتا۔

دیا یار

۲۰ جنوری ۱۹۵۸ء

بسم اللہ

گرام گسٹرا

میرجی کی شہزادی عزا الدین میں ایک شہرستان ہے

ہرماں جب کہ فوض و بشارتیں رقم

بڑھ کر کے ملت سے تو قسمل

سیاق شہزاد کی خوش فہمی کا ہے۔ دوسرے صریح ہیں، یہی ہی ہرماں ملت سے رقم
یقیناً غلطی ہی کی کوئی اصطلاح ہوگی۔ آپ کچھ مدد فرمائیے۔

مرزا دوسرا صاحب کا کلام شہزادہ ادا اور شہزادہ شریف میں ملتا ہے وہ لکھا ہو
جانا آریہیت کچھ تھا پھر آگندہ کیا جاتا۔

والسلام

عبدالمجاہد

فیصل الرحمن اعظمی دسم اللہ علی گڑھ

کتوبہ علیہ لے کر کتاب پر جمعہ کلچر پر مدد دے کہ اسنو شہزادہ جیسے کہ لے لے لے لے
کے قصہ۔

دیا یار

۲۵ مارچ ۱۹۵۸ء

بسم اللہ

دسم اللہ علی گڑھ خط۔ بسم اللہ کے گنبد میں پہنچا۔

نمبر دہتر سے لے کر تیسرے ہم اسی وقت روانہ کر دیا جاتا ہے، اب اس وقت فخر کے

میں ہوں کہ ایک شہزادہ آپ کو بھی بھیج دیا جائے۔

دعا گو

عبدالمجاہد

شیخ فیاض علی دہری

اپنے وقت لے کر شہزادہ سلطان کے شہریت مدد پر بعد کے قصے کے جواب میں
کچھ لکھ کر دے۔

دیا یار

۳۰ اپریل ۱۹۵۸ء

بسم اللہ

شہریت مدد پر مدد داتی اس موسم میں ایک شخصیت پر مدد ہے اور ایک نہیں
دور پر تیس سال پر انصاف کا منہ لکھ کر دے والی۔ جتنا کہ خدا کا انسان و خدا متعلق کا نشان

لیجے ہوئے۔

والسلام

دعا گو عبدالمجاہد

ابو آسیہ یحییٰ

(۱)

نام صاحب نے دریافت کیا تھا کہ مرقا دیا یار کے تصنیف شدہ کہ ہنایا اور شہریت
میں کیا کہانی اور مصنفین نے تحریر کیا ہے پہلی تصنیف کون سی ہے اور کون سی

دیا یار۔ ضلع بارہ بکنی

۱۵ اکتوبر ۱۹۵۸ء

گرام گسٹرا دکنی اسلام جواہر علی علی۔

۱۔ سب سے پہلے کہ لکھا تھا، ان کے کہہ میں کچھ اور لکھا ہے۔

۲۔ سب سے پہلے کہ لکھا تھا، ان کے کہہ میں کچھ اور لکھا ہے۔

ہر شہزادہ نے مرزا غلام احمد دہلوی کی منافع پر کتابیں آئندہ ضرور لکھیں۔

لے پہل سہ ماہی کوئی آیتوں کے الفاظ ہیں۔ دوحا و ذوالحجہ شہادت (آیت ۶۲)

لکھا تھا انسان (آیت ۸۸) لکھا تھا انسان (آیت ۶۲)

۳۔ نام صاحب کے نام غلام احمد دہلوی کی قریبی ہوں کے اہل قلم سے ہیں۔

اولاً باد جہد و انکم الخمریہ کے پیشے پختہ مسلان تھے۔

۲۔ جی ہاں ۱۵۰۰... ذکی نہیں۔ یہ سیکھنے والا جو ذکی کنویں مرقوم ابن مرزا محمد تقی... کے باشندے تھے ان کے چھوٹے بھائی کج بھی کنھڑ کے ایک بڑے شہید ہیں۔ حکیم مرتضیٰ شفا منزل گھساری سنی مہرے حوالے کے نسبت سے پہلے استاد اور شفیق استاد تھے۔ طبابت و فطو مزانج کے لحاظ سے خالص کنویں ذہانت کہ نسبت ہی بجا صورت میں موت کرنے والے۔

۳۔ جی ہاں۔ سید جبار احمد ہیں یہی پہلے کہیں سب نیکو تھے۔ بھگوان دین کرکٹ کا نام بھی آپ نے خوب یاد دلایا دوست محمد خیل عزا خان کرکے رہتے تھے۔ پستہ قدر چربک لو۔ خٹ ہل کے اپنے گھوڑی۔ ایک نام اور دوسرا حسن کارہ کیا تھا سب خاتون مرقوم بچے ہیں۔ سید محمد طاہر کرکٹ کا ساتھ کالی میں رہا تھا۔

۴۔ اننا فری کہ جلدیں سب کھلی ہیں گی؟ میرے پاس وہی تھیں آپ کا اب کنھڑ شہید آنا ہو تو ایک گھنٹے کا وقت نکالیں، دفتر آنا کرکے کہیں سیکھنے والا جو بڑے بڑے جاکر ہیں یہی پورے معلوم حاصل کر سکیں۔ ممکن ہے کہ کتاب خانہ محمود آباد لاسٹیت نامی وہ جلدیں ہیں۔ میرے لیے اب ان معنوں میں کیا کشش ہو سکتی ہے، ان کی تعلیمت ہی اس کا خیال کر کے ہوتی ہے۔ اس وقت تمام تر خطہ تھا۔ دوسرے و سکول کے معنوں میں بلکہ RATIONALIN کا نام دیتے تھے معنی میں تنقید کرنا تھا اسلامی اور ہادی، نورت اخرویت مذہب و دین و تہی ۱۰ انکلام مکرمین اثباتا تھا حرام اس وقت ۱۰۰۰ اہل کی تھی۔

والسلام

عبدالحاجد

باد آسہد مسنونہ کا حوالہ

دارتہ پیشہ جہاں آکر شہید ہوا ہے لیکن آتے تو نہ معلوم کتنے پرچے، ہرچے میں سب کہیں پڑھ سکتا ہوں اور صرف چند کا انتخاب کر لیا ہے۔ آپ کا اس کے کوئی خصوصی تعلق قرآن و اسلام ہر اسب انشاء اللہ اسے ہر اس وقت ہر جگہ میں نکالوں گا۔

بھائی آپ کا سب کنھڑ میں دستہ میں ہوا شامہ شہید غریب ہیں، ہر غریب میں ہر معنی اور اس خیریت بچے کو دیکھتے ہوتے۔

والسلام

دعا گو

عبدالحاجد

جناب نام مستیام ری، احمد بریلوی، بھوکا امیر باد و محمد علی

(۳)

دیر بادو ضلع بارہ بنگلہ

صوفیہ ۱۲۸۵ھ

برادر مہر علیکم السلام

اور قیاد نہیں پڑا اتنا یاد ہے کہ آخر غریب میری کپ کا جو خط ملا تھا اس میں یہ سلا تھا — فرستے تھے بلکہ پڑھنا کہ ان کے لڑکے کیسے لکھا گیا؟

جواب میں کہ غریب کو حرم کو یاد تھا کہ قریب نے شہید لکھا شہید کا احترام اسی کے ۱۰ انکلام میں نمایاں ہے۔ علم انکلام اور تعلقات دیکھ رہی ہیں کسی قدر جھک رہا ہے بعد کو ان کی جڑ نکلیں جو کہ وہ انہیں بھانڈا کر کیا دیا۔ بس اس کے بعد پھر کوئی خط نہیں پہنچا تھا۔

والسلام

دعا گو

عبدالحاجد

(۴)

۱۰ تنہا خطہ صوفیہ ۱۲۸۵ھ کو سید عبدالغنی بن عبدالغنی کا سیدہ اہل ہلت ورتھا جو کہ پڑھ جاتی ہو سکتے تھے۔

دیر بادو ضلع بارہ بنگلہ

۱۲۸۵ھ

۱۰ جہاں کا ایک ہی منت صوفیہ صاحب خند میر کا ہے۔ حرم کے گیارہ سال کی خدمت میں پہنچا ہوا تھا۔ ۱۰ جناب و صاحب مرقوم بریلوی لکھنؤ کے شفیق بڑے بھائی (نام مستیام ری)

(۵)

دیر بادو ضلع بارہ بنگلہ

۱۲۸۵ھ

برادر مہر علیکم السلام

ابھی کہہ رہا تھا آپ کا کوئی خط نہیں کسی عرصے میں پڑھا تھا اور وہ بہت پسند آیا تھا۔ لیکن اس وقت آپ کو یاد آ کر خط بھیجے گا کہ اگر یاد تھا پھر مرقوم ۵۔ اس وقت ماس پرچے کا نام شہید اور ایک شہید تھے۔ جہاں بھی ایک کنھڑ میں ہیں، اسباب جو کہ یہ خدمت میں (نام مستیام ری)

دعویٰ میں میرے ساتھ ہی تھے۔ وقت ملازمتی انتقال ہو گیا۔

۳۔ ایک ڈاکہ کا کام دوسری صابرا بی بی کو مل گیا جس سے ایک سال آگے تھے انتقال ہو گیا۔

۵۔ مرحوم کا کین سال وفات کے وقت بہت کم عمر تھا۔ وہ ۱۹۱۲ء کے درمیان ہو گا۔

۶۔ جی ایس مرحوم کے نام کے ساتھ غازی پوری ہی سنا ہے مرحوم کا پورا ہے۔ غازی نامیہ فیصلہ غازی پورہ ہی کے تھے باقی بیرونی کی بات کوئی علم نہیں۔ جب پتہ پڑا کہ وہ ہی وطن وفات ملان لکھن جو۔

والسلام

عبد المجاہد

(۱۰)

دلیا باو۔ ۱۱ مارچ ۱۹۳۲ء

بلندم۔ وعلیکم السلام

دعویٰ میرے لیے میرے گھر میں نہیں۔ کھانے کا انتظام تو خاک شنگے کے آدمی ہی سے ہو گا۔

غازی والے مکان میں بند کوری ہی ہیں بلدی کے ایک صاحب مقرر ہے تھے۔ شیخ مشتاق علی تودائی کھڑی عموماً اس کے قتل تھے۔

مرزا غلام محمد تودائی کی کشت آنسو کے ٹپے پڑنے لگتے تھے کہ بعد اس وقت تک شاید تھا ہی نہیں۔ میرے والد کے غرضی دوستوں میں سے تھے۔ ان کے بیٹے غازی مرحوم کے گھر میں اساتذہ کرام دفن رہا تھا۔ ان کے لکھے کاوش تھے۔ پہلے ڈیڑھ پندرہ سو سیسہ تھوڑے۔ بعد میں تھوڑے کر آئے تھے۔

دوست محمد رفیع علی کو پوچھ کر میرے زمانے میں منٹ البی بی بی کا نام پڑا ہے۔

۱۱۔ میرا کہہ سہارا کوڑی بی بی کے مکان کا ہے۔ اس اعتبار سے میرے گھر کو پناہ دیا تھا۔ کچھ ہی وقت بعد ۱۹۱۲ء میں میری وفات ہو گئی۔ میرے گھر میں غازی پورہ ہی کے آدمی ہیں۔ ۱۹۱۲ء میں جب میں نے میر

استدعا کی تو ہی شرط یہ تھی کہ آئے کہ میرے آدمی ہوتے کہ قیام کی ایک جگہ میں کیا ہے۔ یہ کسی ڈاک بنگلہ کا ہے۔

۱۲۔ بلکہ ملازم کا کہہ سہارا کے بعد میں وقت پھر دیا۔

۱۳۔ میرا ملازم ایک بہتر ہے۔

ہوتے تھے۔ عالم گھر میں رہتے تھے ان کے بیٹوں چیدراماں دیکن پیرمٹر کی قریبی کرتے تھے اور جیسے جلدت گزار کے جاتے تھے۔

والد مرحوم کے ایک خصوصی دوست سید علی مرحوم انڈیہ جیوٹ تھے۔ اب ان کی اولاد باقی ہے؟

آپ اس وقت کھنڈ میں گئے۔ اس لیے پتہ نہیں ہے۔

اس صاحب اگر برقی دیکھیں گا تو میرا صاحب کی خدمت میں صرف یہ عرض میری طرف سے عرض کر دے گا۔

بھول جانا جاو یاو رہا۔

اور پورا قاعدہ نہیں جیسے۔ ان کے آئے ہی خط لکھا۔ لکھی کو ایک اردو نواز گورنر۔ احمد ظاہر کی طرف سے تیرہ قدم کا ہوا۔ جو بہت بڑی دوش آیا اور اسے اخلاق کا

کہ آپ سے شے کی میری عزت عمل کوں گا۔ اس کے بعد سے آج کی تاریخ تک میں وقت عقلمندی کے تھیں کہ نظریہ سلطنت یاد دہانی، ایک نہیں، کہتے کہ وہاں جو جب نہیں کہتے

پارہ کی مطلق جو بہت تکڑا۔ بعد اس کے بعد میری باؤں کا کہہ گا ہے۔ یہ سلسلے بر بلند گا ہے۔ بدلتے بدلتے بدلتے ہیں اس کے بعد کہ غازی پورہ۔ اور اب از موقع بتا بھی

والسلام

عبد المجاہد

(۱۱)

کھنڈ

غارہ پورہ ۱۹۳۲ء

بلندم!

وعلیکم السلام

اب غازی والے کے اس قابل ہوا کہ پھر کچھ سکون۔ آپ کی کتاب پر یہ چند سطریں لکھی ہیں۔ مقابلہ ہم آدمی کے ترے نے خود نام آدھ کے نیچے کی طرف پہلے قدم قرآنی

ہاں لیا ہے۔ ان کی یہ چھٹی مونی کتاب "ہر وجہ قیامت" بہتر کا نونہ اس قابل ہے کہ

اسے دوسری غلیبیت کی پہلی کتاب قرار دیا جائے۔

۱۲۔ میرا کہہ سہارا کے بعد میں وقت پھر دیا۔

قتل و اتفاق سے غالی، غلو و افراط سے بری، تنقید و تحقیق، حد و آجکل کی اصطلاح میں حقیقت
تینوں کا ایک بلکا فرنگی اور جوہر۔

عبدالمجید

جناب نامہ سی پوری
بذریعہ سلطان حسین صاحب تاج و کتب
بندوبستہ کرنا

(۱۲)

ہمارے پرنسٹن
صیا اور بلوچ

برادرم! درمیکر اکتادم
خطر بڑے وقت سے آگیا۔ پستہ و زور و ہمت سے میں انتہائی کہہ رہا تھا، بلکہ خود کو گھوٹا
ماہتا تھا۔ اب مستقل غل کیا رہتا ہے؟ اگر کار کا شر تو بار ہوگا؟
اٹھا تو خدا کو لورہ دل میں کہ موت یوں خدا کری گئے
مناگرے خیال آیا لی نہ دلی تو کیا کری گئے

خیر خدا کرے ہر طرح خیریت ہو۔
معنی مجاہدین کی سیدہ مصافت کیوں تو فائدہ ہے، لیکن کچھ تدریجی بے ترتیبیاں

ظہر آئیں۔

(۱۱) دگر از سر کر کے لڑتو قسم سے شہر میں نہیں بہت شہر شہر میں نکل چکا تھا۔ نکل کر بند
ہو چکا تھا، بند ہو کر نکل چکا تھا۔ یہ مرکز تو کین شہر پڑھیں، پڑھیں آیا۔
۲۱۔ آواز شوق والا اسطرحی سنگ کو آواز دی رنگ میں اندھنی کا حریف تھا قابلِ حیرت
تھا شہر صاحب کے شہر پڑھیں شہر میں کھانا کھا کر۔

(۱۲) خداوند نسیم، شوقی کا علم ہے، پرنسٹن ہمارا ۱۹۱۳ء پر مجھے حیرت میں ہے کہ کربل
گئے ہیں، شہر میں ڈاکٹر شہزادہ حیدر آبادی ایک ڈی اے مہتممیت۔ خاصہ مصلحت تھی، ڈاکٹر کے سر سے
نصری غصہ میں تھے۔ پرنسٹن ۱۹۱۳ء میں پرنسٹن کی گورنر کے بیٹا ہوئے۔ ان کا مدد کوئی تھا نہ
لڑائی آئی ہو، پرنسٹن شہر کے ملے ملے نہ لڑا نہ کھڑا۔ (نہم ستیا پوری)

نہیں ہوا تھا، مگر کارناڈ میں سٹڈ کے بعد کا ہے۔ اوس وقت میں معرکہ کی پیشتر چل رہا
ہو چھٹے کے قابل ہو گیا تھا۔ خداوند کے دیکھنے کا شوق ہے۔

(۱۳) پیش کش کا سال وفات ۱۹۰۲ء کے بعد تو یقیناً ہے، جب نہیں کہ سٹڈ کے بعد ہو۔
مروم کا آخری زمانہ پیش موت کا تھا۔ جسے والد مروم کے ان سے دیرینہ تعلقات تھے نہیں
ہو کہیں وہ اپنے صاحب کو بھیجے تھے کہ اس کے ایک بار کو پناہ دانی کے پاس نہ رہا تے
خداوند شہر میں۔

اب صاحب اس وقت سیتا پور میں خداوند صاحب کوئی ہیں، پرنسٹن کی وکیل ہیں یا کوئی حیدر
مروم سے ایک دود کے کمرے میں خیر کا انتقال نہیں کے مکان پر ہوا۔ میں اس سے زیادہ معلوم نہیں
کے جسے نام کا نہیں ہے۔

آپ نے ہر جگہ پیش و مت سے کہا ہے مجھے خیال ہے کہ مروم اپنے کو پیش
کے کئے تھے۔

وقت نام
عبدالمجید

(۱۴)

دیالدر
۱۸ جون ۱۹۱۳ء

برادرم! السلام علیکم

آپ کا نام دیکھ کر ہمیشہ معنی پڑھنے کا وقت بھلا لیتا ہوں۔
تازہ معنی، معانی میں پڑھا صاحب مولیٰ چھا ہے۔

صرف حد تک جزئیات آنکھ کے لیے لوٹ کر لیجئے۔

۱۔ مولوی عبدالغنی مروم کے بڑے لڑکے بڑے بہت خوش و دل ہیں، تھے ان کا نام نامہ
سبب تھا وہی کے شہر خداوند سے تھے، نامہ نذر پڑھیں گے گنگا، خوب لیے جوڑ تھے اور
ان کی سال قبل ایک زونو تھے، گواہی دے کہیں چلے گئے تھے۔ عبدالغنی کی ماں دھری تھیں۔

۲۔ صاحب نامہ ۱۹۱۳ء میں پرنسٹن میں تھے، معنی میں تپا کہ کتب خانہ پر چھا تھا۔

۳۔ مروم کی ماں پوری ہو تپا پوری مولوی عبدالغنی کی کو تپا تھیں۔ (نہم ستیا پوری)

۲۔ تیری پہل تک مجھے یاد ہے خود سید محمد علی کی تحسین۔ سید محمد علی سید احمد علی کی تحسین
ایک دن کے لیے نہیں کی باقی گھنٹہ کے بجائے گھنٹہ گھنٹہ کی تحسین میں جاتے کیسے؟ اور یہ کیا بات
یہ کہ وہ قابلِ تحسین ہی ان دونوں کی بات کرتے تھے۔ بہر وقت تمہارا۔
۳۔ مگر باغ نہیں دیکھ سکتا ہوں تو میں سب سے تھے جہاں کو بھی کے بالکل مقابل بشری کا طرف
میں دیکھنے میں سب سے پہلے باغ بالکل انہی کے سامنے میں آئے تھے۔
۴۔ شاکر کو سب سے پہلے تو دیکھتے تھے نہتے۔ اسی کے لیے کہ وہ سب سے پہلے سب سے پہلے تھے
تھے۔ اگر نہیں۔ اور نہ اس سے میں خوب واقف!
حسرت ہے کہ اگر اللہ سے اپنے زمانہ قیام سیتا پور میں واقف ہو پایا۔

دعا نام
حب اللہ آباد

(۱۵)

دعا نام

علا ریحیل سید

بسم اللہ

السلام علیکم

میں نہیں بھوشن ہوں بھوشن و فیرو کا کوئی خطر نہیں۔ تو سب سے تعلق بھی بڑا ہو گا پہلک
کروا گیا ہے

میں کو اکب پر نظر آتے ہیں کچھ

دیتے ہیں و صو کا یہ بازی گر کھلا

منصل روداد خود اپنے فکر سے آئندہ بننے، صدق، میں دلی کا۔ آپ کا یہ وہاں خوب
پہنچے سیاست و فیرو سے تعلق ہو گیا ہے تو بہت خوب ہے۔

نیکس تمام ملحق ملحق میں کیا سمن لاول و وقوہ آیا انہی نام: وصال منزل ہوتا تو
ایک بات مجھ میں۔

دعا نام

حب اللہ آباد

(۱۶)

ہماری کے استعمال پر جو دیکھنے نہ کر سکتا۔

دعا نام

۳۱ مئی ۱۹۶۶ء

بسم اللہ

السلام علیکم

کل سر پر کار و کار کی خبر قری آتے ہیں قری۔ آتا ہے تو آتا ہے کہ وہاں جتنوں۔

بھائی کا زخم و مالوہ کے زخم سے بس کچھ ہی کم ہوتا ہے۔ اشد ہر طرح

توفیق میر جیل سے۔

دعا نام

حب اللہ آباد

(۱۷)

کئی برس سے محل کے مطابق وہاں مروجہ امور سے ۱۰۵ ہفتے سکھتے ہیں قیام کرتے تھے۔

کھتو۔

۱۶ اکتوبر ۱۹۶۶ء

بسم اللہ

دعا نام

تو کل صبح یاد ہے بسم اللہ میں آتے ہیں کہ وہاں سے سکھتا ہوں۔

کوئی اور اگر یہ سوال میں پرکھیں سے تعلق کرنا تو جواب میں صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ

لیکن آپ کی انعامت میں کوئی اور بھی نہ نکال کر نکال کر دے گا وہ نہ کرے گا۔

اور کچھ بھی نہ نکال سے تعلق معلوم نہیں سوائے کے کہ وہ دلی ان کا وطن تھا دیوان

کی سرسری زبانت میں ایک بار جوئی قیام و قیام اس کے محلے کے کہ شہر کے کہ ہر سے

میں دیوان میں شہر میں ایک آدھ ہی عمارت شہر سے دوسروں کے محلے کے کہ شہر کے

قالی اس سے تو کہیں بہتر تھا آپ: اپنا تو جلی صاحب پر عورت کے کہ شہر کے کہ شہر کے

میں شہر دیوان کے کہ کام پر کھڑا میں کہ کم نہ ہے تھے وہاں سے جہاں ان کا دیوانہ کے

دار سے میں ماسلٹ جاری تھی۔ دعا نام

حب اللہ آباد

”مجاہد اللہ تعالیٰ ہمیں بخت ہی آگئے تھے اللہ فرمادے گا کہ وہ گزری ہوئی چیزیں ہیں۔
دیا باد۔

۱۸ جولائی ۱۹۹۰ء

بسم اللہ

وعلیکم السلام

”برادر مولا اللہ! مہربانے والے کے گھر گزرتا ہے فریادیں گناہ یا بہتت لاشیں دیکھو تو
اور کیا کہیں۔“

عبداللہ

جناب نامہ ستاوری صاحب

۹۱۲۔ فریادیں گناہ یا بہتت لاشیں دیکھو تو

ڈاکٹر آفتاب احمد دہلوی (دھاکا)

کتوب اللہ کی تصنیف و نگاشت داغ کے سید کے قریب بہ خط قرمز پر لکھا۔ دوسرے خط
میں بھی ایک تصنیف مہربانے والے کے گھر گزرتا ہے فریادیں گناہ یا بہتت لاشیں دیکھو تو

دیا باد

۲۳ مارچ ۱۹۹۰ء

بسم اللہ

وعلیکم السلام

”مہربانے والے کے گھر گزرتا ہے فریادیں گناہ یا بہتت لاشیں دیکھو تو
اور کیا کہیں۔“

کتوب اللہ کی تصنیف و نگاشت داغ کے سید کے قریب بہ خط قرمز پر لکھا۔ دوسرے خط
میں بھی ایک تصنیف مہربانے والے کے گھر گزرتا ہے فریادیں گناہ یا بہتت لاشیں دیکھو تو

دیا باد

عبداللہ

دیا باد

۱۸ اپریل ۱۹۹۰ء

بسم اللہ

وعلیکم السلام

”مہربانے والے کے گھر گزرتا ہے فریادیں گناہ یا بہتت لاشیں دیکھو تو
اور کیا کہیں۔“

دیا باد

عبداللہ

دیا باد

۱۸ نومبر ۱۹۹۰ء

بسم اللہ

وعلیکم السلام

”مہربانے والے کے گھر گزرتا ہے فریادیں گناہ یا بہتت لاشیں دیکھو تو
اور کیا کہیں۔“

کتوب اللہ کی تصنیف و نگاشت داغ کے سید کے قریب بہ خط قرمز پر لکھا۔ دوسرے خط
میں بھی ایک تصنیف مہربانے والے کے گھر گزرتا ہے فریادیں گناہ یا بہتت لاشیں دیکھو تو

دیا باد

عبداللہ

عبداللہ

سید علی عباس حسین دکنی

کتوب اللہ کی تصنیف و نگاشت داغ کے سید کے قریب بہ خط قرمز پر لکھا۔ دوسرے خط
میں بھی ایک تصنیف مہربانے والے کے گھر گزرتا ہے فریادیں گناہ یا بہتت لاشیں دیکھو تو

یہ دلیل اللہ ہی اس محل عالم میں عالم طوی کے اولیا و اشرے کو کہہ نہ سکے۔ بیشک
یہ پیام کو قرب پیام میں کر کے لئے گئے۔ انعام نہ بھی دانستے تو یہ حال نہیں ماحال
جس کو خدا بھی یادگار و دلیل اشرے کے والد کا نام ولی اشرہ بھی اشراف ولی اشر
نام کے دوسرے نام کے دلیل بھی اشراف و جہان اشراف کے لئے ہے۔ باب کا نام روشن
کئے گئے ہیں۔ اس کے احوال سے کام چور کرے یا اگر خود نہ تو اشراف نام نہ

فقط

عبد المجيد

ڈاکٹر یوسف حسین خاں (مل گزشتہ)

ملی گزشتہ مسلم بونی دینی کی کہو پروا میں چال سہرہ بناتے جانے پر سبک بلانے کا خط ۔

مصابو

۸ اگست ۱۹۵۹ء

بسم الله

التواضع

یوسف علم گشته باز آید به کنعان غم مخور

و افس چاندلری پر۔ اللہ ہر طرح مبارک کرے۔ والہام

۲۰

عبدالحاميد

(4)

مکتوب الہ کے بڑے بھائی ڈاکٹر ذکریا حسین صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر تعزیت نامہ

فيما يلي

۵۰ رشتی ۱۹۶۹

بسم الله

بسم اللہ

تغزیت کا خط لکھنے تو میری کیا نیکیں سوچ رہا ہوں کہ کھوں تو کیا کھوں۔ اور آپ سب لوگوں کو خاص کرتا ہے جوہ کی تسکین قلب کے لیے کوئی سے لفظ استعمال کر دیں۔

موت برحق اور ہر ایک کے لیے ہے اور خوف و ہراس کی چیز نہیں یہ تو بندوں کی بات ہے نہایت شفیق الہک جو اس کے دربار میں ہے لیکن وہ غم غم کیا کہہ کر اپنے بندوں کو کہتا ہے جس کھسک و فتنوں اور گمشدگی میں نہیں منتوں میں لے گا اور میں کی بادشاہی چشم زدن میں خاک میں مل گئی نہ اس میں تیار کی کو منتوں کو اس جگہ کی کو آپ لوگوں میں کی کو نہ مل سکا۔

لیکن بقیہ کیجیے یہ سب ایک طریقہ اجروا جانے لاپے۔ اور یہ حساب بدنامی یا پیش اور اس کا شہنازادہ مستحقہ ہر کی کو ہو گا اس نسبت سے اس کا مل سکون میں سب سے ہو گا میں اس کو دل کی گہرائیوں میں آماریت اور اپنا پتہ زیادہ سے زیادہ مرقوم کیے دھاتے

نغمہ موت کیجیے۔

میرا اسبق قمر و خرم سے عزیزوں کا ساتھ ہے شان و گلن یہ خبر کچھ لکھ کر
خزری بالکل ظاہر ہے۔ سنا دے اسے مغزنی کی کہ ہمارا دعا بھی حقیقت نفاذ کی ہے بعد میں
ابو دعا بھی وہاں ہی برابر شریک رہیں۔

ہر علامہ اللہ انہیں جنت نصیب فرمائے اور اب بس یہی اللہ کے کام آنے والے

—5—

والسلام

عفا کو، عبدالماجد

پروفیسر عبدالوہاب بخاری

والاعلوم فذلك العلل اور المكنون کے سیر عزیز الہی حسن بیوی کے تعارف میں ۔

وہابی

۱۴۵۸

بسم الله

السلام عليكم

نرم مخترا

اس عرصہ کے حال ماسٹر عزیز الہی بی اے (میگ اسٹریوڈ) کی حیثیت سے حاضر خدمت ہو رہے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیے اس سرکار کی حیثیت کے برابر غلغلے کا نام ہے۔ نام کے عزیز ہیں لیکن ہم
 خود کے دوست سے کم نہیں۔ آپ کی نگاہ اہل تشیع کی قدر والی کے لیے یقیناً کوئی نہ فرمایا ہوگا۔
 واسطہ

الحکم

عبد المجيد

ابا سے اردو کو ہی جملہ لکھی کرانی،

مدیا باد

۸ اپریل ۱۹۵۹ء

(۱۱)

بسم اللہ

مقدم ذکر

اسلام علیکم

اردو کا نام نہ ڈی نہ لکھی نہ جملہ ہوا۔ ایک باقی اس غیر مستحق عرض کرنے کی

(۱۱) صفحہ ۲۰ پر ذکر فرمایا کہ اردو لکھنے کے سطور ڈولے "مرتب ہونا" و جموں و بکے اور کھانہ کے گرد اور شہر میں انساویہ کی گھنٹی میں طبع ہوا، صفت میں۔

دفعہ ۱۱: اگر اعلیٰ سے کہ اول گوئے تکلیف مرزا لکھی کہ یہ ذکر نہ سنا کی میرزا صاحب اس وقت تک مختصر سنا کے اردو میں ہی یہی تخلص "خود" دم دم دکھاتا رہا کہ انقلب تو انہوں نے بہت بعد میں صرف اول نگار ہی کے لیے اختیار کیا تھا صرف میں تخلص چہاں چہاں بھی آیا ہے سنا ہی آیا ہے۔

دبے ہستہ طبع کو خط خطا کر دیا گیا ہے۔ یقیناً صحیح ہر جگہ پہلا ایڈیشن اسی سال نکلا ہوگا، کیس انساویہ میں اس وقت کہیں وجود نہ تھا یہ تو کہیں اس کے ۲۲۰ سال بعد قائم ہوئے۔ میرزا صاحب جو سرفہرے طبع ثانی سے انساویہ کو چاہا ہاں کیس اس پیرسٹہ کوئی نہ جانتے ہیں۔ میرزا خانہ سے کہ لکھنا کہ اس کی خدمات ۹۰ نہیں ۹۰ صفحہ ۱۰

دج، کوئی ادیب اور اردو ادیب نہیں ہوتا۔ جنگل آستے آستے آتی ہے۔ یہ مرتب مرزا صاحب کی بالکل ابتدائی تصنیفوں میں ہے اسے اسی معیار سے دیکھنا چاہیے۔ مرزا جان

اداس کے بعد کہ تصنیف ہے کہ کم ہر سال بعد کہ اس وقت اس کا قلم خوب چمک رہا تھا۔

(۱۰) مرزا صاحب سے شہر میں اس کی توقع نہ تھا کہ انہوں نے میں کوئی اصلاح بخیرید یا ترمیم کی ہوگی نظر ہے۔ ان کے یہی نظر اصلاح غرض اس وقت رہی نہ اس کے بعد صرف

زبان کے ریاست کے اور زبان کی صحت، سلامت، اقامت اور نزاکت کے معیار سے دیکھا جائے تو اس مرتب اردو اس کے معیار اور ڈولہوں کے حیدان نا یا لائق نظر آتا ہے۔

(۲۱) شرکت بزرگی کے دونوں معنوں اور حیرتوں کلام خیال کی زبان خود بہت خوب ہیں۔ ہر طرح قابل داد البتہ ۳۹ پر خط میں تیسرے لکھنے کے سطور میں جو یہ فقرہ دیتا

ہے کہ ان کے کلام کا مجموعہ "مختار" کے نام سے شائع ہوا ہے۔ یہ فقرہ گریوں تھا

زمرین تر بہرہاں کہ ان کے مختار کلام کا دوسرا مجموعہ "مختار" کے نام سے شائع ہوا ہے۔

والسلام

دعا گو عبد اللہ جبار

(۲۱)

بسم اللہ

طبع و لا

السلام علیکم

تازہ اردو، پیش نظر ہے۔ مختار کا مختار "مختار" پر اردو وقت، کا کیا کہنا، مختار نگار کی شان طبع مرتب تحقیق کے مطابق۔

اجازت ہو تو ایک ضرورت اس کی سادہ طبع کی پیش کرنا۔

(۱۱) نقاشی الفاتحہ ہی کے طبع پر ایک اور لکھتے میں تصنیف ہوا تھا۔ بعد میں شاہ مختار میں نام "انفس" الفاتحہ سے تصنیف میر حسن لکھنے کی سادہ طبع مسکتہ پھر ہی

مختار ۲۰ صفحہ طبع میر حسن جو میر حسن کا لکھی، ہر کلام میں میں نے اسے پہلا ہندی میں ہی اردو لفظ کے، دوسرا فارسی اور غیر عربی کا۔

(۲۱) جلال لکھنے کی سر پر زبان اردو سنگ پھر ہی سید احمد لکھی کی الفاتحہ الفاتحہ

نور عبد الفت مختار لکھنے کی الفاتحہ اردو چار جلدوں میں ۱۹۲۹ء اور خود مختار ہی اردو کی شائع کی ہوئی فرہنگ اصطلاحات شہرہ زبان قابل توجہ کتاب ہیں۔

(۱۲) انہوں ہی کی شائع کی ہوئی قدیم فرہنگ اصطلاحات اردو جلد اصطلاحات جغرافیہ و فرہنگ اصطلاحات طبعیت سب ہی اہل لغت کے لیے ایک قیمتی مصدروں کا ذخیرہ

ہم دے سکتے ہیں۔

(۳) میرزا لکھنے کی چھار جلدوں ۳۰ صفحہ طبع کا پندرہ لکھنے اور جملہ

مختار کے لیے کا اردو ہے اردو اس طرح میرزا کی عمارت ہندی۔

(۵) مصنف الفاتحہ مجاہد خود انہیں کتاب ہے، البتہ اس کی دو باقی بڑی تکلیف وہ

ہیں ایک ہندی کی ہر جلد اردو سے اس کا سنا طرز و تقرار لکھ و لکھ۔

خدا آپ کی عمر و صحت میں برکت دے آپ کی گزشتہ کتاب انشا اللہ قابل دید

ہر جگہ۔

والسلام

عبد اللہ جبار

محمد علی بادشاہ دکنس

مکتوب میرے مورخہ ۱۱۰۹ بادی سے ہندوستان کے ایک تھے۔ مورخہ ۱۱۰۹ سے ان رسالت کے
ساتھ جملات تحریر فرمادیے۔

دیا باد

۲۶ مارچ ۱۱۰۹ھ

بسم اللہ

مسوال - ۱۱۱) آپ کے خیال میں انشا تیر کی وہ کیا خصوصیات ہیں جو اسے تمام ادبی سخاویں
سے الگ کرتے ہیں؟

۱۲) سر سید اہل انذار، محال میں کے آپ انشا تیر نگار کی حیثیت سے زیادہ پسند
کرتے ہیں؟

۱۳) ہندی نفاذ کی انشا تیر نگاری کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟
جواب ۱۔

۱) انشا تیر کی اختیار کی خصوصیت حسن انشاء، ریاض کے تمام ہی سے خاص ہے۔
انشا تیر وہ ہے جس میں محکمے سے خواہ مخواہ مضمون کسا حاصل تو جو حسن اور عبارت پر ہو۔
۲) ان پادوں میں انشا تیر نگار صرف انراستھے۔ باقی نیندا، اپنی اپنی جگہ اچھے لکھنے
والے اور بار بار پڑھنے اور بے تکلف انشا تیر نگاری میں سے کسی کے مقصود حاصل نہ تھی۔
۳) وقت اور فاصلہ و مبالغہ کے لحاظ سے انشا تیر نگار تھے۔ مگر کہانی، کچھ انداز
روایت نے انہیں بہتر بنائے۔ والہ کلام

محمد الحامد

مدرسہ مجلس مستقبالیہ اردو کالج، نیشنل (محمد آباد، دکن)

دیا باد

۸ جون ۱۱۰۹ھ

بسم اللہ

گرم گتر!

و علیہ السلام

اردو کا نثر میں انگریزی تو بہت پرچیں۔ اپنی کا نثر میں سب سے زیادہ زور
علی پہلے رکھے اردو کا سکھانے نہیں چلا کر دیکھتے۔ مثلاً یہ کہ سکولوں اور کالجوں میں اردو پڑھانے

جس کے پہلے ہی ہوتی تھی۔ یا ریل کے ٹکٹ پر ٹاک کے ٹکٹ پر بیٹوں پر کرنسی نوٹوں
اور نوٹوں کے ٹکٹوں پر اردو حروف اور سر نوٹ لکھنے لگے۔

کا نثر میں کی اصل کا مصلیٰ کا سبب انہیں علی پہلوؤں کو دیکھے۔

والہ کلام

محمد الحامد

آغا جمال الدین محمد الوہاب خیر علی (مسنوہ، بلی میان)

مرزا احمد علی خیر علی کے مسوق دیا بادی کو کہہ کر ان کا پاسر محمد صیبا تھا جو انہیں
رہبر صاحب محمد آباد سے دیا تھا۔

دیا باد

۲۵ جولائی ۱۱۰۹ھ

بسم اللہ

برادر م سید!

والہ کلام

دو خرقہ کی جھوٹ کے وقت بہنا۔ اشام اللہ سبحان اللہ

آپ کے انشا لطیف انشا تیر کے کہ ہم معلوم ہی نہیں ہوتا تھا کہ جیسے ہی ہم نے ہندوستانی
نمونہ۔ جمال کا کمال!

اخلاص کا قائل پہلے ہی ہے تمہارا است کا مقصد قلب ہونا پڑا جزا کا اللہ باک کلام
دعا گو و دعا خواہ!

محمد الحامد

(۱)

محمد علی بادشاہ دکنس

اگرچہ کہ یہ کہہ دیا محمد علی بادشاہ دکنس نے ہر طرح کے شہرہ عظیم اور اعلیٰ اور پائندہ سب
مسلمان تھے۔ اور ان میں بھی زیادہ دھماکا تھا کہ وہ خود سے ہی بیٹھ کر اپنی ایک بیگ
۱۲ مارچ ۱۱۰۹ھ کو کہہ کر جو کہ کھانہ کے لیے ان کا وقت تھا کہ ان کی جہان میں کہہ کر دے کہ
قرابت دار محمد علی بادشاہ دکنس!

دیا باد

۱۵ اکتوبر ۱۱۰۹ھ

عزیز، سہیل! زکریا

بادشاہت لئی اور انا خانہ کئی دہائی گری اور ایک ایک گری انا زور میں ہیں ہر گز دشمن کی تکرار نہ دیں
شہزادی ہرملہ خوش نصیب اور حال بہانہ آدم کے دم میں بد اعتقاد کیا ہو کر رہ گئی۔

آزاداش کو لڑائی آتش میں سے نکال دیا اور آتش کی بڑی آواز لڑائی ہوئی اگر جب نہیں خوشتر
کے بھی دل دل گئے ہوئے۔

خود کہا کہ ان پاپوں پر اور اس لئے خود بخود نیک لگن کی اور امان اور حیدر کے ساتھ ان کا جس کو
ہو گیا ہے جس کے ساتھ اس کی خواہش ہی ان ہی کی ہے۔ یہ نہ سمجھتا ہے کہ جس سے یہ وقت ملا ہے
وہ سب سے زیادہ فائدہ پہنچا اس کے یہاں کے کسی حکم کا اسکان ہی نہیں، خدا جانے اسے کیا کیا دے گا
وہ یہ سمجھتا ہے کہ ان مرنے والوں کی اعزاز وہ بھی نہیں ہو سکتا۔ میں صرف اس کی ایک کوئی انسانی دعا اس عمارت
کا اعزاز نہیں کر سکتا تھا۔

میرے کہ ساتھ ساتھ جو کچھ میری قریب والے بے قصور دیکھنے والے غلام پر اور دشمن
جب یہ غلام بہت کی سفید چادر اوڑھے بیٹھ کے آنسو کیوں اور سکیوں کے ساتھ فریادیں کی کہ میں ہر گز
تو دیکھتا کہ جسے کیسے انہوں سے فریادیں ہو رہی ہے کسی کسی وقت میں سے میرا جہاں سے تھوڑی سی
نہیں کر سکتیں نہیں مال مال کیا جاتا ہے۔

یقیناً تہا را طرف بہت اونچا سمجھا گیا جب ہی اتحاد بنا کر پر ٹھانڈا کیا میرے لیے ایک کو نصیب
نہیں ہو کر رہا۔

آج رنگ تباہ ہے اور کس کاتہ ہیں کہ سب رشک کریں گے انشاء اللہ یہ دیکھ کر ہر گز
یہ عقیدہ ادا کیا ہے اس کو نیا سے نالائی کی بڑی سیڑھی میں لٹکتے دیکھ کر اس میں ہر گز
میں آخرت ہی میں ہیں۔ میں کی طرف ہم سب کیا برسے کیا بخانہ دوڑتے لپکتے ہوئے مل رہے ہیں۔
کس شام کو جب انہیں خبر پڑی تو پہلے تو مجھے خود ہی پتہ لگا کہ انہیں یہ خبر ہو چکی ہو گی۔
ان کی والدہ کو سنائی کہ سب کو اپنے میں لائیں۔ مگر پتہ لگا ہی ہے اسے سخت کہنے تو اپنے
برگ لڑنے کے بھی دل نہ گئے۔

زفا گز

محمد الاحبہ

سہلی

ہمارے زمانہ میں مگر وہیں ایک مضمون پڑھ کر کسی اخبار کے صرف

دیا یاد

۱۹۵۹ء کو پڑھا

بسم اللہ

کرم گزرا اللہم علیکم

آپ نے سنائی "میں نے فاطمہ تھوڑے عرصے میں اس کے بعد اس کے دل کو ان کے وقت کے بعد
اس کے حق میں اس کا نام پڑھو اور حقیقت پسندانہ مضمون دیکھئے میں کیا اور علم میں اس کو دیکھئے میں کیا۔
آپ شکر و شہید ہیں کسی کے بھی کہ اس کا نام شاد رہے حق میں آستان ہیں۔

والسلام

محمد الاحبہ

صباح اللہ میں

عقرب اس نے اپنی بیٹی کی شادی میں اس کا نام پڑھا دیا ہر گز شکر کہ وقت وہ حق۔

دیا یاد

۱۹۵۹ء کو پڑھا

بسم اللہ

کرم گزرا اللہم علیکم

میرے زمانہ میں اس کے بعد اس کے بعد اس کے دل کو ان کے وقت کے بعد
اس کے حق میں اس کا نام پڑھو اور حقیقت پسندانہ مضمون دیکھئے میں کیا اور علم میں اس کو دیکھئے میں کیا۔
آپ شکر و شہید ہیں کسی کے بھی کہ اس کا نام شاد رہے حق میں آستان ہیں۔

آلہ اللہ

دعا گز

محمد الاحبہ

سہلی را شہزادی کے وقت میں

(۱)

دیا یاد

بسم اللہ

۱۹۵۹ء کو پڑھا

سید

مدفون

معدن

معدن

معدن

معدن کا یہ سب سے پہلا تجربہ تھا کہ وہ ان کے لئے ایک نیا عالم تھا جس سے نہ چاہا گیا کہ آپ کو

کے لئے ایک نیا عالم تھا جس سے نہ چاہا گیا کہ آپ کو

کے لئے ایک نیا عالم تھا جس سے نہ چاہا گیا کہ آپ کو

کے لئے ایک نیا عالم تھا جس سے نہ چاہا گیا کہ آپ کو

کے لئے ایک نیا عالم تھا جس سے نہ چاہا گیا کہ آپ کو

کے لئے ایک نیا عالم تھا جس سے نہ چاہا گیا کہ آپ کو

کے لئے ایک نیا عالم تھا جس سے نہ چاہا گیا کہ آپ کو

کے لئے ایک نیا عالم تھا جس سے نہ چاہا گیا کہ آپ کو

کے لئے ایک نیا عالم تھا جس سے نہ چاہا گیا کہ آپ کو

کے لئے ایک نیا عالم تھا جس سے نہ چاہا گیا کہ آپ کو

کے لئے ایک نیا عالم تھا جس سے نہ چاہا گیا کہ آپ کو

معدن

مدفون

معدن

معدن

معدن کا یہ سب سے پہلا تجربہ تھا کہ وہ ان کے لئے ایک نیا عالم تھا جس سے نہ چاہا گیا کہ آپ کو

کے لئے ایک نیا عالم تھا جس سے نہ چاہا گیا کہ آپ کو

کے لئے ایک نیا عالم تھا جس سے نہ چاہا گیا کہ آپ کو

کے لئے ایک نیا عالم تھا جس سے نہ چاہا گیا کہ آپ کو

کے لئے ایک نیا عالم تھا جس سے نہ چاہا گیا کہ آپ کو

کے لئے ایک نیا عالم تھا جس سے نہ چاہا گیا کہ آپ کو

کے لئے ایک نیا عالم تھا جس سے نہ چاہا گیا کہ آپ کو

کے لئے ایک نیا عالم تھا جس سے نہ چاہا گیا کہ آپ کو

کے لئے ایک نیا عالم تھا جس سے نہ چاہا گیا کہ آپ کو

کے لئے ایک نیا عالم تھا جس سے نہ چاہا گیا کہ آپ کو

کے لئے ایک نیا عالم تھا جس سے نہ چاہا گیا کہ آپ کو

مروڑ آپ کے بھائی کی تین باپ کی کاشتت کہتے تھے اس کا بیچہ علم ہے اتفاق سب کے مطابق
 جو کہ گزرا ہی ہوگا آپ ہی جانتے ہیں اس کے استعمال و اسی وقت ہوتا ہے لیکن آپ کو تو انہی سے اتفاق ہوا
 ساتھ ہی اشتہار شدہ لڑائی میں بھی اس وقت آپ کو خبر ہوئی کہ انہی کے اہل خانہ کی خدمت کے
 بیچوں اور صاحبزادے کے لیے نونا سقاقت کام میں گئے یہ مروڑ آپ کے بھائی کی کاشتت کا قیام ہے
 بھائی کے کہنے اور اس میں شلوک کے مافوق کے لیے آپ کے اپنے والد بزرگ وقت و مکان میں کہے
 ہیں کہ میں اپنے بھائی مروڑ کی وفات کا درد اور ترکوں میں کرا رہا ہوں۔

بہر حال یہ سنا کہ گھٹنے پر وقت ڈھلا ہے اس کی حالت ہے اس کا کہ وہ کہ اللہ میں اپنی کیا کہوں
لیکن بہترین خوشی تین حالتوں میں ہے ایک انہیں سلا تھو بھڑا کیا ایک کہ جسے کسی عیب کی غم نہ ہو
اور ایک کہ غائبی زمرہ دیا گیا ہو دفعہ تین میں ہوا رہی۔

تو چون قاضی سببه بزرگان را گویا و اسامی کو با بخاندان کافران که در تاجیه می مردم که
درین دین فداوات تو

سفینہ جاچے اس بحر بیگراں کے لیے ا

اللہ! اللہ! اسی بخو کے اندام صاف بھی ماحول پر حرکت قائم کروں گا۔

عن جبریل کو ابھی مان کا دایعہ تیار تھا اللہ کی کھلی یہ خود معلوم ہوا کہ وہ کمال کا ہے۔

والسلام، و دعا.

عبد المجيد

(2)

میراث علی میا نے بعض افکار اور محاوروں کے بارے میں استفسار کیا تھا۔

۱۱۱۱

محرم چندی ۱۹۶۳ء

بسم الله

ما دم! ویکم السلام

۱۔ سوکھے دھاتوں پائ پڑا ہوا نکل صبح۔

۶۔ میرے قلم پر "آفتخاکیا" لکھ کر دے اور اس کے ان آفتخاکیا بھی پڑھ لے۔ اللہ تعالیٰ غائب غوث
بکھلے، بہر والد صبح رونے میں۔

۳۔ مہد کا آواز کے لیے جھٹکا (تو کھانے کے ساتھ پر وزن لگا رہا ہے) ہندی لفظ میں جھٹ نہیں آتا

کاملاً صاف ہے۔

تمہارا کتا اسے مورا جھٹکا دے

جھنگا کے ملاں "ٹوک" بھی کہہ سکتے ہیں۔

والسلام ، دُعا گو و دُعا خواہ :

عبداللہ محمد

(5)

یہی طریقہ مکتوب الہ کے درمیان جو اس طرح کے سوانح حیات میں ان کا اتنا آئینہ کار ہے اور اس طرح

جلد اشاعت کے لئے کہ شہر لاہور ایچ جی جی پبلشرز -

۱۱

۱۲- در خصوص...

بِسْمِ اللَّهِ

سلام علیکم

میں !

مصنف حیاتِ مجددی از تہذیبِ انورِ خورشید کی جو کہ بے چارے کی یہ بھی نہیں ہے جس کا نام چھوڑ کر دیتے

و اعنا فرود کردی - جزا که اند و سبحان الله و ماشاء الله

اسی وقت چند طرح تصنیف بھی نکلیں۔ اب مجاہد شمس الدین صاحب بھی نکلتے ہیں۔ وہ بڑی دولتوں

کہ جتنی بھی تصویریں ملتی ہیں ان کو ایسے گویا کہ انہوں نے اسے اپنے لیے لکھا ہے۔

۱۰۰۰ سند ذکر کہ ایک نئی تفسیر۔

شاید کہ "یہ کے شہزاد" ۱۷ ذکر کچھ "صدق" میں لے دیا ہو۔

والسلام، دعا گو و دعا خواند:

عليه السلام

412

محکم دکن نگران

محرم من قان صاحب کے نام منظور ہوا عاشر قان صاحب برصغیر کے حکم سے حج و عمرہ کا کتبہ

ماہنامہ دانش

دوسرا اور فصیح پاسہ۔ مکی

بسم الله الرحمن الرحيم

کرم گترا و بیگم تمام

یہ وقت ایک سالانہ ایک روز مسکین گزراں کی طرف۔ جو کہ ہائے جب اوراق کے درختوں کے درختوں کے
شدید پیل کر گیا جس کی تکلیف کو وہ تک نہ رہا۔

وہیں میں جب اس پیش گیر کو گرفتار رسید ہوا کہ ان کا لکھنا تو ہائے پلٹ کارم کے
نیز وہ پھر کی پرگنہ اب سوزن سے ایک کسار جو نے کہ ان کی صورت میں وہ اسی کے جیڑا قضا
کے جس سے کوئی نیک کی اور وہ نہیں لے بیچے سے یہاں کیا جب ہاں شکن آسان ہوئی۔
خیر خورشید قضا پر ہوا کہ اس کی شکایت یہاں شکری کی ہرگز حوریت میں وگرم زخم؛
وہ راست صراحت کے ہائے میں ہے۔

سید صاحب کے لئے میں یہاں فلسفہ کا کتبہ خصوصی میرے لیے مخصوص رہتا تھا اب اس کی
بہاں پھر لکھنا جانتے ہوا اس کے کتبہ کو میرا صاحب آجائیں۔

انام افندہ شرافت لایا کروں گا اور اقدار ہی قضا میں ہیں چاہتے رات میں بڑے کس میں کہ
یا کروں گا۔

ایسے اہل تاریخ عام کے وقت پرانے کی اسے بائیں ہی مائل جانتا ہوں۔

لیجیے ایک معارف ذکر کرنے سے رہ گیا آپ تو خدمت پر کیجئے تھے وہی رہا کی سے کوئی
ہو نہ گذر قبل میں لے لے گئے کہ یہاں ملکہ اگر وہ ایک دوسرے کی قیادت میں ملے اور ہوا اوراق
صرت ہوئے اس بعد کہیں نہ ہو سکندرتی پر اگر اور وغیرہ غرض ہوں فراموش ہونے پر ہونے اپنے اپنے
گزراں ہے۔ مگر وہی دانتے اسکاں کیجئے کیجئے

والسلام

عبداللہ

لکھنؤ شہید احمد زکریا

(۱)

خوشیہ صاحب کے نام لکھنا یہاں کہ کتبہ خورشید میں خورشید میں خورشید میں خورشید میں
ایک ایک خورشید ہے اس کے لئے کہ وہ ہر روز کے لئے ہر روز کے لئے ہر روز کے لئے
میں ایک ایک خورشید ہے خورشید میں خورشید میں خورشید میں خورشید میں خورشید میں
نہاں ہے۔

نہاں

۱۳۲۲ ہجری لکھنؤ

بسم اللہ

انام اللہ لکھنا یہاں کہ کتبہ خورشید میں خورشید میں خورشید میں خورشید میں
معارف اور پھر ایک ایک معارف پر مبرک ہے ہاں ہے بڑا جنت اور نزلت کا نام لکھنا
انام میں بھی لکھنا ہے وہاں ہے۔ یہ حساب وہی ہے نہایت۔

آپ انعام اللہ میں خورشید میں خورشید میں خورشید میں خورشید میں خورشید میں
تہہ و بالا ہوا ہے پھر میں خورشید میں خورشید میں خورشید میں خورشید میں خورشید میں
بڑا خورشید میں خورشید میں خورشید میں خورشید میں خورشید میں خورشید میں
نہاں ہے اس ایک ایک معارف میں خورشید میں خورشید میں خورشید میں خورشید میں
اور پھر میں خورشید میں خورشید میں خورشید میں خورشید میں خورشید میں

بہاں میں ایک ایک معارف میں خورشید میں خورشید میں خورشید میں خورشید میں
معارف کے لئے میں خورشید میں خورشید میں خورشید میں خورشید میں خورشید میں
میں خورشید میں خورشید میں خورشید میں خورشید میں خورشید میں

بسم اللہ

(۲)

ہیلا

بسم اللہ

بسم اللہ

بسم اللہ

بسم اللہ

بسم اللہ

بسم اللہ

بسم اللہ

بسم اللہ

(۳)

ہیلا

بسم اللہ

بسم اللہ

بسم اللہ

بسم اللہ

بسم اللہ

بسم اللہ

بسم اللہ

خواہ مخواہ کے تکلف سے کام لیا گیا ہے۔ مثلاً اس خط میں اپنا کہ چرمین الگ الگ دینے گئے ہیں اور خدا کو اس کو کام میں لیا گیا ہے۔ یہ چھکل کے اندر بخیر و صحت کرا سکتے تھے، جنہو نظم کی طرح شریف ہیں تو بچے کی چیز ہے۔
لفظ آپ تو ذریعہ اندوہ میں ملے شکر کے بھی تو آتا ہے۔ جنہوں کی طرح اندر آپ تو فی طلب ہر دین طرح اندوہ بن چکا کیا اس طرح کی عبارت درمعا و بنا مناسب ہوگا۔
ظن یہ موقع پر مشعلیں طعن کے مترادف ہے، اس فقرے میں صحت و ثبوت سے یس پسے جنہوں کی طرح آپ تو فیث۔
اور اس ظن یہ مضمر کہ ہر جگہ تو نہیں لیکن کہیں کہیں چھپلا ہے جس کا رابطہ بہت قریب کا ہو جائے گی جسے اس فقرے میں "مجموعہ" ہی چھپلا بنا ہوا، اندازہ دل دیا تو میں ہر طرح آپ تو فیث۔
انسانے پڑھنے کی اب کہاں فرصت۔

والسلام

عبدالمجاہد

(۱۶) گرم گھسٹرا! السلام علیکم

اب کے غننا جیہ تو آپ نے مجھے بکلیں سے کہا۔ دلچسپ بھی اور نازانہ و مہا چارہ صدم۔ بلشائے اللہ..... جہاں سے سید مسعود صحن صاحب کا کتب بھی خوب رہا۔ باعوض بھی، مخرور سے بھی۔ بدلی آپ کی قوم کا بھی جب حال ہے، عقیدت، برائی تو نہایت پرستش کی بیجا پڑی۔ ابھی تو میں بدلی ہی پانچمرا کی آزاد معلوم کی تحقیق میں اگر کہ غلطیاں رہ گئیں تو غلطیوں سے معذور ہوں ملک کو نرا سے کسی معقول کو خوف و خوف آخر کار مدح دیا جا سکتا ہے؟ لغزشوں کی نشانی میں ضرور کیے ہیں جسے فرق مراتب کا لانا کر کے درشتی تو زبان و متانت، بیان کے ساتھ۔ سب میں بنے ادبی کیسی؟

حصہ لغت چھٹے ڈبھی سے درمعا ہوں چنانچہ اب کہیں آپ آخر میں حوالہ جو دیتے ہیں اس میں پہلے نام تصنیف کا دیتے ہیں اور پھر مصنف کا لیکن کہیں اس کے برعکس بھی ہو گیا ہے۔ مثلاً صفحہ ۱۵۹، کالم ۱۲، وسط، جہاں میرا پہلے آگیا اور خود شید

ہو، بعد کہ اس کے ترتیب کی کچھ سز و مثالیں صفحہ ۱۶۱، کالم ۲، کے وسط میں نظر آئیں۔ صفحہ ۱۶۱، کالم ۱۱، وسط میں ایک حوالہ سائنس و فلسفہ کا دیکھا، خیال نہ آگیا اس کی کتاب ہے۔
گھاس کو حرا، غذا ہیبت کو کھٹکا۔

درو کے نام پر یاد آ کر خود بخود ہوا ہم کی کرا کتاب ان کی زندگی میں تو سننے میں نہ آئی تھی، بعد کو غلط معلوم کن لوگوں نے اسے ان کی جانب شرب کر دیا۔

دریاد

عبدالمجاہد دریا بادی

اس خط پر شان الحق صاحب نے یہ ترشیع درج فرمائی،

حوالے کے اندراج کی بات ممکن ہے بعض اور اصحاب کو بھی میں بات مکمل ہو ملتا دیکھ و ضاحت کی جاتی ہے کہ اگر نہ تصنیف، یا نہ مستحق تو کتاب کا نام پہلے دیا جاتا ہے، نہ نہ مصنف کا نام مقدم ہوتا ہے اور تصنیف کا فقرہ، واضح طرف ہوتا ہے۔ ہوتا ہے وہ پہل مصنف میں ملے تصنیف شملہ ہوگا، اور دوسری صورت میں مصنف کا سال وفات مثلاً۔

۱۸۵۱ء (وفات)۔ حسی نکلیات

۱۸۵۸ء (سال طباعت)۔ گلزار داغ (مصنف کا نام مقدم ہے)

(تصنیف کا نام مقدم ہے)

۱۸۰۱ء (سال تصنیف)۔ آرائش مغل، حیدری

(تصنیف کا نام مقدم ہے)

جو نگرانی حیات مصنفین کی تصانیف کا طباعت، یا نہ تصنیف عام طور پر معلوم ہوتا ہے۔ اس لیے تصنیف کا نام پہلے نظر آئے گا اور مصنف کا (اگر ضروری ہو، تو بعد میں مثلاً۔

۱۹۳۳ء۔ مصنفین، عبدالمجاہد بادی

(ماہ ذی القعدہ ۱۳۵۲ء، رامپور، ایلے ۱۳۵۲ء)

(۵)

(ماہ ذی القعدہ ۱۳۵۲ء، رامپور، ایلے ۱۳۵۲ء)

گرم گھسٹرا! السلام علیکم

۱۸ روزانہ نمبر ۱۷، سولہ سہ ہوتے مرمول حوالہ میری بدھلی ہر جگہ رنگ لاتی ہے اپنی تحریر جب کہیں بھی ہوئی دیکھتے ہیں غلطیوں پر اس سرسید کہ مر جاتا ہوں اور یہی صحت

ابن کمال بھی میرے پیچھے ہوئے میرے پیش آئی۔ مرض کا علاج ہے اور میرے سزا کوئی چار نہیں۔

مولوی اجمل میرٹھی روم کی گھنٹی لودو آپ نے خوب بچا ہوا ہی جزاک اللہ بچائے اب گناہ سے بڑھ گئے ہیں۔ اندو کے تاریخ فرسولہ سے بھی ان پر بڑا ظلم کیا ہے ان کا شمار تو اردو کے خصوصی مسنون میں ہوتا تھا۔ تصویر پر بھی کیا نرا نیت، کیا معصومیت پرستی ہے تصویر کے جواز و عدم کا بحث الگ ہے لیکن بہر حال اگر جیستی ہے تو بس ایسے ہی نو نانیوں کی جیسے!

مکتوب غالب اور کلام آزاد، یہ دونوں میں قابل قدر ٹکڑے ہیں۔ لغت کا قسط حسب معمول اب کی بھی خوب تھی۔

صفحہ ۸۶ (حاشیہ) میں سر سید کے جی: "فرہی سید احمد روم کا ذکر ہے دوسرے سید کے حقیق جیسے تھے۔ مجھے ان کے سیر سیر کھانے اور گھنٹی میں پرکشی کرنے کا علم نہیں۔ سب جی کے چلنے سے رہتا رہتا ہو کر سبناوری میں رہ پڑے تھے۔ گھنٹی میں سیر سیر کی کے چاٹنا دھانی سید محمود فرزند سر سید نے البتہ کی تھی۔

اب ایک بات۔ ادھر لکھیے۔ لغت کے سب کو سالرے الگ مستقل کتابی صورت میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ اس کی کوئی صورت بلا وقت و فرصت ممکن ہے؟
(صدق جدید) - دریا باد

(۶)
یہ خط کتابت اجری سے انورجہ یکس کا منسوبی والدہ و خوار کے آخری چرگزات کے بعد میری شال ہے۔ شاید ان کا وفات نے دو خطوں کے منسوبی کو دیکر ایک کر دیا ہو۔
دریا باد

۱۹ نومبر ۱۹۹۴ء
بسم اللہ

عزیز محترم! السلام علیکم
آپ کے بیان "اعلام کو برابر موٹ لکھا جا رہا ہے۔ یہ تائید نہ لکھ رہی ہے جسے لغت میں مدد اترانا کی تحقیق آپ نے خوب ہی تفصیل سے مدح کہے گئے اور کئے

دراغنا ناسعدا، مہر اپنی جنوری ۱۹۹۴ء

ایک استعمال مجھے نظر نہ پڑا تھا اس فقرے میں کہ آپ تو ذاتیات پر مبنی آتے مانتے ہیں۔ اس زبان میں ایک شخص معنی میں بھی تاس ہے۔ چڑھنے میں کی طرح۔ (والسلام دعا گو دعا خواہ!)
عبدالماجد

عزیز محترم! السلام علیکم
مولوی احتشام الدین حق مرحوم سے میری عقائد دفتر محمد رومی جوتی تھی جب ان کے سینئر سسٹنٹ ایڈیٹر تھے، ماہ و آخر مہر میں۔ بلکہ صورت آشنائی قراس سے بھی کئی سال پیش ہو چکی تھی۔ ۱۹۸۳ء میں جب میں علی گڑھ میں ایم۔ اے کا طالب علم تھا دوسرے نمبر لکھ لکھ رہی تھی کے نئے نسخے اسسٹنٹ لائبریرین ہوتے تھے جس پر ایک دوسرے کے بعد ان کی لغت کا مسودہ دفتر انجمن ترقی اردو میں دیکھا ادا سے دیکھ کر رش حشر کراٹھا۔ خیال میں میں نہ تھا کہ کوئی فرد واحد عرض اپنی ریلو ریزی کے دوست اس دہر بحث حقیقت و جامعیت کے دے سکتا ہے۔

"مازہ اندوزی میں شیک پیپر کے اردو ترجمہ پر مضمون اچھا ہے اور خوب مفصل ہونے کا کام ۱۱۱ میں یہ بابت شاید کہنے سے بچاں نہ کر والا پر شلو ترقی سے ہی دوسو جو لیسہ کار با نکل مسلمان اور نواب دور کے کھنڈی مسلمان کے پیش کیلے۔ فقہ اور دولہ فقہ اور دولہ الحاس و شیرہ بول چال میں شیعہ کھنڈی۔

صفحہ ۳۱ کالم ۲ ذکر ترجمہ سلیٹ، میری تقریر اپنے پچھلی میں جو ترجمہ چھپا گیا کے نام سے گزرا ہے وہ منشی قیصر علی ل۔ اے فیض آبادی ایڈیٹر کیٹ کا کیا ہوا تھا اور اس وقت اس کی زبان بھی بہت پسند آتی تھی۔ بلکہ کمرنا کھنڈی سے اس زبان کی بروری معنی اندر خود چرچے کا انفاق نہ ہوا۔ آپ کے ہاں اسرا علی کہیں پچھلے کی غفلت تو نہیں۔

آپ کے ان "اعلام کو برابر موٹ لکھا جا رہا ہے۔ یہ تائید نہ لکھ رہی ہے۔ جسے لغت میں مدد اترنا کی تحقیق آپ نے خوب ہی تفصیل سے مدح کہے گئے اور کئے ایک استعمال مجھے نظر نہ پڑا تھا اس فقرے میں کہ آپ تو ذاتیات پر مبنی آتے مانتے ہیں۔

راوی زبان میں ایک شخص میں بھی آتا ہے، چڑھنے کی طرح۔ والسلام
دریاباد

(۸)

(ماخوذ از محدثہ کراچی۔ چوک ۱۳۱۵ء)
کرم گستر! السلام علیکم

مازہ نمبر میں آپ نے خوب کیا اور اپنے زمانے کی ایک شہرہ نظام جہاں بیٹا خلافت
پر دسے دو شائع کر کے عفو فرمایا یہ نظم ۱۹۲۲ء میں ایک جیسی چونسٹے پر صلاے
خاتون کے حملے سے شائع ہوئی تھی اور وہ پینے کی کچی تھی۔ بازار میں دیت سے ناپاب
ہے۔ بہرے پاس سرور بھی اب جوڑ حریف قانونی۔ چونکہ ہر دو ایک کی قدر ہو گئی۔
میرزا کی کتاب۔ مہمل کی ذاتی ڈائری، جلد اول ۱۹۲۵ء میں نظم کا ذکر مع جدر شمر
کے موجود ہے۔ آپ کے ہاں بھی ہوئی نظم میں ایک غلطی محسوس ہوئی۔ مثلاً صفر
واپسے کا لہ کے آخری شعر کا پہلا مصرع یہ یاد پڑے کہ۔

کالے پانی خوش ہو کے جانا

اسی طرح باقی کالم کے آخری شعر کے دونوں مصرعوں میں یہاں ہے، ”جھ“ کے ”دھ“ تھا۔
اہم ترین غلطی، نظم کے سب سے آخری شعر میں، ”میج سرور“ لکھی تھا۔

پہلیں آجہاں ہم سے نہ پایا

یامین قحط گم شاد کا تھا۔

انہوں سے کہ اس وقت کچھ خیال نہ آتا اور دس بارہ سال ہوتے خیال آتا تو شاعر
کا تباہیت کچھ جلتا چلا کر کوئی تھے، کیا تھے، کچھ تباہی پہلچایا۔ انہیں کی ایک دوسری
نظم میں اسی وقت خوب چل پڑی تھی، یہی مصرعیں موضوع۔ پہلا شعر تھا،
کچھ رہے ہیں سڑھی کی تہدی
نہم تو رہا نہ میں دو دو ہر کو

ملی برادران کا جرم قدر کراچی میں ہوا، اس نغمے نے جو دھتے کا عنوان تھا؛

”خواسے غلام“

دریاباد، ضلع بارہ بکلی۔

عبداللہ

(۹)

مرزا، دریا بادی نے اپنے نظم ”ابانہ“ اور ”جانبہ“ دونوں کے سب سے پہلے کہا تھا کہ
اردو نثر کا شمار ۱۹۲۱ء میں شروع ہوا تھا، ”جانبہ“ میں دریا بادی کی یہاں سے ”عبد اللہ“
پیدا ہوئی۔ ۱۹۶۶ء کے غزلیں مولا ناسخاس پندرہ لکھ ہے۔

دریاباد

۲۶ مارچ ۱۹۶۶ء

بسم اللہ

کرم گستر! السلام علیکم

وقت دراز کے بعد کمال اللہ اور ونامہ چور کیجئے کو کا ملا وعدہ ۲۲ ایک ساقط۔
کہے کہ بانی نصیب ہوا۔

شرکت سرور کی صاحب اشتقاقی است، برحب اور جو کچھ کہتے ہیں اچھا ہی کہتے ہیں۔
مسترحمن کا مضمون مرفعی حسین ادب پر بھی اچھا ہے۔

باگینی بولی پر ایک دلوری غزل نے خوب۔ لکھو دیا ایک چھوٹا سا مکتب اس نوٹے
دو دھک بھی دیا تھا بولی کا تیار کیا جلتا ہے اور اس کے لیے خود جرح صاحب بالکل
کافی ہیں۔

صحت والفاظ کے معیار پر بھی صاحب، ”تہ قلم“ آیا ہے، وہ قابلِ مبالغہ بادی ہیں۔

بہر صورت ظاہر ہے کہ مرزا، اہل زبان کا استقبال و تعریف ہے، گریزی مظلوم میں ۱۹۶۵ء
تاویں الا غلام اللہ اس کے سرور مصنف، کوثر قی۔ رحمت فراتے، بھانسنے خود تجرہ
نظم کا ہے۔ ایسے فائنٹے تھی کوڈ اور توجہ فرماتے کی ضرورت کیا تھی خود مرزا اور بولی
چال کے کیڑوں لفظ کوثر قی کوثر علی جری سے ڈیگر ڈالے۔

حرف لغت کو حسب مولیٰ پرستے خوش ہے ہر عاقل اور مستفید ہر حرف و لفظوں

استعانت ملے گی کمال۔ ہی۔ امان کے تحت میں اگر بعض ظلم آجائے، نامہ بھی پڑھا

اباے تو کیسا ہے؟ مشق کی طب میں امان مسیح الملک سے حاصل کیا۔ رخن حدیث میں

مازہ ملاتے جریں سے ہمارے جیلن کا ایک مصرع ہے؛

وین اللہ کی ہے اس میں ابادہ کیلے

اس کا جادہ کو آپ واضح طور پر کسی مضمون کے تحت میں لکھیں گے۔ والسلام

دعا گو، عبداللہ

ہم اس کا عقد بہت خیال رکھیں گے۔ اسی غما سے میں غمناک ماحول
کے خط میں نجات سال کی جگہ غمت سال اور صرت کی جگہ حیرت چھپ گیا ہے
میں کے لیے ہم نہایت شرمندہ ہیں۔

تشریح میں یہ اجازت کہ تحت لکھا تھا اگر اجازت (یعنی اجازت کی طرف رجوع
گمیں) وہاں دماغ میں بھی صحت میں ہی کی طرف آپ نے قیود لگائے ہیں۔
لفظ متروک کا اضافہ اس صورت میں کہ حرف تکریم مثالیہ کی گئی ہو،
فائدہ ہوتا ہے۔ پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کب سے متروک؟ اس قسم کی راحت
مبادل لغتوں میں تو ٹھیک ہے مگر ایسی لغت میں جو زبان کے سارے
ادوار پر مادی ہوتا قابل ترک ہے۔ نہ معلوم آج اور کون سے لفظ متروک
ہو جائیں۔ پھر کون کون سے لفظ ایک دم متروک نہیں ہوتا، بعض لوگ حرفے تک
برہتے رہتے ہیں۔

داغ خانہ لکھو، کراچی۔ ستمبر ۱۹۶۲ء

ذیل کے قاصد راجا ہے۔ (۱)

ذیل آد

۳۰۔ ہندو کا لکھتہ

بسم اللہ

کرم گستر! ولیم السلام

(۱) لکھتہ میں ہم پہل گیا ہے۔ لکھا اب تک احتیاط کرتے ہیں (۲) چنانچہ "لکھتہ" لکھا
کے نزدیک تو میں ہر صوم گمشدہ خود رکھ۔ پہلوتے دم لیے ہوتے ہیں آؤ گناہ استغفار کی
میں ہے (۳) دلوں مختلف ہیں، لیکن قند کے گنہگار میں سمجھتا ہوں۔

والسلام

عبدالماجد

لکھتہ کے (۱) (۲) (۳)

(۱)

ذیل آد

۲۰۔ ہندو کا لکھتہ

بسم اللہ

کرم گستر! ولیم السلام

۳۰۔ ہندو کا لکھتہ

بسم اللہ

کرم گستر! ولیم السلام

۳۰۔ ہندو کا لکھتہ

بسم اللہ

کرم گستر! ولیم السلام

۳۰۔ ہندو کا لکھتہ

بسم اللہ

کرم گستر! ولیم السلام

۳۰۔ ہندو کا لکھتہ

بسم اللہ

کرم گستر! ولیم السلام

۳۰۔ ہندو کا لکھتہ

بسم اللہ

کرم گستر! ولیم السلام

۳۰۔ ہندو کا لکھتہ

بسم اللہ

کرم گستر! ولیم السلام

۳۰۔ ہندو کا لکھتہ

بسم اللہ

کرم گستر! ولیم السلام

۳۰۔ ہندو کا لکھتہ

بسم اللہ

کرم گستر! ولیم السلام

۳۰۔ ہندو کا لکھتہ

بسم اللہ

علائیہ از علیہ لودای رخصت

(۱)

مکتبہ الیومہ کراچی میں شائع ہونے کی خبر شکر مبارک بلا غلط۔

دیر آباد

۲۴ جنوری ۱۹۶۶ء

بسم اللہ

خطاب کی مجلس مزاح

”نیزا“ مقام ”نازائیں“ — خیر کو آدھو دے گا کہ تو قند ہوئی۔

تمہیں گوارا

عبد الماجد

دارشعلی شاہ۔ رسیہ اکوٹ

دیر آباد

۱۰ مارچ ۱۹۶۶ء

بسم اللہ

زم آستر! وطنیہ السلام

”چھانچھان“ ایسے ننگے تیل استعمال ہے جہاں ایسی نہیں کہ اس پر اخلاق انشاء کا اندر و باہر۔

مورلی سید احمد پوری کی گفتات انشاء میں بھی نہ ملا۔

یہ چھانچھان میں کی ایک شکل ہو یا خود کوئی مستقل مادہ ہے تو بعض ایک نئی تھیں کی چیز ہے اور

استعمال اس کا کیا اثر ہو گا کہیں ذاتی طور پر ترویج اس کا دعویٰ کیا کہ مستقل کا دوسرے۔

والسلام، دعا گو

عبد الماجد

عزیز احمد انظر چغتائی اگر کہہ دے تو میری، عالیہ سلم پورہ رسیہ علی گڑھ

مصطفیٰ پر لکھنے کی فرمائش کہ جواب میں بہت پہلے مولانا نے ”مصطفیٰ کی شہرہ کمالیت لکھتے

بھائی تھے۔

دیر آباد

۱۱ اگست ۱۹۶۶ء

عزیزم سلام! وطنیہ السلام

یہ ان دوست مسکین کے اندر اشک نہ توڑنے سے اب غمنا چہ غم و بسا اے کے مطابق

جسلی ہوا میں ہستی غباری چارہ کی طرف اب کیا توجہ کروں

تانیہ اندیشہ و دلدارہ منت

مگر یہ میندیشیں ہندو دیا برستے

ابھڑکھڑکھو ہوا میں ہستی غبار کی حیات فرمائی آنے کا یہی کرم کہوں گا۔ اشراق میں بھی

ظلم و جبارت کی خبروں سے گوارا کر جلد عالم سالیانہ کا پہنچا دے۔

دعا گو

عبد الماجد

تادہ جاوید رحیم آباد دکن

(۱)

دیر آباد

۱۱ مارچ ۱۹۶۶ء

بسم اللہ

مرادوم! وطنیہ السلام

میں تعلق جاوید Javali بڑوں میں پیدا ہوا

میں تعلق شہلا HANLA کمرہ برون کلا، محلہ

اور وہیں میں دستہ تعلق وہی ہو گا جو تعلق وہاں رہا ہو گا۔ اور اس زبان کے تعلق

تعلق بحث نہ ہو گا جس زبان سے وہ تعلق آدھو میں آیا ہے، لائیں کہ وہ میں لائیں ہی کہیں کہیں نہ

لکھا تعلق ہو گا۔

ٹکٹ کر آدھو میں ٹکٹ نہ ٹکٹ کران کہیں گے ٹکٹ نہ ٹکٹ کران کہیں گے ٹکٹ نہ ٹکٹ کران۔

والسلام

عبد الماجد

الحق في الدنيا والآخرة

[illegible]

مَدِيْنَةُ

۱۹۶۳ء جولائی - ۲۶

عزيزي محمد! وديكم السلام

[illegible]

عبدالمجید

صیغہ انصاری (۱۸۸۱ء)

مولانا جسٹس اللہ شہید فرنگی علی کے منجملہ صاحبزادے کے ذاتی مکان کی تعمیر جو بہار آباد کا خطہ۔

وہابیہ

۱۰۷۱ گشت خلعت ۱۹۶۲ء

یہاں

میرزا شکر!

شاعر نے تو "بہاں" سے بے نیاز ہو کر صرف "بہاں جہان" کی مثالی حق اور کھڑا احساس
 کمپنی کی خیر ہو یا رب مکان سے نہ رہے

لکھیں کہ خیر ہو یا رب مکان سے نہ ہو

میں یہ سب نیازی کہاں سے لاسکتا ہوں، مکان کی جابجا دکھیں کہ دیتا ہوں اور آخر کچن مکان دلاؤ
ان سے مانگتا ہوں۔
والسلام، ڈیماگرا

44.

عليه السلام

مولانا سے قرأتِ دہلی بھی تھی۔

برای

۱۹۶۳

بِسْمِ اللّٰهِ

براهم سلمه ! السلام عليكم

آن عزیز کے صدر ضلع شکر گنجیہ نے کہ خواہی مسلمان ہوں۔ اخلاص و اخلاق کا شیرازی پر
 ہر مسلمان کیسے کہ افاضات و سہار کے ہوا و آخر دنیا و آخرت میں شہید ہو جائے کہ

اس خط کے حامل ممبر لال دریا اہل کے قریب ہی کے گاؤں کے رہنے والے ہیں، گایاں ہے کہ

۱۰۰۰ سال تک دنیا سے پہلے دس سال کا یہاں کا گناہ گار میں موسیٰ علیہ السلام اور کوہ کے خیمہ پر انیس

یہاں پر بہر حال اگر تاہم کوئی تجویز پیش نہ کی ہو تو کیا عجب ہے کہ نعم الملوٰی و نعم النعماء اور در کرتے جہتہ

عبد المجيد

سوروی شهر ایشم انصاری قریبی محل (نکشد)

کتوب الیہ کے تحت "پنیر" (CHEESE) کے جواب میں۔

وہمراہ

۱۳۴۷ نوامبر ۱۹۷۳ء

بسم الله

عزيزي سلمة ! التمام عليكم

سبب ان کے پھیر (Cheese) آپ اس اجیز کے لیے آئے۔ ہوا کا اثر

والسلام

عبدالمجيد

(۱) ایک ملک بھر میں رکابے

جمع الفت ہے اشارہ ترقی بعد از گامی کہ نواہشام تید جوئے والہ گفت کہ فریب ہے
فتیہ کہ کہ کچھ جس شانے ہر گاہی ہیں تحفین تعریضاتین جملہ میں ہر گاہی اس مصلحت نام

الاجتهاد في سنة ١٩٦٥

طرح المصروفين قسما (1) (2) (3)

بر مال نال لوک ستیج انعام د کا مقداریں۔ کہتوب ای ضلع گانڈاپڑیش کسدر شکتی بر مٹو

کرم گستر! السلام علیکم

فروش آپ بیتی نمبر ۱۱۵۵ وسط آپ نے اپنے میں متعلقہ لا کر کیا جا، اوہاں دیکھ کر کھڑا؟

اگر دے اس جائے لذت کا ۱۷۱۷ فرسوسے کھد کجا کر فروغ ہوا کاش میری لاشیں جس میں فروغ ہوا اس آکر اپنی زندگی گشت، اس کے دیکھنے کا سرت حاصل کر سکتا۔

والسلام! دعا گو و دعا خواہ

عبدالمجید

نصی احمد صبری ندوی (دلاہن)

قندیلہ سے مولانا سید احمد صبری رحمہ اللہ کی طرف اشارہ ہے۔

دلیا دار

۱۳ جنوری ۱۹۹۲ء

بسم اللہ

برادرم! وعلیکم السلام

کونٹیس ایکٹیوی ہے ایک جہانید پرصل وصول ہوا کھولا تو ترجمہ زناد العلوی کا چار جلدوں پر فروغ
ایک کتاب کہ کھلا کھلی نہیں چھنے کا کیا ذکر کو تمام ہی سے طبیعت، کمال پوچھی، دل شکست ہو گیا
ناول کوئی کے بعد زناد العلوی کسب دنیا کے بعد شوق آخرت انگلی معاشی کے بعد فکر معاش
متم کسے منزل زاد اور دیگر منزل مقصود۔

زندہ پارسا کا لقب، بزرگ خود ایک زندہ پارسا

میں صحت و ثقافت میں اختصار ان کتابوں کا ہے۔

آخری اسلام اور دوا داری، مطلقیت گوی، پیغمبر اسائیت و اشتراکیت و سیاست نامہ۔

دعا گو و دعا خواہ

عبدالمجید

نواز حسین لہیک (دلاہن)

مولانا دلیا دار کی کتب تحریر کے لیے دعا کرتے کے جواب میں۔

دلیا دار

۱۰ مئی ۱۹۹۲ء

بسم اللہ

میران بندہ! السلام علیکم

میران بندہ! السلام علیکم! آپ کو میری دعا کی سوجھ بوجھ
میران خاں کی ہجوم یا خوش سماجی دخل رکھتے، فرما گئے ہیں اسے
انے لے بیویوں پر کیا آخرت نہایت
آسان ہے کیا ستم ایجاد کیا ہے

اس پر حکم خود ہاں حکم دینے کے بعد آپ بھی ستم خیز ہیں، آسان سے کچھ کم نہ ہے!
اب اپنے آئینہ نما کو نما بھیجا بلائیے اس کا دوسرا آپ بھی پر ہے۔ بیٹے نے
تجلیل ایشا و کردی۔

مولانا عبدالغفور مجاہد نے دعوتِ حق میں غلطی ہوئی ہے
آپ کے تحفے کے جواب میں شکر ہے کا خط۔

دلیا دار
۱۱ جولائی ۱۹۹۲ء

بسم اللہ

کرم گستر! السلام علیکم

آپ کے ذکر پر آپ کے پیچھے ہونے کا سہارا ہے، اب اسے بڑا کمال انداز میں پیش ہے۔
رہیلہ کر کا تقریب سے اس پر حسان اشراق کہیں آپ نے اظہار کس توان میں نہیں سیکھوں
دعا خواہ۔

دعا گو و دعا خواہ
عبدالمجید

مولانا امین احسن (دلاہن)

دلیا دار۔ مطلع پرہیز

۱۱ مئی ۱۹۹۲ء

برادر مسلمہ! السلام علیکم

دل خوش ہوئی ہے چڑھ کر کر، پیش قیافت انداز داری ہے گا، اگر غیر افسانہ کی اسودت
میں شاکہ ہوگی۔

خبر مت قرآن کے جیسوں ٹھنک، جس اور سب اپنی اپنی جگہ قبول و تاجی قد و احترام و سچیت

دشمنی (یعنی جملہ اداہن کیا ہے تمام) آپ کی تعمیری بھی اپنی اوجہت کی منظر ہے اور اس سادہ آپ ہی کا ہے۔
 ہے اور مبارک کہ ہے۔ دماغ میں خط و دماغ اوجہت اور کیا کی گئی اس وقت میں شامت شدہ اور ترقی ہے۔

(۱) عربی الفاظ کے معنی استعمال اور مدح و مذمت کے لئے لگے ہیں۔ اس کا خیال اس طرح ہے کہ علماء عربوں نے
 دنیا کا حال اور کائنات کی حالت کو دیکھ کر یہ نتیجہ اخذ کیا کہ جو عربی میں ہے وہ عربی ہی میں ہے۔ لیکن عربوں کے
 ایک خاصہ یہ بھی اس میں شامل ہو گیا ہے۔ جس سے عربی کی کوئی ایک شے کے لئے عربی میں ہی نہیں لگے کہ جس نے
 عربوں کو بتایا ہے

یہی حال لفظ کذب کا ہے۔ اگرچہ ہم اس کا ترجمہ جوڑ کر دیتے ہیں۔ حال وحوالہ میں اس کی بڑی
دست ہے۔ اور ابراہیم علیہ السلام کا ترجمہ میں آیا ہے۔ جو کسی دھرم میں کوئی اطلاع نہ دے۔

اس طرح کے فرق کو خیال رکھنا ضروری ہے۔ اب اس مسئلہ کو درست کیا جا رہا ہے۔
(۴) دوسری بات اور اور بھی غلط فہمی کا یہاں درج ہے۔ یہ سب میں نہیں، بلکہ تمام مسائل کے خلاف
ہے۔ اس کا ذکر اس کی تشریح کے اس وقت سے درج ہو گا، جب خاص ابلیہ کے لیے احتیاطی کمال ہے
میں اس خلاف کرنا صحیح رہے۔ لیکن تاوقتیکہ اس خلاف میں استعمال کیا ہے۔

سادہ پڑکار اور خیران غالب ہم سے بیجاں و فانی ہوتے ہیں
 رسالہ یعنی سادہ پڑکار یعنی حکایتیں ان جملہ میں کہ سادہ و لوح و دیگر کوفہ کا نام ہے ہم سے
 پتہ پڑھنے کو دلاتے ہیں (۱)

والسلام

دُعَا گِرُو دُعَا خَوَاه :

محمد الحاجد

[illegible]

میں نے یہی کہہ کر ان کو اٹھانے کی وجہ سے حجت کے شان میں ہرگز حق نہیں مانا اب اس پر بھی وہی ہے شان میں ہو گیا
ہو نہ کہ۔ یہ خط پختہ گڑ جناب کو اس غلام کے لکھا جا رہا ہے

ہاں اسالیب قرآن کو بھی کتا بہ صورت میں لایئے۔

مخلاف قرآن پر ہر جگہ کو ایسی کتاب اردو میں موجود نہیں، اردو میں کیا صحیح عربی میں لکھنے کی نظر سے نہیں گزری۔ عکبر کی کاوشیں و استدلال کتاب مفصل و نامانوس ہے۔

چند آند لائو کا رکشی

[illegible]

44

۱۹۷۳

گرم فرماتے بچے کہاں : قسیر

[illegible]

نیازرکیش :

عبد المجيد

میں میں حضور و فخر صاحب بی شک فرمود اے خداوند صاحب کا یہ کلام سلام ہوگا، اب کیا سلف میں
نہ کہہ سکے گا کہ کیا میں انسانی اور پروری بات نہ کر سکے کے لیے وقت مل گیا۔

(۱) مناب الاسفار بحسن خواجہ احمد رضا صاحب کے ہوشیارانہ دیکھنے والے گروہ بہت
بہتر ہو گا۔

(۲) صفحہ ۲۴ شروع کے سطر اعراف میں تینوں اردو کے لیے بالکل ناموز ہے عرف مذکور کا
۷ م دیتا ہے۔

(۳) اظہار ہے کہ اس طرح کا اظہار کیا۔ کیسے کیا آئے ہے مگر، دیکھتے سب بدلنے کے قابل ہے
(۴) صفحہ ۳۳۔ نہ رسانی کے طور پر استعمال ہوا ہے۔

”وعدہ پانچویں کی تھی اور نہاد باصفائی میں سے یہ تاریخ پانچویں کے لیے دو دفعوں باقی کی گئی
وقت میں جس اور آخر وقت تک رہیں اسے سن کر کہا جاسکتا ہے اگرچہ اب ان کا شمار پانچویں یا صفائی
میں تھا لیکن جس دنہ پانچویں میں پہلے کے ۱۴ اس کے بعد انا خود بھی لیا ہے۔

یہ خط ہوائی نہیں صرف اظہار ہے۔

والسلام
دعا گو، محمد الماسد

محمد صاحب الدین (رحمۃ اللہ علیہ)

مولانا آزاد سے مواد ملتا ہے اس کلام انہی کے۔

میرا خیال کا تھا کہ یہ تو کسی اور وقت میں ملا کر کسی اور باب کے تحت میرا ان میں مضمون کر
لے رہا تھا۔ مولانا آزاد سے مل کر استعمال کیا کہ یہ خیال میں ہی کہنے ہوئے کے لئے سے جو ہے
اور یہ سے میں بے انتفاع اسے ترجیح دیتی ہوئی جاتی ہے۔

والسلام، دعا گو و دعا خواہ

tooba-elibrary.blogspot.com

آپ کا ایک قلمی کلمہ نہایت ہی دلچسپ تھا۔ میں نے اسے گورنار صاحب سے دیا۔ انہوں نے اسے اپنے پاس رکھا۔
کوشش کی تھی کہ اسے اپنے قلم سے لکھوا کر لیا۔ افسوس کہ اسے لکھنا نہ پڑا۔

مکتوب گورنار صاحب کی اس لکھنا میرے خیالات کا بہت بڑا نقشہ پیش کرتا ہے۔ افسوس کہ اسے لکھنا نہ پڑا۔
تجربہ کاروں کے قلم کا یہ ہے کہ وہ بہت قلمی ہے۔ تجربات کا یہ ہے کہ اسے لکھنا نہ پڑا۔

مکتوب کا یہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ تجربات کا یہ ہے کہ اسے لکھنا نہ پڑا۔
مکتوب کا یہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ تجربات کا یہ ہے کہ اسے لکھنا نہ پڑا۔

مکتوب کا یہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ تجربات کا یہ ہے کہ اسے لکھنا نہ پڑا۔
مکتوب کا یہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ تجربات کا یہ ہے کہ اسے لکھنا نہ پڑا۔

مکتوب کا یہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ تجربات کا یہ ہے کہ اسے لکھنا نہ پڑا۔
مکتوب کا یہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ تجربات کا یہ ہے کہ اسے لکھنا نہ پڑا۔

مکتوب کا یہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ تجربات کا یہ ہے کہ اسے لکھنا نہ پڑا۔
مکتوب کا یہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ تجربات کا یہ ہے کہ اسے لکھنا نہ پڑا۔

مکتوب کا یہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ تجربات کا یہ ہے کہ اسے لکھنا نہ پڑا۔
مکتوب کا یہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ تجربات کا یہ ہے کہ اسے لکھنا نہ پڑا۔

مکتوب کا یہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ تجربات کا یہ ہے کہ اسے لکھنا نہ پڑا۔
مکتوب کا یہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ تجربات کا یہ ہے کہ اسے لکھنا نہ پڑا۔

مکتوب کا یہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ تجربات کا یہ ہے کہ اسے لکھنا نہ پڑا۔
مکتوب کا یہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ تجربات کا یہ ہے کہ اسے لکھنا نہ پڑا۔

مکتوب کا یہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ تجربات کا یہ ہے کہ اسے لکھنا نہ پڑا۔
مکتوب کا یہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ تجربات کا یہ ہے کہ اسے لکھنا نہ پڑا۔

مکتوب کا یہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ تجربات کا یہ ہے کہ اسے لکھنا نہ پڑا۔
مکتوب کا یہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ تجربات کا یہ ہے کہ اسے لکھنا نہ پڑا۔

مکتوب کا یہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ تجربات کا یہ ہے کہ اسے لکھنا نہ پڑا۔
مکتوب کا یہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ تجربات کا یہ ہے کہ اسے لکھنا نہ پڑا۔

مکتوب کا یہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ تجربات کا یہ ہے کہ اسے لکھنا نہ پڑا۔
مکتوب کا یہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ تجربات کا یہ ہے کہ اسے لکھنا نہ پڑا۔

مکتوب کا یہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ تجربات کا یہ ہے کہ اسے لکھنا نہ پڑا۔
مکتوب کا یہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ تجربات کا یہ ہے کہ اسے لکھنا نہ پڑا۔

مکتوب کا یہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ تجربات کا یہ ہے کہ اسے لکھنا نہ پڑا۔
مکتوب کا یہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ تجربات کا یہ ہے کہ اسے لکھنا نہ پڑا۔

مکتوب کا یہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ تجربات کا یہ ہے کہ اسے لکھنا نہ پڑا۔
مکتوب کا یہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ تجربات کا یہ ہے کہ اسے لکھنا نہ پڑا۔

مکتوب کا یہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ تجربات کا یہ ہے کہ اسے لکھنا نہ پڑا۔
مکتوب کا یہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ تجربات کا یہ ہے کہ اسے لکھنا نہ پڑا۔

مکتوب کا یہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ تجربات کا یہ ہے کہ اسے لکھنا نہ پڑا۔
مکتوب کا یہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ تجربات کا یہ ہے کہ اسے لکھنا نہ پڑا۔

مکتوب کا یہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ تجربات کا یہ ہے کہ اسے لکھنا نہ پڑا۔
مکتوب کا یہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ تجربات کا یہ ہے کہ اسے لکھنا نہ پڑا۔

مکتوب کا یہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ تجربات کا یہ ہے کہ اسے لکھنا نہ پڑا۔
مکتوب کا یہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ تجربات کا یہ ہے کہ اسے لکھنا نہ پڑا۔

مکتوب کا یہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ تجربات کا یہ ہے کہ اسے لکھنا نہ پڑا۔
مکتوب کا یہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ تجربات کا یہ ہے کہ اسے لکھنا نہ پڑا۔

مکتوب کا یہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ تجربات کا یہ ہے کہ اسے لکھنا نہ پڑا۔
مکتوب کا یہ بہت ہی دلچسپ ہے۔ تجربات کا یہ ہے کہ اسے لکھنا نہ پڑا۔

نشتے سے تو آپ پر سر گذار دے میرا دے، اقدام زادے ہوئے۔

۱۹۱۸ء میں میری مصیبتیں RATIONALISM اور لائبرٹ کا دینے شاپ تھا اس وقت مردم کی کوئی خدمت دعا و اوصالی ثواب سے ذکر نہ کیا۔ آپ کے بڑے بچے اکیل کر بروکس کا بیڑا قلعہ اور خیلانہ، پھر ان کی اکثر عرصی عمل کو طوطی مان سے نیاز حاصل ہوا، کوئی کی میری کے سلسلے میں آپ کے مجھ سے بچنے سے وہی وہی علاقہ تری جوب وہ بدستور مستحق دعا تھیں تھے۔

پچھلے دنوں سنا تھا کہ آپ کے مغربیوں کے مدد میں ہیں، بڑا اشتیاق رہا آپ کے غلطیوں سے بچنے کا۔ اور انا خط کے سامنے بہ سال کیل کا منتظر گیا جب اس خط کا مغربیوں سے آپ کے والد کو اپنا نکلنا، اچھا تھا۔ ابھی کی دلی ہوئے آپ کا سلسلہ تھا، لغویہ گورنر، بشاد احمد کے اور میں گھبراہٹ وہ بات سن کر خاموشی حکیم کی یاد پڑ گئی۔

والتسلام، نورنگا

عبدالمجید

محبت نورنگا

تیر ماہ پہلے تھیں بہادر کوکھ میں اور وہاں کے مہم اہتمام کی اہمیت تھی کہ اس وقت ان کے خزانہ صوبہ کے درجہ میں جانا چاہتے تھے۔

دریاد

۱۲ ستمبر ۱۹۳۵ء

بسم اللہ

مستند نورنگا! قلم

آپ کو بڑی ہیز نیکے — زندہ باش!

اسے ہزار تھے منتظر اسے جان دار مجربان بخش خدا کی تو میں ترقی ہی نہیں کر سکا فلسفہ اور لڑائی میں خیال کیے ہوئے تھا کہ سطر فیضیہ کا جواب دے گا میں کا پتہ نہ پتہ کے قابل ہے۔ بہت ہی خوشگوار تھیں اس شام نے میرے دل میں ہو جائی گی۔

آپ اجالت دیتے ہیں دہ اگر کوئی ہو تو کہہ دیجیے گا۔ وہ آپ کی خوشنویسی کو ہم بغا نہیں بلکہ کامل رضا سمجھوں گا۔

نورنگا

۱۹۳۵ء میں (۱) دریا

دریاد

۱۲ ستمبر ۱۹۳۵ء

بسم اللہ

عنہم السلام! وعلیکم السلام

(۱) مشکور میں ممنون اصل یعنی غزلی کا قدر سے سے غلط ہے لیکن اردو میں اکثریت سے استعمال ہونے لگے۔ اور احوال میں نہیں بعض غرض میں بھی کہی ہونے اور لکھنے کے ہیں اس لیے غزلی استعمال میں نہیں، خاص کر جب اس کا حلف ممنون کے ساتھ ہو۔

اصل میں غلط کرنا شک ہے اور اسی میں اردو میں مشکور گویا۔

(۲) جی نہیں ایسے اصطلاحات ہی سے پرشدد۔

جی ہاں افسوس ہے کہ کھانا آپ کی راہ میں نہیں چکا ورنہ بہتر تھیں آپ نے کھانے میں، نماز میرے تمام شکوکہ کا ہے اگر کوئی اور میرے گورنر کی ہوئی تو کرنے کی صورت ہی نہ تھی، انکسٹن ہی اگر آپ سے مل لیتا۔ والتسلام، نورنگا

عبدالمجید

(۲)

دریاد

۱۹۳۵ء

بسم اللہ

عنہم السلام! وعلیکم السلام

سوال کے جواب میں گورنر میں مشکور اس موقع پر چلے گا۔ میں نہیں لیکن اردو میں اکثریت سے استعمال ہو گیا ہے کہ اب اسے غلط کہیں آسان نہیں رہا۔

بہتر حال غلط، احتیاط ضرور ہے، میں اس موقع پر مشکور گزار دلاتا ہوں۔

اور اگر کوئی مشکور، اس حلف ممنون کے ساتھ ہے اسے اب پر کر غلط نہیں باقی نہیں بچتا اس لیے اس کے لیے بھی گجراتی نکل سکتی ہے، آج سے مقدم اہل زبان کا روزہ کا وہ ہے۔

ان عرب یومنا یا ستر، اور کوئی گوار، کا متبادل و ظروف ایک نقطہ، مشکور، بھی ہے۔

والتسلام، نیچر سٹار، عبدالمجید

(۳)

دریاد

۱۹۳۵ء

بسم اللہ

برادرم! وعلیکم السلام

کلیں آپ کے بھائی صاحب کے سلسلے میں عبادت نامہ بھیج چکا تھا کرام کی ننگ سے وہ
نہد ملا میں نے تعزیت نامہ کو دیا صاحب کر دیا۔ اُنکا تیرا اکر پڑا پڑن۔

جانی کی چھت میں بڑی سخت چوٹ پڑی تھی اس کا تیرا تیرا پڑا ہوا۔ ہر صلیب کی موت میں
بھی ہمارا کہ ہوتا ہے۔ بچہ ہائیکان کے خوفوت کے حالات جو آپ نے لکھے ہیں وہ اندر والی حالت فرمائیے۔
درماری میں ہر صلیب کی موت ہے۔ کتنے گناہ اس میں لکھے ہیں وہ لکھے گئے ہوں گے میرے مرم
بھائی کی کہیں بھی مرض ہو رہا تھا۔
والسلام، دہلا گرا

عبداللہ

شفاء اللہ علیکم عبد اللطیف (مکتوبہ)

(۱)

علیکم صاحب کے لئے جانے تک محمد الیہ کے انتقال پر مکتوبہ کیونکہ علیکم صاحب مرم نے
دار کے انتقال کے بعد شفاء اللہ کی نقل الوداد کو پیش کیا تھی اور علیکم صاحب نے تعزیت کے
گہدہ شلت کی تھی۔

غریب امی غریب کی عزت و قدر حق پر ہے حق تعزیت قبول ہیں اُنکا تیرا اکر پڑا پڑن۔ جو
فصلت خلق کو کہتے کہتے پڑھا ہوا کہ وہ الوداد میں شفاء اللہ کی نقل الوداد کو پیش کیا تھا اُسے پہنچے
ہم سب اکر پہنچ رہے ہیں۔

موسے سفید بیٹ کا مرم اور شفاء اللہ کی نقل الوداد کو پیش کیا تھا اُسے پہنچے
شفاء اللہ کی نقل الوداد میں ارم الوداد کی نقل الوداد کو پیش کیا تھا اُسے پہنچے
کچھ کچھ کا مرم اور شفاء اللہ کی نقل الوداد کو پیش کیا تھا اُسے پہنچے

بھائی کا شفاء اللہ کی نقل الوداد کو پیش کیا تھا اُسے پہنچے
بھائی کی نقل الوداد میں ارم الوداد کی نقل الوداد کو پیش کیا تھا اُسے پہنچے

والسلام، دہلا گرا

عبداللہ

دہلا گرا
علیکم امی غریب

(۲)

بسم اللہ

موسے سفید بیٹ کا مرم اور شفاء اللہ کی نقل الوداد کو پیش کیا تھا اُسے پہنچے

موسے سفید بیٹ کا مرم اور شفاء اللہ کی نقل الوداد کو پیش کیا تھا اُسے پہنچے
موسے سفید بیٹ کا مرم اور شفاء اللہ کی نقل الوداد کو پیش کیا تھا اُسے پہنچے

بھائی صاحب کے علاوہ شفاء اللہ کی نقل الوداد کو پیش کیا تھا اُسے پہنچے
موسے سفید بیٹ کا مرم اور شفاء اللہ کی نقل الوداد کو پیش کیا تھا اُسے پہنچے

موسے سفید بیٹ کا مرم اور شفاء اللہ کی نقل الوداد کو پیش کیا تھا اُسے پہنچے
موسے سفید بیٹ کا مرم اور شفاء اللہ کی نقل الوداد کو پیش کیا تھا اُسے پہنچے

عبداللہ

شفاء اللہ علیکم عبد اللطیف (مکتوبہ)

(۱)

دہلا گرا

علیکم امی غریب

موسے سفید بیٹ کا مرم اور شفاء اللہ کی نقل الوداد کو پیش کیا تھا اُسے پہنچے

موسے سفید بیٹ کا مرم اور شفاء اللہ کی نقل الوداد کو پیش کیا تھا اُسے پہنچے

موسے سفید بیٹ کا مرم اور شفاء اللہ کی نقل الوداد کو پیش کیا تھا اُسے پہنچے
موسے سفید بیٹ کا مرم اور شفاء اللہ کی نقل الوداد کو پیش کیا تھا اُسے پہنچے

موسے سفید بیٹ کا مرم اور شفاء اللہ کی نقل الوداد کو پیش کیا تھا اُسے پہنچے
موسے سفید بیٹ کا مرم اور شفاء اللہ کی نقل الوداد کو پیش کیا تھا اُسے پہنچے

والسلام، دہلا گرا

عبداللہ

دہلا گرا

(۲)

بسم اللہ

موسے سفید بیٹ کا مرم اور شفاء اللہ کی نقل الوداد کو پیش کیا تھا اُسے پہنچے

موسے سفید بیٹ کا مرم اور شفاء اللہ کی نقل الوداد کو پیش کیا تھا اُسے پہنچے
موسے سفید بیٹ کا مرم اور شفاء اللہ کی نقل الوداد کو پیش کیا تھا اُسے پہنچے

کی راتوں رات کی کاٹی سقا رہی اہدی راتوں راتوں اللہ تعالیٰ سے نہیں اور یہ غلطی کا بھروسہ ہو کر لے جاتے ہیں سب سے جنت کے لیے ہیں جو یہ لوگ گنہگار نہ تھے۔

اللہ مگر آپ کی سب کو اس گہری حقیقت کا حقیقی احساس عطا کرے اس کے بعد ہر غلطی غیریہ بن کر رہے گی۔

والسلام، دعا گو،

محمد الماجد

سب سے اعلیٰ علیٰ ربوبی و ربوبی

جب اللہ تعالیٰ سے سزا دل کے طور پر لگے گا سالانہ عہدہ نہ ملے گا کہ لڑے۔ سو خدا دلاؤ اے عیسیٰ
تھے اور کھڑے تھے اور خدا دلاؤ اللہ تعالیٰ عہدہ کے لئے نہ دے گا۔ بلکہ آخری طور سے
اللہ اے اللہ ہے۔

نکھو

محمد علی بن محمد

بسم اللہ

مادام ! السلام علیکم

عجب کہ یہ شخص علیہ السلام سب تر لکھے تو جسے کچھ سمجھ سکے اور آپ نے اسے نہیں سمجھا
نہ کہ اللہ تعالیٰ بہت زیادہ نسیان ہے اور اسے حاصل جس کی وہ اسکی واقفیت کی بنا پر نہیں لکھ سکتا اور
میں گوروں کا ماضی اور ہر حال کا کچھ کہہ رہے تھے ان کو اس وقت کے جوہر نہ پہنچا سکتے۔

"اسلام کے تانے بڑھنے کا نہیں دنیا سے وہ خفاں ایک اور جب ایک ایک مشاقق اور ہر قسم کی حقیقت
سے کر دیا اور اس اکتشاف کا سہرا "اسلم علیکم" العارفانہ لکھے رہا۔ ماضی اور خوب سمجھتے ہیں ان کا
عصر وہ اب سے گراں کے اس حقیقی لطیف کا میں ایک اور باطنی دان سے سمجھتی نہیں کر سکتا تھا، اللہ
انہیں عجز و عجز عطا کرے اور آپ اس طرح اللہ سے نزلے اگلا کرتے ہیں۔

خدا ایک بات میرے کام کی ان کے ان خوب مل گئی تھی سیدہ بنی العزیز کا لڑکا چھوڑا تھا۔
اس کو لے کر لے کر ساتویں اور اسیوں میں تھے سب لوگ ان کی طرف سے پاسن لایوں ہر کا
تھا ۱۰۶۵ سال بعد آپ نے یہ خوشخبری سنائی۔

آپ کا اعلان صحیحی خاصا دلچسپ اور سیدنا آواز ہے۔ جو دنیا کی ترنازعہ اور بے فلسفہ
سائنس سلسلے میں عالم کا کھریج ہے۔

یہ خط ہم سب کو لکھا کہ عبادت نامہ پر لکھو لڑکی جیڑا کہ اللہ اب تو کچھ اور بہت لگنے کی مل
گئی۔ یہ لکھا ہے کہ حق تعالیٰ پر نظر اگر اوقات کی طرف سے کی تو اس کی کڑے گی ان کو بھی
اس کی اطلاع کاروں کا۔

والسلام، دعا گو،
محمد الماجد

مولانا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ

دعا گو

۲۰ مئی ۱۹۲۵ء

بسم اللہ

مادام ! السلام علیکم

و اللہ کا ذکر کھڑے ہو گیا اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ عبادت بڑی سنگ دلی ہو گئی۔ بہتر ہی پر لکھا اللہ سے
خود کا وفات میں رہ گیا تھا۔

پانچوں بیابان در سر پر جلیں سادہ و خدو بیجان اللہ تعالیٰ افضل اس کے کہ لکھا۔ ایسے
شاعر کا خود اپنے کو کچھ خواں بننا جو ایک شاعر ہے کاش ایسے کچھ خواں بہت سے ہوتے
تیسری دنیا کی کیا کہنا انھیں بدشگونی۔

یہ حق فرد ہمارے کہیے، بہت سی ہوجائیں تو مجبور انشاء اللہ بہت کا راز کھلے گا،
اور حضرت راعی کا پورا یعنی پڑائے زبانی گوئی کی طرح مدحوں انشاء اللہ روشن رہے گا۔
والسلام، دعا گو، دعا گو،

محمد الماجد

شیخ ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ

محمد

۲۰ مئی ۱۹۲۵ء

بسم اللہ

حضرت دلا ! السلام علیکم

میں نے منہ کر لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کے واسطے کہ سے اور
مجبوروں کی سعادت اور خوش اس آواز عطا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس میں کھریج ہو جائے تو

اور کیا ہوا

مردی بکالت سے باری تعالیٰ سے بھی دور ترین نصیب میں، میرا دل آپ زخم اندھیرے
 فرمائے مستم۔
 بہر حال یہ تیر کیا کر دل باغ ہر گیا اور زبان ہی سے نہیں کہنا چاہیے کہ رو میں رو میں سے
 آپ کے قہر میں تو ملے بغیر نہ کی۔
 والسلام کو دعا گو و دعا خواہ
 عبدالمجید

ڈاکٹر امجد احمد (۲۴ جون)

دریاد

۱۱ ستمبر ۱۹۵۰ء

بسم اللہ

ما سب من السلام علیکم

”بیضاقت“ بابت نور علی بن نظر سلسلے سے

تھیں اخلاص کا ڈر نہ تھا تو ان کے دل نے یہ اختیار یہ صلاح دی کہ اس ساری ساری ہمارے ایک
 خوب بلا سامان کیجی کہ جس کے دیکھ کر سبحان اللہ و افاض اللہ
 ہر دن نہ جانا کہ یہ سب کچھ ہمیں یہ یہ طے ہو گیا
 عورت ہو کر شیطانی، غرضی، اور اسلام بیخود کی تپائی تپید رہاں و مجاہدوں کے
 باوجود اس کی صحت کو نہ توڑا۔

۵۔ دیر ترم کہ بارہ فرسٹش از کیا مشنید

۶۔ کفر زنیہ الدین کا ہی سہا اس کی برین بڑا قتل و اداس۔

والسلام کو دعا گو و دعا خواہ

عبدالمجید

سلسلہ پر اشعار و مصرع کے صحیح الفاظ ہیں۔

دیکھنا تھوڑی لگت، اگر ہمارے سنے کہا

شہدے جانا کہ گویا جیسا میرے دل چاہے

شیخ احمد دہلوی

دریاد

۳۱ فروری ۱۹۵۰ء

بسم اللہ

”نفاذی الحرات“ کے نفاذی حرات پر کچھ کہتا سونے کہہاں ہے کھانا، بات سورت
 کی طرف روشنی ہے۔

آداب آمد و میل آفتاب

ہیں کہ جو کچھ ملا ہے نہیں سے ملا ہے۔

مبارک ہیں وہ نہیں اس کی خدمت کی کوئی توفیق ہو جائے۔ و السلام

عبدالمجید

ضمیمہ ۱۰ (۱۱ ستمبر ۱۹۵۰ء)

ماہنامہ آفتاب کی ساری ساری حیات میں علم کے غور و فکر و حیات کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا گیا
 تھا۔ اور آج کی کوئی خود غور و فکر و حیات میں اس سلسلے میں طلب کی گئی تھی۔

دریاد

۶ مئی ۱۹۵۰ء

میرم نیاز کو شاہ! و شکم استہم

عمر نامہ پہلی حیات ہی ہو گئی۔ ایک سب کال کیسے آکا لوں کہ ہر دم سے کہے اور اپنی
 ”داستانِ حیات“ پہنچوں کہ کتنا ہے۔

نکین بہر حال فریادیں ایک ”مٹی“ کہ زبان سے ہر گز ہے نہ کچھ کہ ”مٹی“ کہ
 یہ تاب و توانی کہاں کہ تر تالی کہے۔ انشاء اللہ تیل جوں توں اور کچھ کہ۔ ہفتہ عشرہ

فالتام

دعا گو و دعا خواہ:

عبدالمجید

فیاضین ایضاً نے سلاطین کے لئے جو خدمت و محنت کے لئے جو خدمت کا حق ہو گا
نے اسے قبول کر لیا تھا اور تھیں اور ان کے لئے حق اب حالات کے ساتھ صاحب حالات کی
تصور چاہئے کہ یہ تصویر کی قرائت کی تھی، سلاطین کے تصور کی قرائت سے صحت کلی۔

دریاد

۲۵ جنوری ۱۹۰۶ء

بسم اللہ

مہربان مہندہ! آداب و تسلیات

عشق و مزبور فی حضرت گزشتہ و گزشتہ کیا خوب

ہم کو تسلیم عوامی فسر ہار نہیں

اس تصویر اور عوامی کی قرائت میں گزشتہ سے ایسا آئینہ بھی اپنا کس دیتا
گوارا نہیں ہے ان ہوں کہ تھیں سے صحت کی الفا میں پیش کروں۔

رہا گرو دعا خواہ

عبد الماجد

مہذب نگوی (مکتوب)

(۱)

نکستہ

۱۰ اکتوبر ۱۹۰۶ء

بسم اللہ

گرم تر! تسلیم

- (۱) کشور کے تمام کنڈیاں سے بار بار عادیہ سننے میں آیا کہ حضرت میں ہار جرتے آگے ہے
نہار جرتے پہلے ہار مقدم ہار ہار کے۔ آپ کے وقت میں جرتے کا یہ تعریف دیکھنے میں آیا۔
(۲) چیل چیلان و کاندھوں کی زبان ہے مجھے یہ ان کی کوشش دان ہی کے سن میں متعلق ہے۔
(۳) سیتل پر مان اگلی میں میرے لئے کے آستاد ایک نگہنوی سیتل پر سن لای تھے ان کنڈیاں ہر
۱۱۰۰ کا شہر بار گیا دیں بار بار دونوں کو ہار کے ساتھ رہا تھا ایسا کہ کھنکھنے کے معنی ملوں کا اب بھی ہر
میرا کہنے کے معنی ملتا ہے بعض ملوں کا ہے۔
و استقام و دماغ
عبد الماجد

بسم اللہ

عبد دم و حکوم! استقام علیکم

میرزا آقا کے اس بیان اور ان کے سلاطین کے شروع میں اسلام کو خوش چھپا ہے یہ لوگ انہیں
شک کر سکتے ہیں کہ تھے یہ طریقہ ہم رنگ ہیں، دوسرے روٹھنوں میں ہیں ہیں نقد و
موجود ہے۔

آگیا کوئی قری مسلم ان کا تائید کا بھی ہے یا یہ میں ہو گاتا ہے۔ خدا کے آپ ہم طرف

ت ہوں۔

والسلام

عبد الماجد

مکتوب (۱) - تقریباً ۱۸۰۰

دریاد

۲۸ دسمبر ۱۹۰۶ء

بسم اللہ

برادر! و علیکم السلام

عنايت نامہ کہ روز ہونے لگ گیا تھا جواب دینا کہ جب کہ میں سے آگیا اور کہ اس سلاطین
میرزا آقا کے آخری ملوں کو لیا کہ خوب۔

کوئی دوسری ہو گئے کہ آپ کی طرف سے کہ چھپا ہوا ہے نہ کوئی انہیں سلاطین کا لکھ چکی
اور نہ اور دوسرے اور۔

میں اب یہ تری ملوں میں ایسی تو نہ تھی
رک آدھ ماسنہ جت کے اپنے لاک کا مل اور ملوں سے عادی کر لائی وہ تو اب ملوں
ہا ہر ہے کہ اتنی جت ہم ایک کہاں سے لاسکتے ہے۔

اب بظاہر ہر رنگ ہر ملاتوں کا کیا صورت۔
رشدید مدعی سے ملاتوں نہ ملوں کے بعد کوئی ایسا نہ آگے ملوں کی شکایت میں مجھے
رہ کر سکتا میں نے شہیدان سے کہیں چھپا کر دھونکا ہوا نقد نے میں شہیدان کی میری کر لائی

دل اس کے دل آپ کے سے بھرے جاتا ہے !

لکھ کے بہت سے دوست احباب زندہ و زوم یاد آتے ہیں خصوصاً رئیس جعفری

والسلام، ڈاکٹر محمد عارف،

محمد الامجد

محمد امجد (شاہجہان، بھون بھون)

در یاد

۳ نومبر ۱۹۵۹ء

بسم اللہ

مکرم بندہ ! وحید الاسلام

(۱) "میں کتنے بار اپولہ فکر و محنت سے بیٹھتا ہوں کہ ان کے ترکیب و تعلق آپ کو

دیکھ کر مجھے ایک معنی ارادہ کرتا، ارادہ ہوتا، ارادہ کہ ان سب آدمیوں کو مل کر

(۲) "میں کتنے شاکر کہ میں نے یہ قاعدہ عربی غلط ہے، مجھے اندویش و غم ہی نہیں غم

زبان پر بھی کثرت سے آئے لگے ہیں۔ اب اسے اندویش غلط کہنا مشکل ہو گیا ہے، میں خود

کہتا ہوں اور اس کے بجائے "میں نے" شکر گزار دیکھ دیتا ہوں۔

سب قاعدوں سے مقدم اہل زبان کا استعمال غلط و دروغ ہے۔

والسلام

محمد امجد

سید محمود الاسلام ندوی (میرٹھ)

در یاد

۳۱ دسمبر ۱۹۵۹ء

بسم اللہ

محترم و مہربان ! وحید الاسلام

"انجیل مقررہ و منقطعہ" کے آگے میں ہر جگہ آرزوی گفت میں دیکھتا

ہوں کہ بعض الفاظ ایسے بھی زبان میں آتے ہیں جو عام لوگوں کے لیے بہت محدود ہیں

اندیشہ ہیں، عام استعمال میں نہیں آتے جو اس لیے گفت میں نہیں پاتے۔

"انجیل" میں آگے اسلام آتا ہے، ماسیاد قرآن ہی ساتھ بہت قلیل استعمال اور صرف

لکھ میں ہی، بعضے ذات شریف، شریف کے معنی میں جو حضرت ہیں، قرآن شریف کے معنی

میں آتا ہے، ان کے معنی میں ہوتا ہے۔

شاہجہان کی زبان میں "انجیل" کے معنی میں استعمال نہیں ہوتا ہے اس لیے اہل معرفت کے

میں یہ سمجھ کر مناسب کہ میں ان الفاظ اور کلمات میں شک ہے انہیں متفقہ میں لکھا گیا۔

والسلام، ڈاکٹر

محمد امجد

عبدالحق (شاہجہان، بھون بھون)

عبدالحق صاحب کے والد امجد کے انتقال پر بہت غم میں تھا۔

در یاد

۱۰ فروری ۱۹۵۹ء

بسم اللہ

محترم ! السلام علیکم

میں نے سنا تھا، اور یاد ہے کہ آپ کا "قرآن" تحریر ہوا۔ "انجیل" کو "انجیل" کے معنی میں

میں نے سنا تھا، اور یاد ہے کہ آپ کا "قرآن" تحریر ہوا۔ "انجیل" کو "انجیل" کے معنی میں

میں نے سنا تھا، اور یاد ہے کہ آپ کا "قرآن" تحریر ہوا۔ "انجیل" کو "انجیل" کے معنی میں

میں نے سنا تھا، اور یاد ہے کہ آپ کا "قرآن" تحریر ہوا۔ "انجیل" کو "انجیل" کے معنی میں

والسلام، ڈاکٹر محمد عارف،

محمد امجد

(۲)

بسم اللہ

در یاد

۳ جون ۱۹۵۹ء

محترم ! السلام علیکم

عزیزم ۱ ویکرم انتقام

بچوں اور بزرگوں کی۔ بزرگوں کی نہیں "محدودین" بھی نہیں البتہ آپ کے من کی ۵۵ رکھتے ہوئے نیکل انشاؤں پر اب نگہ دیا ہوں۔

ی۔ اں دربار جامعہ میں حلقہ میں کے محققین سے پڑھی اور استفادہ کیا، میرا معمول تو اب تک حلقہ میں گھسنے کا تھا، فیصلے بھی یہی رہا ہے۔

اگلے کس اعتراف کے ذریعہ ان امور پر مجبور ہے اس میں اشیاء میں موجود نہیں اس لیے قیاس بھی ہر طرح کے انہوں نے اسے درپیش میں رکھا ہوگا۔ اشتقاق میں بحث کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھتی، لیکن اصل جڑ پر ضحاک اور شرفائے اب کے لانا کا ہے، میں اب تک استعمال غالب مع "کا" محکم تھا، اب اس بحث سے مطلع ہوا کہ درود عربی کے دلائل میں غلطی تھی، لکھتے ہیں ایسے موقع پر توسیع اختیار کرنا چاہیے جیسا کہ ترکیہ کے دلائل میں بخیر ہوتا ہے، اس لیے میں "قرع" ہی سے پرستے گئے جانوں کا لیکن جو حضرت ابن کے عیسے گئے اسے بھی غلط نہیں سمجھ سکتا، جس حلقہ میں کلیر "اشیاء" میں لکھی جانے لگیں گے۔

انتقام

عبد المجاہد

(۲)

بہ سلامت خدا کا ایک ثابت خدا صفت ہے، جو تمام اہل الکلام کے لئے قرآن سے جدا ہے، اس لئے وہ برحق، شگفتہ میں مذکور ہوتا ہے، اس میں صفات پر ہر اہل آبادی نے بغیر علم کے ایک خط میں تنقید کیا، نیز پھر ہر حد سے علم کے شمار سے یہ ثابت کر دیا، تاہم تائب میں خدا کا ایک ثابت میں تھا، ذیل میں مولانا اور اوی کا یہ خط پیش خدمت ہے، ماقوم میں بغیر کاؤٹ میں نقل کر دیا گیا ہے۔

جناب من! السلام علیکم

تازہ جامعہ میں ایک مضمون مولانا ابوالکلام پر ایک خاتون کے قلم سے ہے۔ موصوفہ کے نہایت معتقدات جو کچھ میں میں یہاں صرف ان قواعد سے متعلق لکھ کر لکھتا ہے، جو موصوفہ پر لکھا ہیں۔ میں خود شریک جلتھا، اسی چیزوں کے بڑی ہی چوب جاننے سے آپ کے پرچے کی نقاہت پر حیرت آتا ہے۔ اور نہ بزرگوں کے قریبی چیزیں آگے بڑھتی ہیں جانیں گی۔

(۱) معلم لیلوں کا ایک جلیقہ تھا، اجاس مستر پر غور کرنے کے لیے کہوں میں جی ہوا تھا۔

یہ طلبہ ایک جگہ اجلاس مسلم پیر و شیخ فاضل کتب میں لکھا، جس کے سرچشمہ خواص عزیمت و کرم پیر تمام اہل ہر طبقہ کے لوگ تھے۔

(۲) "سات گزراں گزراں نہیں ہوئی"۔ اجلاس کی کئی میں نشست رات کو نہیں ہوئی تھی۔ ہر نشست دکان میں ہی ہوتی تھی۔

(۳) جناب ابوالکلام کو حکومت دکن کے قرون سے اس خدمت میں مامور کیے گئے تھے۔ اہل ہا میں یہ بات کو کئی ثبوت شریعی، انصاف، تقاضا کی کسی سہلہ سے موجود ہو نہیں۔ لوہا ابدا ہوگا، جی سیکرٹری لکھنؤ شاہیہ ہزار سے ابوالکلام کے جی میں اس قدر تھی کہ جی چند لوگ تھے۔

(۴) ہم نے جانے بوجھنے کی ایک میں کئی ماہوں میں لکھا گیا۔ شرب و بقیہ شرب کا بہت قرضہ لیا ہوا ہے، باقی افسوس؟ اس کے سوا اور کچھ ذرا کا نام تو کس کے بلے کے شریک اور خلفشار سے آگے گئے تھے اور اس کے بلے کے بیٹے کے کئی کئی فیصلہ پر حال کرنا ہے۔

(۵) اب ان کے سر حکومت کی ڈیوٹی پر بھیجے گئے تھے۔ حکومت کی ڈیوٹی پر سر بھیجے کا قطعاً کئی سوال ہیں، میں نہیں آیا۔ مولانا محمد علی کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا کہ یہاں بھی اور یہاں بھی جنت! اسی تو میں ختم ہونے والی نہیں، کلام اگر کرنا ہے تو اس بڑے مع سے اپنے چند قابل اعتماد افراد سے بھی بھیجیے، اور انھیں مادہ ایک دسہ حکومت سے نمبر دیکھ کر کام اُن کے پر کر دیجیے، چنانچہ میں ملے، میں اس مضمون کا پیش کرنا ہوں۔

(۶) ایک آزادی دہائی تھی جس میں کوئی کلائی نہ لکھی، جس کی جگہ اس میں "موصوفہ" میں نقل کر کے میں نے لکھی، کا سوال کسی طرف سے میں ہوا، اس میں دھکی کا "دو قول" میں خیر اپنے اپنے دلائل میں کرتے رہے۔

(۷) "یوں ہی کا گورنر بھی بطور اعزاز ہی نہیں کے موجود تھا۔" اس افسانہ کو در واقعیت سے کئی تعلق نہیں۔ نقلی رسم، انٹینٹ گورنر، ابجاس گورنر کے۔

(۸) اس کی موجودگی میں بڑے بڑے شریک لیلوں کے غیر ٹیچر کیے تھے..... لکھنؤ لیت و درود و ساہوکارم گورنر صاحب کے چشمہ و برود دیکھ رہے تھے، بوکھا اٹھے، موفیدی شامی۔

(۹) سب ہی لیلوں کے مولانا پرنا دازے کے۔ وہ دن لوگ تھے، جن میں بہت خطاب خطاب ہوا ہے!

(۱۰) "آپ کو مولانا کی کمر کا شیخ سے صحبت ہوئے کہ آج اس شیخ پر کرم میری زبان کو لک

حکایت ایک مدائنہ لائق اظہار شرم و حسہ... اگر کوئی طاقت میں نظر کرے
 تو مٹا دینے سے آوازیں اٹھنا شروع ہو جائیں اللہ اس کے ہاتھ سے ہیں جس کی ناکھار لیتی
 دھم پر مقرر ہوا میں نے لکھا

اسد اللہ (دکن)

دلیار

۲ دسمبر ۱۹۶۷ء

بسم اللہ

برادر دم! وسیع سلامت

۲۰ فروری کا لکھا ہوا خط پڑھوں۔ ۲۰ فروری کو کراچی کی پرستش جگہ گواہی دیا کہ انتظام بھی
 ایسا یاد ہوا کرتا ہوتا تھا اگر تو یہ کہہ!

میری کتاب کی خوش قسمتی کہ آخری عشرہ رمضان المبارک میں تیرے خط آپ کی نظر
 سے گزرا۔ ظاہر ہے کہ جب خط کی عبارت میں میں نے کہا کہ اس افراد کا جگہ سوات سے آپ
 نے کام لیا ہے تو دعا ہے میری آپ کی سب سے کام لینے والے نہ تھے۔ مومن مسافر وکیل مددہ وادری
 دعا اور وہ میری آخری عشرہ رمضان المبارک میں انشا کبر۔

آگ آئے خط کھینچنے کی فریت آئے قربانیت کھیل کر انھیں سے ضرور کاویں مٹی دلی کہاں تھا،
 تعلق کسی خاندان سے تھا، تبدیل کیا کہاں پائی اور کہاں تک کاویں۔

انشاء اللہ شہنشاہی ہوگی، دیکھ کر افسوس ہے کہ کھانا نہ کچھ لایا نہ تھا نہ جسے قربان
 چل گیا۔

آنکھوں سے بڑی حد تک منظور ہو گیا ہوں اپنا نہ خود نہیں بڑھ سکتا دوسروں سے
 گھبرا کر چھوٹا ہوں۔

والسلام

محمد امجد

جواہری دلیوی (دہلی)

بھوپال کے مٹریں سونا دیا بڑی سے نواب کا بیا بیچ کا راجا دیکھ کر کہہ دے گا میں
 کاٹھیں پٹا ہوا شیک اس وقت صاحب سے دعا ہے کہ وہ بھی میرے جیسا ہو جائے

لے اس نوٹ کے تمام اقتباسات، البتہ کہ راجہ سے متعلق ہیں، اشعار کے لیے لکھے ہیں، البتہ کہ ان کے

نوٹ اس کے لیے لکھے گئے ہیں کہ ان کا رسید کر کے ایک گناہ ہے، یہی بات مرانا ہے
 غلامی قریب لڑائی ہے۔

دلیار

۲۰ دسمبر ۱۹۶۷ء

بسم اللہ

فرید مسلمان! السلام علیکم

یہ اچھا خاقانی ہے ساتھ ہی غرض اشتیاق سے میں نے پلے پلے ہی پیر سے تھا یہ کہیے!
 برتے انکار و سبحان اللہ فورا ناک سے۔

اچھا آئی تمہاری باتوں بات گناہ نہ ہے

السلام۔

محمد۔ محلے کو جانے کر۔ دلی شکر گوارا ہر حال ہوں۔

والسلام

محمد امجد

فک ٹام دلی۔ قمر سے مراد کتاب الیاسی وصالہ "تحریر" دیکھو۔

دلیار

۲۰ دسمبر ۱۹۶۷ء

بسم اللہ

مرحباً بندہ! التلیات

مرحباً میرے گراں سے مضمون میں مضمون کی فرمائش اور اس سے جو بصیرت توڑا یہ کہی
 نہیں دیکھا اس بات سے مجھ پر جو حد تک رحم رہا ہے! اپنی سہولت کام تو اسلام کس طرح
 افسوس ہوا کہ یہ دیکھ کر نہ تھی کہ وہ نہ سوا، بجز فرنگ کے اور عدالت کے فیصلے
 کے اور کیا کروں۔

میرے جو جن رضوی سے ملاقات آئی کہ نہیں کوئی ۲۰ سال قبل کہ ہے، ان کے کالاب اور
 کی اگر مجھ سے نہ ہو جس حد تک کہیں تو نہیں کہہ سکتا ہوں اور ان کی تفرور کی کہہ دے شعور کے
 ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ وہ ان چند گنے چنے لوگوں میں ہیں جن سے دوستی ہوتی ہے اور جس خیریاں
 ہوتی ہیں، انصاف، بلاغت، مصلحت، اخلاق، ایسے صاف اضافی ہیں، سب

دوں ————— ہونے سے پہلے اور ان کا پہلے سے متاثر ہو گا کہ ان سے ملے ان کے گشتی کے قابل نہیں
نہ جانتے اور سمجھتے ہوئے دانکے بنا سکتے ہیں، ان کے اثر رکھنا جانتے ہیں۔

مزان و ملاقات اور مشورہ و تقریریں وہاں تک پہنچیں ہیں، امید ہے کہ اس فرق کو خاص طور پر
طرز کار رکھا جائے گا۔ دیگر غرضی و ملاقات کے حصان میں، جو لطیف فرقہ ہے اسے نظر انداز نہیں
کیا جائے گا۔

خاصہ میں ایک اور غرضیوں میں ملے اور تمام ان سب اوصاف کے ساتھ ہوتے ہیں، دیگر
بہتر نتیجہ ہے کہ سیکرین میں خوب کنکر رکھا جائے گا۔ بالی کنکر کو تمام کنکر نگاری بھی پروردگار
کرنے پائے، مضامین معمولی، حالات معمولی، نگارشات معمولی وغیرہ کے نام سے کسی ہونے نکل چکے
ہیں، کہ اگر ان میں ترغیب دی جائے۔

لطیف، اشک، غرضی نگاری کی خالص رہا، مگر آدھی کے ہاں کثرت سے نہیں گی، کرنی
دیر سے کہ کے قواعد دیکھ کر اور ذرا بعد تر کسی طرح جھوٹے والی بھی نہیں۔

غیر مشہور اور سنگام نکلے والوں میں یہ دو ایک از مرز تند وانی کے نکلی ہیں، ایک مستند
منور و اعلیٰ دہائی منور و زور سے شیخ طلائع علی۔

لطف شایعہ مدد سے تمام ذمہ کے نایاب اور شخصیت پر گولڈنک بک بنی جاتی ہے، اس کی
خلاص اور بھی سکول میں بہت نہیں گی۔ اور اگر انہیں بہتر قیمت پر بیعت شروع ہوئی تھی،
اس میں ان غرضیوں طرف داران قریب ہی اس سطح پر آئے تھے۔ ملاقاتی غرضیوں داران قریب ہر جرم کے
ناتیں۔ ————— ایک طرف ان غرضیوں میں ان کے نام اور دوسری طرف ان کی محبت، سہاویہ تمام
کے نام؟

ہاں، ایک اور غرضی سب کے لئے اسے اگر مسیح خدائے عالم سے مل جاتے ہیں۔

مولانا ابوالکلام کا جو مقام اور جانتا ہے وہ غرضیوں میں ہی ہے، سچے حال کے نکلنے والوں
میں شمولیت غرضی اور شیعہ تمدنی، انسانی و انتقامی، سادگی، پختی اور کینا لال کی ہو۔

ہر شے میں اتنا قرار و رساں اور سنگباری میں ہی ایک دوسرے سے غرضیوں نے اُچھالی تھی، ان
سے بھی کٹر کر کے گورے گا، انہیں بھی نیشا لانی ہے۔ ————— ایک غرضی، صاحب رسالہ
کچے ہیں، شریعت کا طعنا دہریوں طرف سے جواب نہ دے، غرضیت کا آدرا۔

وہیں ملے طعنا۔ ایک رسالہ عنوان ہوتا ہے، تنقید اب دیکھو ان کے معنی میں، معنی جواب نہ نکلتا
ہے، کتاب پڑھ کر ان کے معنی میں، یہ سب سے آسان آتی ہے کہ کر دیکھو ایک ایسے کہ کتاب نہ
دیکھتے جواب نہ نکلتا ہے، آگے جو کہ ان کا پیغام قرار دیا جو نہ —————
اس شخص کی کہ آپ نے نہ کلائی کر لکھ دیکھا۔

ایک مستقل عنوان "ملا کر کلام کا سفر طرائف و لطائف" دیکھو، اور دیکھو، اس کی ابتدا دیکھو
میر سید سے کہو ————— ایسے معنیات نامہ غرضی مضمون بن جائے۔

والسلام،
عبدالمجید

بیکس ایم آدرا

دیر اور دیر کو

بسم اللہ

عزت! و سلامات

آپ کا رسالہ اپنے لٹریٹ کے آگے تیار اور میرا میں افتخار شدہ نکلے گا، آپ کا کتبہ میں
لیجیو ہے کہ کتبہ پتہ ان صاحب آپ ہی سے اسے نکلے، سادگی کے جواز و مدد ہم ان کا مسکرت
مدد سے زریعہ ہوا، اور کہ اصل اس میں شہرہ میں نہیں، لیکن یہ نکلے گا کہ
کتاب کی کہ جہت نہیں ہوئی کہ کتاب شہرہ اور نکلے دیکھا، سادگی رسول ہے، معافا خدا آپ ہی فرمائیے
ایسے وقتوں پر گولڈنک بک کے میرے۔

پیشہ کار کھانا کہ ————— بخدا ایسا افتخار نکلے کہ ہرے بیرون روز ہا ہے، جیسا کہ
کیسے مسلمان ہیں کہ یہ شرف ان غرضیت کے دیا ہو جیتے ہیں۔

والسلام
عبدالمجید

نمبر ۹ جو چاہے کہ اس میں "سلام" کے معنی پر ایک مفصل نوٹ ہے، دیکھو کہ ہاں
کہ ایک پرچہ آپ کو دست میں بھیج دیا جائے۔

مالیہ اصطلاحات کے مختصر رسالے (۱)

(۱)

اصطلاحات کے جو اس سال میں جاری کیے گئے ہیں ان میں سے ایک اصطلاح یہ ہے کہ ایک ادارہ کا صورت نامہ
میں صاحب سے اٹھا کر جو اس وقت کے مالدار کے لئے لکھا جاتا ہے۔ یہ صورت نامہ ہی کہلاتا ہے۔

دہلی دار

۲۴ فروری ۱۹۵۹ء

بسم اللہ

کرم گستا اسلام علیکم

مذاکرہ کے پہلے کچھ سو فی صد صاحب سے شکریہ ادا کیا جائے گا کہ ان کے لئے یہ سہولت
لیکن سوچا کہ آپ سے تعزیت کی گئی ہے آپ کو کیا کہیں کہ جس بڑی قدرتی آپ سے طلب کی گئی ہے آپ
کا خوف کتنی عزت کے لئے کیا گیا ہے۔ و مایا لہما الی الذین صبروا و مالہما الا و حنیہ عظیمہ۔
میں تو آپ کے صحرائے غریب ہی کا ذکر کیا کہ صاحب سے شکریہ عرض کرنا تھا کہ یہ سہولت آپ کو
نصیب ہو اور کہیں کیے جاسکے۔ افسران آپ سے کہنے گئے کہ اس آخری افسران کی ہمارے تمام کافر تائب
سے جڑ گیا۔ افسران کا کام اعلیٰ و نازلہ کو دیکھ کر دیکھنا ہے اس کا کوئی اندازہ
ہی نہیں ہو سکتا۔

جوان ہر مذہب و مکتب کی طرف سے ملتا ہے۔ اگر کوئی معاملہ ہے۔ ادا کیا کہ ہم اگر کوئی شے تھے تو یہی
نہیں ہو سکتا۔

انشاء ہو کہ ان کے سامنے یہ سہولت کی گئی ہے۔ ادا کیا کہ ہم اگر کوئی شے تھے تو یہی
نہیں ہو سکتا۔

والسلام علیکم

دعا گو و شکر کیلئے

عبداللہ

(۲)

دہلی دار

۲۴ فروری ۱۹۵۹ء

بسم اللہ

کرم گستا و طیبات سلام

آپ کا خط ملا۔ اس میں آپ کا کہنا تھا کہ اس کو سہولت کے ساتھ

محسوس کیا کہ گھنٹی میں آپ سے ملاقات کا وقت ایک وقت سے چھوڑ دیا۔

آپ کا تازہ مجبور کلام کہہ دینے کے لئے میں لکھا تھا۔ اس کے بعد صاحب کا دربار خوب ہی ہے۔
گواہی دے رہا تھا کہ یہ سہولت ہے۔ ادا کیا کہ ہم اگر کوئی شے تھے تو یہی
نہیں ہو سکتا۔

والسلام علیکم

عبداللہ

تذکرہ طبقاتی درباری

(۱)

مکتبہ دار کے لئے کہ اس کے اختتام پر لاہور میں مکتبہ

دہلی دار

۲۴ فروری ۱۹۵۹ء

لغات و کلام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہم۔ اعلیٰ درجہ دار ہے۔

دارہ اعلیٰ کا مکتبہ ہر قسم میں ایک ساٹھ سو روپے اور دریا میں سب سے بڑی قیمت ہی رہتا ہے۔ آپ
غیر امت سے کہتے ہیں کہ اس کے لئے ایک سو روپے کا مکتبہ کا استعمال ایک سو روپے کا
مکتبہ کر لیا۔

آپ کو سہولت کے لئے کہ اس کے لئے ایک سو روپے کا مکتبہ

والسلام

عبداللہ

(۲)

پہلے ایک مولانا کو یہ مکتبہ دیا گیا تھا۔ وہ یہاں آئے کہ ان کے لئے ایک سو روپے کا مکتبہ
کے لئے ایک سو روپے کا مکتبہ دیا گیا تھا۔ وہ یہاں آئے کہ ان کے لئے ایک سو روپے کا مکتبہ
کے لئے ایک سو روپے کا مکتبہ دیا گیا تھا۔

دہلی دار

۲۴ فروری ۱۹۵۹ء

بسم اللہ

حضرت کرم! السلام علیکم

و انکو کہان "مفسر کا صمد" بیان آتے ہیں جو لایا۔ بجاں انہو کا مشہور کلمہ تھا کہ آپ کو شہر میں
 پہنچیں اس قدر توجہ حاصل ہے۔ دیکھ اعلیٰ اندر
 کیا کیا قافیے نکالے ہیں انہیں کہتے مضمونہ باہر ہیں۔ دیکھو دشاغر ملک کے ہیں چکے گھڑی جاتیں،
 دیکھیں سے بھولنا انکی لڑائی لڑائی میں سے آدھ میں کیا آدھ آدھ ہے۔

غرض راج تو بحیثیت ایک بچے کا نام ناز کے آپ تھے ہی آپ معلوم ہوا کہ ان کا مشہور غرض لکھیں اس
 درج میں ہیں۔ مانتا مشہور
 واسلام
 دیکھو گورو کاغداد
 عبداللہ

(۳)

دہلی دار

۱۲۵۵ھ

بسم اللہ

عبد موم و موم! دیکھو اسلام

آپ کی انکھ کا مشہور کیا ہے آپ نے بہترین کی انکھیں کھول دیں اور مجھے یہ دونوں کو بھی اپنی بساؤں کے
 ساتھ لکھ کر دکھائی نظر آنے لگیں۔

نور انستوت والا درویش میرت و بصارت والوں میں میں ترقی بخشے اور انہو کو مثنیٰ ادب و معرفت و تقویٰ
 پہنچا کہ انکو لڑائی پروردہ کے۔

"صدق" میں بھی انکا مشہور ہو کر آئے گا۔

واسلام

دیکھو گورو کاغداد

عبداللہ

(۴)

مکتوب الہ کہ بغیر حیات کے انتہائی پروردہ مکتوب۔

دہلی دار

۱۲۵۵ھ

بسم اللہ

برادر موم! اسلام علیکم ورحمۃ اللہ

ساتھ نے دل کا انتہائی مل لیا۔ آقا پیر کا آقا پیر لڑا چکے ہیں۔

تکلیف نمانی کہ یہ جرم سے احتیاجی سمجھنا ہوا کہ اس کے اس میں ایکسپرٹ فیصد حیات کی مفادرت ہے
 انہو کو آپ اس وقت اور عزت کے ساتھ کہ جاتیں گے جو آپ کے مرنے پر علم و فضل و شرفت کے
 قریب شان ہے۔ جسے پڑھ کر اس میں علم علی الاطلاق شناس اور کون اور اسے اسے سب سے عظیم و عظیم
 کے کثرت و عظمت ثابت ہوتے تھے آپ کا وہ اسان بھی ہونے والا تھا۔

انہو کو عموماً کہتے ہیں کہ وہ جنت العجب کہ وہ آپ کے رفیق و مددگار کی انکا مشہور کا سبب بنائے۔
 محمد صلی علیہ السلام اس کا ذکر کرنا کا اکثر سے لڑیں کہ انکا مانتے مغیبت و ایدیلی مراد کا موقع ہے۔
 ان کا مشہور نام زندگی اور سکون تک آپ سے خدمت ہو جائے، وہ اپنا آپ کو کہاں کہ اس مشہور کی منت
 رحمت و توفیق کا موقع ہی گیا۔
 واسلام، دیکھو گورو کاغداد
 عبداللہ

(۱)

طاجر حسن کا گورو

مکتوب الہ ملائی گورو اس مکتوبت نور اللغات کے پرستہ میں انہو کو تحقیق لغات اللہ
 ساتیات میں پتہ دارا کہ ہے جانتیں انہو کا تحقیق ہی کے سلسلے میں مولانا دیا
 بدین کا خفا کیا تھا اس کا جواب ہے۔ آخر میں اشارہ فرمادے اور پڑھ کر انکی
 نیر و تمام لغت کے کام کی طرف ہے۔ اب اس کا نام انہو کو کثرت و توفیق ہے۔
 دہلی دار

۱۲۵۵ھ

بسم اللہ

برادر موم! علیکم السلام

۱۔ "نقل" کے لیے میں نے اپنی تفسیر میں لکھ کر انہو سے لیکر اب اسے دوہرا کرنا
 نہیں۔ باقی آپ نے جو لکھا ہے وہ میں صحیح ہے اور اپنی جگہ بالکل کافی۔

۲۔ فریقہ پھروغیہ لکھ کر کتاب توحید میں تفسیر بر جاتے گی۔ اسماء و صفات افعال
 سب ہی اس کے تحت آجائیں گے۔ اسماء مثلاً گاراجی، معلوم، ایضاً کافرق و صفات مثلاً
 سادہ دل، سادہ مزاج، سادہ لہجہ کافرق، افعال مثلاً کھو دیکھے، لکھو ڈلیے، لکھو ماریے
 کافرق۔

مائل الفاظ کا ذخیرہ تو بہت بڑا ہے۔

۳۔ اللہ، رب، خدا کافرق ضرور لکھیے۔

۴۔ الف مقصورہ کا اطلاق جس قدر ترقی اور وسعت حاصل ہوا، بعض الف کے رد یا شق اور ان کے بھانسنے اور ان کے بھانسنے سے نکلنا۔ اصل کے بھانسنے کا علامہ یہ رہا جو عربی میں طرح میں نہ کا حروف کے بدلنے کی محنت اور میں ہے جس کے بھانسنے سے الف کے بھانسنے سے الف کے بھانسنے کے بھانسنے میں بڑی ہی وقعی پریشانی کی گئی اور معنی اور مفہوم میں ایک بیوقوفانہ آجائے گا اس لیے اس سلسلے کا میں قطعی مخالفت ہوں۔ لغت کا کام خود واحد کے میں کا نہیں۔ انگریزی کے بڑے لغت وی سی بی بی میں فاضلوں نے دل کر اور انگریزی ادب کی ہزار ہا ہونہ کی ہیں میں معنی مطالعہ کرنے کے بعد کہے ہیں۔ پاکستان میں اردو لغت کا کام اب اس بڑے پیمانے پر حکومت کی سرپرستی میں شروع ہوا ہے۔

مولیٰ نور الدین مرحوم جن سے لغت کو کر بڑا ہی جاہد کر گئے۔ واللہ اعلم عبدالماجد

(۲)

۱۶ اپریل ۱۹۶۶ء

برادر ام السلام علیکم
یوم قیام میرا جس دن انکس کا منایا جائے لکھ ہے محسن مرحوم کو خیر برائی میرے حقے میرا
ان میں کو کر صاحب نور اللغات کا بھی آجانا چاہیے کیسے عمل نہ نصرت سے معذرت ہوں۔
شیکسپیر غیبیہ معلوم ہونے پر یہ پیام عرض کروں گا انشاء اللہ۔ والسلام
دعا گو خدا خواہ عبدالماجد

(۳)

تذیب الیہ سلام مرحوم کی اس رسالے سے متفق نہیں ہوں کہ ابن کا تیل تھا کہ بربریت
کا اصل عربی ہے۔
۱۶ جنوری ۱۹۶۶ء

برادر ام السلام علیکم

کاغذات کی کٹ پلٹ میں آپ کے کرم کا شکریہ عرض کرتا ہوں۔ درحقیقت میں نے یہ سب
کہا کہ اب تک یہ کچھ نظر سے غائب تھا۔ میرا حال اس قدر نظر سے دور سے معافی چاہتا ہوں۔
بربریت یہ انگریزی لفظ Barbarian سے ماخوذ ہیں اس لیے، انگریزی میں اس کے

محسن مرحوم کی ہمہ جہتی اور غیر مذبذب کہ ہیں۔ انگریزی سے سورت ہے ادب اور کاجوئی
گیا ہے۔ قرآن کی رسم عربی سے متعلق جو سوال ہے اسے اسے تصدیق میں دے رہا ہوں۔ انشاء اللہ
آئندہ ہفتہ وار دفتر سے پہنچے گا اور آئندہ خبر ان میں جو آیتیں آئیں گے۔ والسلام
دعا گو عبدالماجد

(۳)

۱۶۹۷ء

برادر ام السلام علیکم

عربی لغات کو اپنی سلاو کے اندر گھس گھسائے سے چلا کر وہ سندس کے معرب ہونے
پر سب کا اتفاق سے نہیں سب ہی نے یہ لکھا ہے کہ عربی میں یہ لفظ باہر سے آیا ہے۔
لیکن یہ بہت کم کسی نے لکھا ہے کہ آیا کہاں سے ہے، میں کسی نے اسے اس میں نہیں سے
آیا ہے کسی نے ہندوستان کو لکھا ہے، اور کسی نے ایسی ہی کوئی چھوٹی یا ہے میں سب
نے باریک دیکھ کے لکھے ہیں۔ عربی لغت نویس کو خدا غلط مانتا ہوں یہ جہاں نہیں
انہوں نے کہا کہ کوئی دالوں سے نکلے لغات کا مسئلہ کچھ اور میں سمجھتا ہوں۔ خیال یہ
ہے کہ اس میں مدد صاحب محفل جو رہے ہیں۔ والسلام
دعا گو عبدالماجد

(۵)

۱۶ مئی ۱۹۶۶ء

برادر ام السلام علیکم

نندہ مولانا بہر حال زندگی کی قدرت مرحوم پر ہی کر رہا ہوں۔ والسلام
عبدالماجد

فروش کا شہری (۱۰۰۰)

(۱)

اس خط میں مذکور ہے کہ مولانا محمد علی صاحب دہلوی نے ایک خط لکھا تھا۔ انہوں نے
اپنی ایک کتاب کے متعلق لکھا تھا کہ اس کے بغیر مکتوب میں بہت سے
برکتیں آتی ہیں۔

۱۰۰۰

برآمد اسلام شکر

ملازم نوٹ پر مکتوب دیا گیا۔ پہلے تو دل میں آیا کہ میرے سے صبر کر جائیں۔ پھر
خیال آیا کہ ایک بل کر تو رہا ہی رہنا چاہیے۔

پہلے تو عرض ہی کی کہ بھائی صاحب نام کے آڈیٹر مقرر کیا جائے تھا۔ خیر سے چھوڑ دیے۔ کمال
آپ نے فرمایا ہے کہ ایک اہم مسئلہ شرعی کی تفتیش و تشریح کر جس پر آپ کے پاکستان میں غرض
طرح دے ملے ہوئے ہیں۔ تاہم ایک پاکستانی شخصیت کی حیثیت و قدرت قرار سے کیا ہے
یہ نیت پر عرض کیا نہیں آؤں وہ کیا ہے۔ اور پہلے ہی ایک صحت کی صحت پر عرض کیا کو تمام
مسئلہ کے بنیاد نہیں تو اور کیا ہے؟

کیا نہیں معلوم ہے کہ اس قسم کے مسائل میں؟ خود پاکستان میں ہی ایک ایسی شخصیت جنرل فیاض
اور سیکرٹری جنرل کی مثالیں مثال ہیں۔ یہاں پر بھی ایک ایسی شخصیت جنرل فیاض کی مثالیں
کیا ہو سکتا تھا؟

لکھنؤ میں ستمبر میں جو دعویٰ فیاض کی طرف سے کیا گیا تھا۔ یہ قریباً چاروں
جب تک اس نے آشنائی جاری رکھی۔ کوئی کچھ نہ بولا۔ جس میں دن خدا کا معلوم ہو ہے کہ
ایک آگ لگ گئی۔

سب سے پہلے میں نے بھی جس پر کیا تھا۔ ایک رات کسی صاحب کو لکھا اور مصیبت زدہ
ہی کے ساتھ خدا کرنا تھا۔ جس میں مکتوب میں ہی وہی خط لکھا کہ آپ حضرت کی شریعت
نے ایک مستقل مصیبت قرار سے رکھا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کے بھائی کی اولاد کا بھی خیال تھا۔
معلوم تھا تھا کہ ایک طرف ان پر پورا گیا۔ خاندان کو درباری والوں نے جو کچھ کہا اسے چھوڑ دیا۔
مستقل مسئلہ مولا عبد اللہ آبادی نے نقاب کے نام سے لکھا۔ مکتوب میں بہت سی غلطیاں
ورسائل کے صفات اسی بحث سے چرچہ ہے کہ جو تک پورا نماز چکے تھے۔

میرے صیب شام کو خط اب تک بار ہے۔ لکھا تھا کہ آپ کے خلاف یہ فرد مجرم نہیں ہے
اب اپنی صفائی میں جو کرنا چاہتے ہیں کیجیے۔

دہلی کے ایک ہفت روزہ نے سری جمالی نے ایک مولانا کی حرم کے اسرار
عرض کیا کہ برصغیر کے خلاف کے بعد یہ شخص اور بھی ہے کہ دل میں دارالجمیعت
رضی ہے اس پر عرض ہے کہ اس پر بھی ایک اور مسئلہ کے مقابل میں آ رہا ہے۔

ابو اور موصلاست میں اب یہ شخص شدید تر ہو گیا ہے۔ اور حرام کاری اور عقدا ثانی
اتحاد کو کلمہ کلام شروع ہو گیا ہے۔

کیا مولانا اب سیاسی حیثیت سے اس طرح بغض و مردود ہو گئے ہیں کہ کوئی شرعی مسئلہ
بھی ایسا نہ بیان کیا جاسکے جس سے خدا نہیں اپنی شخصی زندگی میں کچھ فائدہ پہنچ سکتا ہو؟
آخری فقرہ خدا کے لیے آقا سے زور کو دھیت ہے۔ کہ جو اب میں سوا
اس کے اور کیا عرض کروں کہ خدا کے لیے کوئی طریقہ بتائیے کہ اہل کے اہل کے برابر و عدم
بروز کی بحث میں مجھ کو اس انبیاء کے بغیر کہنے کے کوئی اور معیار رکھا جاتا ہے۔
برخاسا لاس میں اہل سنت کے ساتھ ہیں۔ اسی کو آپ اس سے بھی لینا چاہتے ہیں۔

آخری سوال، جمل سے ہم آہنگ ہو کر اور انہیں کی طرح یا اگر یہ مکتوب کو مجرم آپ
لے آ کر اس دہلی سے قرار دے کیا ہے؟

صحت میں یہ بحث نہیں لگایا۔ اس مسئلہ میں کہ یہ نہیں آپ کے ہم ذاتی کو تو ہے
ان آپ جابین تو اس کے کچھ محدود سے انہیں کے نام نہ صرف کرنے کے بعد نشان کر
سکتے ہیں۔

دہلی میں مکتوب سے متاثرہ کرنے میں دل کو جتنی گرفت برقی ہے اسے کچھ میرا دل ہی
جانتا ہے۔ خط ان کے خلاف نہا قبول ہو گیا۔

ہاں ایک بات اور یاد رکھی۔ آپ کے تازہ مروجہ دستخط کی حمایت کے جوش میں
بالکل بے ضرورت ایک سخت انتہا میرے اور لگا کر دینا ہے سخت ہو گئے اسے جس
وقت تک میں دعوت کر دلی ان شریاں میں شاید دعوت نہ فرمائیں۔

والسلام

عبداللہ اہد

شہنشاہ مرحوم نے چٹان کے سائے کے لیے مضافت کی فراہمی کی تھی

۱۰ دسمبر ۱۹۵۹ء

برکات السلام علیکم

غریبوں کے لیے ملحقہ کار خیرات میں صرفہ سے آتی ہوئی یہ تبدیل کے لیے وقت کہاں سے لگتا تھا۔ محضیت تھوڑی سی تھی۔ ہر سال کا قریب ۶۰ فیصد کے چنانچہ میں ایک ادبی مضمون پر نظر پڑا اور میں نے آگاہی سیدی چند سطر ہی میں لکھ دی تھی۔ اور کچھ خلافت کے آئینہ میں مل گیا۔

(۱) سردی پر جو فوڈ آپ نے اس وقت کے مشاہیر کو دیا ہے، بیشک وہ ایک بڑا کارہیز ہے۔ کہ انہی چیزوں کی تصریح اس کے ساتھ ضروری نہیں۔

الف۔ یہ گروپ غالباً ۱۹۰۱ء کا ہے۔

ب۔ گزشتہ کے برخلاف اس وقت کہ انجمن ترقی اسلام کے سربراہ انجمن اس
وقت ہی قادیان پہنچے اور وہاں سے کابل کے حکام نے ان کو ہیشیل کا نفرنس
کا ایک شعبہ بھی کر دیا ہیشیل یہ فرم کرتے ہیں کہ ارمین الملک کو قمار الملک نندرا احمد، حالی
آذربائیجان کے ارکان۔

[illegible]

(۲۱) یوں تو غالباً سب سے اہل بلا و غلبہ قزاقین میں یہ تھیں جو قزاقوں کے حرم و کلب کو کیسا
تعارف کر سکتے تھے۔ انہوں نے ان میں اور کیا اسنی، جہاں سے ہندوستانی کو کیسا پیش کیا اور ان
پر حسرت۔

(۳) اٹف تروا شبل کا اصل تخلص صرف شبل ہی تھا۔ شبل نعمانی میں کہیں کہیں ضرورت و ذرا

ہی سے لائے ہیں۔

ب۔ مرفا شیل کے قیام حیدر آباد کا نانا نہ قیام لکھنؤ میں کیا کہ وہ دلاک میں صحبت کا ذکر آیا ہے مولانا شیل اس وقت جوئی تھے۔

(۴) الف۔ من الکرم و المشیعہ سے نفی ہوتے تھے جنہی نہیں۔ انبیاء مسک الہدایت
پر آفرید ملک تمام ہے۔

ب۔ مریض کو میڈیکل ایڈجسٹمنٹ نہیں (اس کے کھونے دینے کی دسم الفا کے اجراء سے متعلق تھا۔ جندی زبان سے متعلق نہیں۔)

ج۔ من الملک بہاؤ نے علی گڑھ کالج کی سیکرٹری شپ سے استعفا گویشی کو دیا تھا لیکن باوجود اسے وہی سیکرٹری اپنے وقت دفاتر تک۔

(۵) ہفت۔ حال کا دیوان اور مقدمہ دیوان دونوں ساتھ ہی ساتھ چھپے تھے شعرو شاعری کے نام سے مقدمہ الگ مکرر خوان کے اشعار کے بعد شائع ہوا ہے۔

ب۔ ان کے شدید مخالفوں میں شیخ سجاد حسین کا کوری ایڈیٹر اور دوسرے ایک آگے آگے تھے اور ان کا ساتھ شیخ احمد علی شریقی ایڈیٹر آنا دہلی سے آئے تھے۔

مردمان کو ان دونوں کے ساتھ منسلک کرنا صحیح نہیں۔ حضرت نے اپنے ہاتھ لائے اور کہا:

ج۔ دوسرے شعر کا دوسرا مصرع صحیح لوں گے ۛ

غزلی میاں کا حال ڈوٹالی سے پوچھیے

مرفاٹیل مرتد سے سب سے بہت بڑے تھے اور ان کا اثر ادب کرتے تھے تحقیق کے

یہ استفادہ ضرور انہوں نے کیا ہو گا۔ لیکن آج کل کے پڑھنے والوں پر اگر اس سے تاثر ہے کہ دوا اور دھرم کے کھلف و دست تھے تو یہ صحیح نہیں ہے۔

نذیر احمد کے کلمہ پر زاد کی اصلاح و حمایت و تائید نے جس نے اسے اول بار مہدی

الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم من الآيات العظمى

عہد ہی ہر دور میں نمایاں رہی ہے۔ لیکن ان کی ثقافت و تمدن میں بہت ہی مشترکات ہی باہل ہر
 آپس قریبی سے انگوڑی برداشت کر لیں تو ایک ہر دور و فاضل دوری کا یہ فقرہ اس وقت کا تکرار
 دیکھیں کہ یہ عزت کو اپنے وقت کے بوزید لڑائی میں ہی دوسری ثقافت سروری کا ایک
 شہرہ کر کے چرب زبانی ہی مثال آپ، اسے صاحب پرچہ کر کے اسے بہت زیادہ قریب سے
 سنے اس لیے ان کا اثر اس قسم کا بہت بڑا ہوا تھا۔

آپ سے عرض کروں گا کہ ایسے لوگوں کو ادیب و دور ہی چارہ گئے ہیں انہی قابل انعام
 نگاہیں ہو، ایک سادہ سادہ دینی سادہ صحبت میں کچھ مومنین ہوتے ہیں۔

مورخ ذوقی ہر دور میں سے بھی بہت خوبصورت آثار میں اپنا چھوڑ کر چلے جاتے ہیں سنے اپنے
 مضمون کے ساتھ فریاد کو دیکھتے ہی یاد آتا ہے کہ ان کی مار کا کوششیں ان کا سر نہیں آؤ تھیکہ کہ خود
 پشت ہی لے لیا کی تائید رکھی۔

ظاہر ہے کہ یہ خط غرضی نوع کا اور صرف آپ کے ذاتی معلومات کے لیے ہے۔ یہ اثر شاید
 آپ کے غلوں ہی کے لیے کر کے عمل آپ کے سامنے رکھ دیا۔

حدیث شفاء شریعہ والا مضمون تو بہت پرانی ہے ۱۲۰۰ کا آپ میں کا حوالہ دے رہی ہیں
 دوسرے کا ہے (ذکر خطاکہ ہم مصطفیٰ کمال کی فیض یافتہ کے بعد۔) اس کا عنوان فقہاء العظیمین تھا
 اس میں کا یہاں غیر ضابطہ یعنی میں لکھا تھا اس میں تو تعویذ و موافقات اور کمال کی جہتیں تائید غلات
 پر تھی۔ مولا کا اور خط اس کا جواب کچھ ہی جاتے تھے کہ کچھ نصیحتیں تھیں یہیں میں بڑے کراس سٹیل
 کو بند کر دیا اور دوسرا فقرہ میں کا ذکر کیا۔

ہاں صاحب یہ چٹان کی ایک بات سے نہایت ہی ناخوش ہوا تھا اور وہ دینی کے ساتھ
 ختم ہی موصی کی تائید دینا لگے کہ یہ بولنے کی کوشش دینی ہر وقت سے بہت ہی کردہ
 دلشاد، دعاگو دعا خواہ،

عبدالمجید
 مولا کے ابتدائی وعدہ کا میں جس کے ایک دینی کا آخر مرحوم تھے وہ ایسے ایسے نصیحتی
 کرتے تھے کہ مولا کا کوئی مستند نہیں برداشت نہیں کرتا تھا اسے جیسے جیسے دیکھتے تھے وہی خوب
 کا تائیں ہی تھیں۔ اسی علامہ وہ مسیح پتی کہتے تھے بڑے تھے۔

۸ مارچ ۱۹۵۵ء
 (۶)

کتاب کے جواب میں مولا اور ستار کی ہمدردی سائل کو ڈا میسے شہر نے، میں نے بھی وقت
 نکال ایک نہیں دوڑتے ہیں میں نے کیا کیا۔ اولاً سے آخر تک۔ یہ بہت اچھی کہ تم بھی۔
 میرا بھی خوب سے تیری خاک کے بعد!

خانہ مسودہ میں آپ کا خط سنے کے دینا میں لیکن محنت کیا کہ میں نے مانگا کہ مولا
 آپ نے کیا کیا؟ میں نے کون کون سے لوگوں کی اصل قریب قریب تقریریں بھی اس سلسلہ کا باعث
 ہو گا ایک کے مرتبہ کا الٹا ہی سلسلہ:

مولا کی جواسی شایہ میں یہ مثالوں کے ہم سے اپنی بہت تاش کے پر تھے۔
 ہاں صاحب! عام لڑکے لفظ میں ایک مرتبہ غرضی میں ہے مولا شہید کی نظر اور ہر
 گئی اور نہ وہ بڑے لفظ نہ تھے۔ ان کا کہ با سنے میں بڑے غلو تھے۔ مولا ان کا لفظ آواز
 سے متعلق ایک گانہ لڑ رہے تھے میں ہی زمانے کی مولا ناخبر اور دین کی جانب مگر ہر گز
 ہے۔ دلائل و اقرین با غلط۔ راوی اگرچہ شیعہ ہیں لیکن یہ ظاہر ہر طرح آتھ۔

مضمون کے اگلے حصے میں میرے نال کو خدا کے لیے کسی تغنی و تکلف پر مولا نے کچھ صرف
 میری مسدودوں کو مختصر کر کے کچھ بدل دیا فریاد میں ہی اس کا حکم فرمایا اس لیے اس وقت تک
 مولا ہر گز میں ہی ایسی ہی نہ مولا نے اس سے اور کچھ کہو سے اصلاح ہے، دوسری فریاد میں کا
 ذکر نہیں، جو نعل کے اندر لکھی سے دوسرے مضمون میں لکھی کے لیے سلسلہ میں ہیں۔

آخر انسانی میں ہیں کچھ کر کے جانوں۔ دعوای مری و دوسرے کا نذر پر لکھتے دینا ہر گز
 سلسلہ میں آئے ہر آپ کا خطا نہیں دکھا دیا گا۔

والسلام دعاگو، عبدالمجید

(۷)

مولا اور اسلام آندہ کتاب انشاؤں فرما کر کے میرا کہہ دے کہ اسے بہت ایک کتاب
 تھی اور مولا نے مرتبہ کی لیکن مری پر مولا کا لکھا کہ کچھ لکھا کہ نام کا جب کرتے تھے گا کہ
 مولا کی کتاب کا میرے شایہ حرکت ناظر کے لئے مولا نے بہت کچھ لکھا کہ عبد شریف
 م میں نے اسے بہت سنا کہ کیا خوش مرحوم نے چٹان میں ہی بہت کچھ لکھا کہ میں نے ذکر

ہر کس بلانڈن پاکستان کو کہتا ہوں، تو براہ کرم ارشاد فرمائیے کہ یہ کس کی طرف سے کہاں دیکھ
 ہے وہاں کے ملک ہے کہ مسلمان پاکستان گئے تھے تو ان کے ایمان میں تاڑ گئی تھی اور انہوں نے کھٹاکہ
 پہنلائی آکر ان دامن ہے وہ ہندوستان میں رہتے ہیں لیکن بلانڈن پاکستان کو کہتے ہیں یہ سوسہ جہات
 یا اس کے قریب قریب ہیں یہ غریبوں کی صفوں کی سطح ہیں ہے و مسلمانوں میں صدقہ کی کمی
 میں؟ بڑا شکر گزار ہوں گا، اگر آپ اپنا حوالہ بھی لکھتے ہیں گے۔

نیاز کش،

عبد الماجد

آل انڈیا مسلم لیگ

(۱)

۲۶ جولائی ۱۹۴۷ء

دلی

کرم گشترا

اسلام علیکم

ہمارے زبان ۲۲ جولائی ۱۹۴۷ء کو پیش نظر ہے کتاب کا سرورق سبب قبول ہے۔ ضلع
 بھکت سہیل احمد صاحب علی نقاب دلیو دیوان مبارک پر مشاود ہمارے کئی آئی ایس
 بین اسلخت پیش کراؤ پر حکم دولت امیر انھیں برخواستہ تیر حضرت آصف خدا شکر و
 سلطنت دین عزیز بن مسند۔

۲۲ جولائی مطابق ۱۹ جولائی ۱۹۴۷ء کو جمع ہوا ۳۲۷ مسافر پر ۳ ملو دو کالی ہے، مبارک
 قاداس فی کے مانتے ہوئے آستانہ تھے۔ اصناف علی باغین آئیں کی کیفیت ہے، افلا بھکت ہے
 مراد حق گھنوی کا ایک طعنہ مارا کہ وہاں سے آپ کے صفات میں تھل ہو چکا ہے، دوسرا شریانی
 ہی شوق گھنوی کا بھی ایسے ہے

میرے پیچھے نہ اس طرح پرچے اور جا کر کسیں بھکت لڑیے
 دہانے کے غار پر اپنے خواب میں چڑھ کر اس کا سر مار دے گا تو دیکھیں یہی شفا تو وہاں کے
 صوفیوں کے لیے ہے۔ سحر بلائی، سالی نام پڑھ کر جسے طعن تھے۔ مبارک تین میں تھے۔ دودھ
 میں شکیوت ہوگا ہے۔ نان معانی کھائیے وغیرہ۔

میرے مسافر پر بکثرت ملے ہیں ایک بالکل گھنوی کے علم اور پھل سے کھدیہ ہیں گھنویں
 اب بھی دو ایک اس کی کے آستانہ دہر دیں۔

ہمارے درگاہ میں سوسا بیٹا ان ندوی باوجود اپنی ساری ثقافت و حفاظت کے
 اس کی میں حلق تھے اور ہمیشہ اگر بائیں کی ہے اور میں دامن نہ ہو کر اب کیا عرض کروں کہ ہمارے
 اور ان کے شیخ ہر وقت مراد کا تعلق میں مناسب لعل کے ارشاد تھے۔

والسلام

عبد الماجد

(۲)

بسم اللہ

دلی

۲۲ جولائی ۱۹۴۷ء

بسم اللہ

آپ کا ۲۲ کا پرچہ پیش نظر ہے اس کے ایک سلسلے میں سابق کے ایک کتبہ شکاریہ لکھنؤ
 کے کتبہ ۲۲ کا پرچہ دیا تو میں نے گرت لگائی ہے وہاں سے ہیں،
 ان کے حال میں وہ کوئی اٹلیا یا کا خط ۲۲ کا پرچہ آپ کو آج میں نے سونے تم کو لکھو۔
 ہم کو سوا کر ان چاروں میں زبان کی کوئی بھی لکھی نظر نہ آئی۔ حال میں ایک دودھ کا فساد
 فلوہ دودھ میں بائیں جانتے ہیں اور سونے تم کو لکھو، لکھنؤ اور دیکھیں میں نے آئی فصاحت استعمال
 لغت صرف و نحو کے قاعدہ پر حکم ہے حکم نہیں، اب ہم اور میں لازمی طور پر لکھنؤ تھیں میں آج
 اور اب ہم تین دنوں میں بائیں درست ہیں۔

والسلام

عبد الماجد

(۳)

دہان میں جدت لکھنؤ کا طعنہ ہے میں مرتد صاحب شریعت نہ ہا تھے۔ اس کی
 رد دلیاں فرمائے۔

دلی

بسم اللہ

دلی

۱۲ اگست ۱۹۴۷ء

بسم اللہ

۲۲ جولائی ۱۹۴۷ء

بسم اللہ

۲۲ جولائی ۱۹۴۷ء

بسم اللہ

۲۲ جولائی ۱۹۴۷ء

بسم اللہ

۲۲ جولائی ۱۹۴۷ء

۲۲ جولائی ۱۹۴۷ء

ہم سے بدو رہا خبروں سے ملاقات رہی
اگر یہ مسلم ہو سکا تو کیا ہم گنہگار ہے کہ تو ضرورتاً کات کیلئے وقت نکال کر سفر اختیار کرتا
یہ بھی تم نہیں کہ گنہگار تو کیا ہے کہاں؟
انسان سے یہ کارڈ بھیج رہا ہوں۔
سندی کا صرح اگر وہیں سے مل گیا ہوتا تو نہ کہہ بھیجے۔
قدیمان خود را بنویسے بہ دست

والسلام
محمد الساجد

دیا یاد
۱۳ ستمبر ۱۹۶۷ء
(۳) بسم اللہ

سلام! و طیکم السلام

واللہ صلاۃ اللہ علیہ وسلم و تسلیماً علیہم و علیٰ اولادہم و علیٰ اہل بیتہم و علیٰ سائر المسلمین و علیٰ کل مسلم و مسلمہ
بعض پاکستانی صحیفہ میں پڑھا کہ اس معلوم ہوا ہے کہ مجھے غلاموں کا ناؤ نظر۔

تصور (وہ بڑے بچے پیدا کیے جتنے کے لیے

خود دین سے دیکھے کہ زمین سے سب سے پہلے وہی دنیا و فناء نظر آسکتا ہے، موت کے دورے
تصور میں غلاموں کی، لیکن غرض میں خدا کے "اور اگر میں سمجھتا ہوں تو یہی امید افزا حال میں ہیں۔
دنیا سے اٹھا تو رب ہی کا رتھ ہے لیکن دعا ہے کہ جو کچھ کا بٹا وہ جب آہرے آئے وہ
کہیں مہیا گدا، سزا و ناز کا نہیں بلکہ دیکھ کر خوش ہو اور آج کی کھن میں شامل ہونے کو کسی
کے کو بچیل میں رہا سب احسان بہتے دانے کا پور داس دے گا کہ تمہارا ہونے سے لایس ہرگز نہیں۔

والسلام

محمد الساجد

(۴)

سلام! و طیکم السلام

اردو نامہ پہنچا ہوتا ہے اسی سے آپ کا طبعیات کا بھی پتا چلتا ہے کہ جتنا عموماً اللہ تعالیٰ

و مستحب الکلمات انکے لئے الین وغیرہ۔

لیکن پہنچا اور اسی کو رسول سے پہنچا۔ اور اتفاقاً صاحب نے حضرت اکبر کے قریب کو ڈھ
قابل داری نہیں، بلکہ قابل رشک بھی یہ سب تو جگہ تھا۔ نہ اس کو اس کا پارشلہ، نہیں کران کا سنت
موسول سے لہو رہتا۔

یہ خود دوسرے ضامین میں بہت غریب ہیں۔ دلچسپ بھی معلومات افزا بھی۔
نکت کے باب میں آپ کو ان کو گیارہ سے دس سکتا ہوں تاہم اپنے سے فائدہ اٹھا لیں کہ
تو فرم کیے ہی رہتا ہوں۔

اہل الفات نے بہت سے مشعل اضافہ فرما دیا ہے۔ آپ کے جامع نکت میں اسی
سب کو لکھنا چاہیے۔ مثلاً کوئی لڑکی لڑکیوں کے ساتھ پار سے لکھ کر ایک قسم کے کفن میں ہے
صاف و چمکی۔ کفن میں لکھنا دین میں کثرت سے چل گیا ہے۔ جو بعد قابل سید عابد
مردم ایڈیٹر ہندو تھے۔

سبب ۱۹۵۷ء ۲۰ اقبال آباد میں سبھا کے خلاف ہے۔

بیشرون اور درج کی بندوبست و افلاک ایک قات۔

حالیہ ۱۹۶۷ء کے حالات۔

مشتعل زبان میں داخل ہو چکا ہے جو بعد قابل نظر خاں۔

پیشتر سار { یہ سب شرار و فریب کے ان استعمال میں آچکے ہیں، اب اب تک کہ متروک
پا رہے ہیں۔

تلفظ

رامشیر

ہنسی سے کہہ ہی کے جلتے زبان پر ہر مسئلہ ہے

مفتی میں جہاں جہاں دو دو مشعل ہوں دوسری دیکھ جائیں مثلاً اور اگر کتب میں نے کتب اللہ
دور و گدہ لہاں آگیا تو ان دنوں کو کے ساتھ لکھنا ہے اسے نظر انداز کر دینے کی کوئی وجہ نہیں۔

لہذا، حیدر آباد میں کچھ کے کفن میں ہے، یہ بھی حروف و حروف ہونا چاہیے۔ لیکن یہ کفن کو کثرت
کھاتے گا۔

والسلام

۹ دسمبر ۱۹۶۷ء
محمد الساجد دیا یاد۔ طبع بارہ بج

ہاں ایک خط اور پیش کیا گیا۔

پچھلے گھنٹہ میں یہ خط پڑا تھا۔ اہل ملت نے خدا سلام کہہ کر پھیر دیا ہے۔

روایتی، یہ خط پہلے اپنے محرم میں خدمت کے محروف تھا۔ اب صرف میرا کے سنی میں رہ گیا ہے۔

اس طرح کے بہتر خط پیش کئے۔ بعض کے غیوم کہیں وسیع سے خود کو کہتے ہیں اور کہیں محدود سے وسیع۔ حقیقتاً آپ کے جانتے، محققانہ ذہن میں ان کی تصریح ہوگی۔

یہ خط ان میں جا ہی ہا تھا کہ اس صاحب کا منیت نامہ رسول برائے قبول و شاد کی صورت آسان فرما۔ بہر حال اپنی والی کوشش کروں گا۔

عبد المجید

دارودہ نامہ، کابل، ۱۰ جنوری ۱۹۱۹ء

دہلی یاد

(۵)

۱۲ جنوری ۱۹۱۹ء

بسم اللہ

میرا دم! وحکم اسلام

چونکہ وہ خط فقروہان محرم پر آیا تھا جو اس صاحب میں آدھی ہی ہوا تھا ہے تاکہ جو شخص شیخ آیت صاحبہ اصلاح دلا کر شکر اور اصلاحی خط اس کے لیے چے دے اور کہ فی خاص ضرورت آتی ہوا کہ اس کی دائمی منتظم۔

اور اس پر ایک واقعہ میں بھی یہی ہوا کہ اس صاحب میں ہونے لگی تھی کہ اس صاحب سے

دلبر سے جدا ہوتا ہوا دل کو تھما کر

اس سوچ میں بیٹھا ہوں کہ آخر کچھ کیا کرنا

میرا خیال انہار اس وقت محرم دھام سے ٹکرا رہا تھا۔ یعنی اس کے حوالہ کیا کہ جو پانچ "میکر کا" نہیں کیا کرتا ہے۔ اور اس نے کچھ خط میں لکھا ہے کہ میرا ہوتا ہے اور یہاں شہر کے جیسا کہ لکھا ہے۔ مگر وہ لکھتا ہے کہ میں؟ یعنی یہ جواب دلدادہ ہیں کہ اس میں کسی اور سے کہ یہ زبان آپ کی نہیں مگر آپ کی ہے تو چاہئے ہر ایشیاد میں کہیں سے اس کی کھینچنے سے دیکھیں کہ یہ تھاں ہوا تھاں کی یہاں ہے۔ آپ کی زبان ہی نہیں ہے۔ دیکھو کہ یہ لکھتے ہیں یہ خط دہلی میں آپ کی زبان پر چڑھ گیا اور یہ خط میں ہم سے مل گیا۔ اس پر داتا گھڑا کرنا ہوا تھا۔ پڑا۔ تو میرا دم جب یہ صورت حال دیکھ کر

شندھامی زبان میں اس کے قریب سے دہلی کی آجسکا کر چے دیا جا کے کتنی خطوں والستہ و تالستہ

کرنا رہتا ہوں اور آجسکا کی انہی زبان سے قریب انہی اپنے خطہ دہلی میں لکھ۔

کچھ لکھ کر صاف ہی میں اس آسان روشی ادواب تر و خوش تر ہو گئی ہے۔

ماہ میں ہم خطیں کہاں پر ہم میں دیکھنا ہے کہیں

ایک مکتب صورت بھی وہیں میں آ کے ہے کہ آپ کی مجلس اگر کسی میں آپ کے دوا بہتے اور وہیں روشی

حضرت اگر کھنڈی کہ نہ کہ وہ نہ کہ یہ بے غرضی مشورہ دے کر فرما کے کہ میں کے ساتھ مکتب کی طرح یہ یاد

ہیں ان کے پڑنا کہ اس طرح وہاں پہنچ جائے۔

ہاں صاحب اگر کتاب جو کہ آپ کے نام میں آپ کی مجلس از سر نو تالیف کر رہی ہوتی اس کے صلہ میں

کے زور دے مکتب جملہ زکات کا دے دی کہ نہ کہ یہ قبول جائے گا۔

والسلام

عبد المجید

دہلی یاد

(۶)

۹ جنوری ۱۹۱۹ء

بسم اللہ

میرا دم! السلام علیکم

یہ ۱۱ جنوری کے مفصل خیال نامہ کا خیر ہے۔

اس خط میں داتا کے شکر کا دور مرحلہ تمام سے ملنا مل گیا، یہ ہے۔

اس سوچ میں بیٹھا ہوں کہ آخر کچھ کیا کرنا

کس میں نہ نہ کر گیا۔

والسلام

عبد المجید

دہلی یاد

(۷)

۱۰ جنوری ۱۹۱۹ء

بسم اللہ

حضرت سلامت! حلیہ

دارودہ نامہ میرے بہرے رسول میں ہوں۔ مگر گفت میں صاف میں اور روشاں رہے کہ ساتھ ایک

مالی کا حوالہ دیکھ کر حضرت اور نہ بہت دھڑلے سے ہو گیا کہ آپ کو کوئی نے خواہ مخواہ اپنی کتاب کا

میاں ساگار دیا۔

اب۔ فرزند سے حقوق ساگر بھی نہیں لے

میں ۳۴ برس..... آؤں کہ پیدائش سے پہلے عبادت کی بدولت فرشتوں کے زمیں پر شامل
اوسان کا مسلم ہو گیا تھا۔ یہ ماری عبادت باطنی ہے بعد اوس شخص کی نام کے حایزہ فریقہ کی ترقی میں ابلیس
حسب تعویج قرآن مجید تھا کہ ان بنی (انجی) اور بنی تھی آفریقہ و اس کا فرشتہ غضوب ہر اس تمام تر
مسیحی جڑ ہے۔

وہ کہ کہے تھے "کہ قریش میں یہ سہارا چھوٹ کر نہیں گیا؟

ابہ تجھ کرنا، تو شک کرنا، بد زبان کرنا، ڈانٹ ٹپٹ کرنا؟

نفسرہ، آپ تو کام کرنا پر آ کر آئے اور تجھے ابہ تجھ کرنے۔

والسلام

عبد الماجد

فہم جہر نغان کہش

(۱)

الہام کے سلسلہ صفت و رب یا انت عالم "انہ صلی علیہ سالان اجواب

مرکز برزخ

مہر ان ہند ! و سلام

اب اپنا پانی فرشتہ بہن کو لایا فرشتہ کہلے سے کوئی عامل نہیں، بات اسنے مجھے کی
ہوئی کہ تہذیب اب کبھی یا دہی نہیں۔ ۱۴۵ سال کی مدت کی ترقی ہوئی؟ اور ذہن اس فرقہ
سے کوئی عامل دیکھی ہی رہ گئی ہے۔ آپ کے رعب انتظار کے لیے میں اتنا کہے رہتا ہوں کہ اہل علم و دتہ
کے وہ گروہ اس وقت تھے، ایک کے ساتھ صاحب الہلال تھے، دوسرے کے ساتھ یہ ملے ہوئے
وہ اختلاف لڑی شاید اب بھی قائم ہو رہا ہو، ایک پہلو کی ترقی کا ساتھ کسی فرقہ کی یہ فکر
تعلیم و ترویج اور پھر اس میں شدت کا نظام ہو جس حد تک یہی طرف سے ہوا ہو، اشلے سے
صاف فرمائے۔

کتوب کی مراد میں اوقات اہل و غریہ کا گھٹا سوس کر کے عادات کے بے گھڑ آئے کر گیا۔

کتوب الہی اسی وقت کی گئی تھی۔

مہر خرم ۱۹۶۹

"..... اس بڑے مضمون کے بعد کچھ حروف طعانت کی کسوں ہو رہی ہے کہ اپنے کو کیا چھوڑا تو سکون؟
اے کتنی بڑا شہر کتنے کھڑے ہیں، اشلہ ان گروہ کے اگر آسانی فرماتے تھے تو وہاں کا سفر متاخر نہ ہوا، ان کے
آسان کر دیا ہو گا، لیکن یہاں وغیرہ سے وہ طعانت اسکاں ہے، یہ وہی میری ہر بات کی گہرائی سے کھڑا ہوا،
کابل میرے ذمہ ہے اب یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ان کی کابل بھلا تو نہ لگے کہ پیچہ رکھتا ہوں؟"

نورانی

عبد الماجد

(۳)

مراد میں فرزند کے بعد کتب ہائے کلا عاقر مہلتے ہوئے لڑا

مہر کتنی بڑا شہر

مظنیق! و سلام

میں تو معمولی تعلقات کی طرف سے بھی دلکس ہو کر آپ پر کر چکا تھا۔ بیج ہی کھڑا کہہ کر کام ہے۔

چار چلنے کے لیے، طعانت کا وقت تو وہی سہم کرنا گیا ہے۔

(۴)

مراد میں فرزند و غرق کے بعد کتب ہائے کلا عاقر مہلتے ہوئے لڑا

مہر کتنی بڑا شہر

عزیم! و سلام

ایک اور جگہ کے بعد صفا عاقر مہلتے میں منتظر ہو گیا ہے کہ کتب ہائے کلا عاقر مہلتے ہوئے لڑا
یہی طرف سے ایسا ہو گا جو آدمی کہ اس شخص و دیگر اسی کا باعث بن گیا، اشلہ کہ بات قابل ذکر
نہیں۔۔۔۔۔

والسلام

عبد الماجد

کتاب، ایسے نام چند خطوط بھی جدید القیاسی آدمی کے ہیں جن کی ان سے مراد دنیا
بانی کے مکتوبات پر روشنی پڑتی ہے۔ نیز مسئلے کے بعض مباحث کے تسلسل کے لیے ان
کا مطالعہ ضروری تھا۔ اس لیے وہ مرثا کی کرپے گئے تھے۔

(۱)

۹ فروری ۱۹۷۲ء

کرکسٹر ولیم کسٹلم

دلیا پاراضی بلدی (پری۔ پی)

محرم فرقت "معاذ خدا کا شریعہ خدا کرے آپ! اگر کوئی چکے ہو۔ اس میں ایک
فقیر بھی آپ کی سعادت میں گیا ہو گا کہ قدرت نے جسے برائے کیے پڑی کیا تھا۔ ابھی
کس میں ہی تھے کہ تحریر و تقریر دونوں کی دعوت کی گئی..... خدنگ نظر..... دلیا لکھا
... اللہ کے کوہ علم و فضل میں تھے تو ایڈیٹر بننے پھر ہی ایڈیٹر بن گئے؟
کیا آپ اس فقرہ پر غور نہ فرمیں؟ میں آپ کے اس فقرے پر غور نہ کر رہی تھا کہ
اللہ کے حکم ایڈیٹر ہے؟

مکتوبات دلیا کی تو کیا چھپ چکی۔ بغیر ہی عشروں میں اللہ اللہ شائع ہو جائے گی۔ دیکھو
کہ آپ خود ہی فیصلہ کر لیں گے۔ ہم صرف کتب میں مولانا کا نام لکھ کر چار جہاں مقام
سے نیا نہ نہیں اور وہ بھی زیادہ تر غریب ابتدائی خطوط میں۔ سترہ سترہ والوں میں۔ دلیا ہی
میں نے اپنے حواشی میں تلبیس کر دیا ہے۔ یہ زیادہ دیکھ کر کہنے کی خوشی کہ ہے صاحب ایک
ما خط جو خود لکھتے ہیں معافی میں یہ صاحب کہے، ہم لکھا تھا صریح کر دیا ہے۔ ماوراس
سے مرثا کی تمام تر عظمت و شرافت ہی نکالی ہے۔

دینا کیسے یقین دلاؤں کہ مرثا میر حکام و عزم تھے بلکہ مشہور تھے میں تو میر سے
عمر میں ہی تھے۔ مشہور و معروف میں ایک میں مدت کہیں وہ بڑے خطابت کی تلبیسوں کے جلے
میں شریک ہوئے۔ دیکھ لیں میر سے کہ ان اختلافات کی نسبت نہ آئی ملاحظہ میں شریک
عمر کی باری میں تھا۔ مرثا اور الکلام اس میں وقت برس عدد تھے۔ یعنی آل انڈیا اللہ میں
چھ برس عدد (یعنی مریہ اور دو کام)۔ عسکری میں اللہ اس کا فیصلہ خود لکھا ہی پر چھوڑ
دلیا کا۔

مولانا کے میر سے نام کے خطوط میں کیا ان الفاظوں نے نہیں پڑھے؟ بعد کے زمانہ کا ذکر
نہیں خود سہی میں کیا میں برادری و رحمت و رحمت کے درمیان پڑتی ہے؟
مجھے ان مرحوم سے جو کہ اشتکافات تھے۔ وہ صاحب کلمہ ایک ایک سے قبل ہی
عزم ہو چکے تھے اس کے بعد میری کوئی بھی ایک تحریر مرثا کی مخالفت میں نہ تھی۔ بلکہ نجی
کی تحریر میں میں امتیاز رکھنے لگا۔ مرحوم کی وفات کے بعد جب دیر بند کے ایک صاحب
نے خط میں مولانا سے متعلق ایک بہت لمبی حوالہ دیا تو دعویٰ برادری سے متعلق تحقیق
کرنا چاہی تو میں نے جواب کہ دیا کہ میرا مزہ ہے کہ مجھے مولانا کی زندگی کے میرے ہر جزئیہ کی
اطلاع ہوا اور بالآخر میں ان کیوں میں اپنے سارے ساریات کو آپ کی طرف منتقل کرنے کوں؟
بلکہ آپ کے اس عزم و اطلاق سے اتفاق مشکل ہے کہ کس میں شخصیت سے متعلق کوئی
میں ناگوار حصہ کتاب میں نہ آنا چاہیے۔ ایسا کسی حقارت یا تذکرہ کی کتاب میں کیوں کر ممکن ہے؟
کہ جسے اگر وہ میں اب تک جتنے بھی سببوں سے جھٹلایا۔ اقبال، محمد علی
عبدالحق، جہد، اکبر و دیگر کہ یہ سبب متفق قرار پائے تھے بلکہ رعایت غالب میں میں قاتل
صاحب برہان تابع و غیرہ کا ذکر ان الفاظ میں تھا ہے؟ آنا تفاوت و حمل تو میری لکھا تھی
میں بہر حال بتاتی جا رہی ہے۔

اپنی سیر میں میں جن جگہ مولانا کا نام لکھا ہوں، کہیں بھی بعد ان کے ساتھ؟ آئندہ
سفر کوں۔ میں ہی جن مقام پر تذکرہ ہوئے گا۔ اور ان شاء اللہ میر جگہ ذکر و تحریروں ہو گا۔
خط خلافت حالت نہ تاویل ہو گیا انداز میں بلکہ وقت تک لیا۔

شاہ جہان پوری سے مجھے بھی ایک نصبت حاصل ہے۔ میر سے دوا حق نظر کریم
بھگاتہ مشہور تھے، وہیں کلکڑا میر شہر وار تھے۔ اور کہا جاتا ہے کہ باغیوں کے مشورے
انصاف کے مکان پر میر تھے۔ صیغہ یا خطہ الزام اس میں ان پر مقدمہ پڑا اللہ کی سال کے
یہ کالے پانی جیسے گئے۔ میر سے مالدار کی پیدائش میں غالباً وہیں کہ ہے۔ اگر ان اختلاف مذہبی،
خود وعدہ دینی مذہبی، دونوں مرحوم میر سے غصہ میں تھے۔ اور ان کی اطاعت حسین خاں
میر سے ساتھ کے کھیلے ہوئے ہیں۔ سارے متعدد شاہ جہان پوری سے تعلقات اب قائم ہیں۔ والسلام
دعا کرو

عبد المجاہد

نعت اللہ خاں صاحب کے خط میں اپنی غلطی سے پرہیز فرما کر کسی قسمی اور جسے انھوں نے آپ کے خط میں غصہ سے تعبیر کیا ہے، ظاہر ہے کہ اس کا تعلق آپ کی کسی تحریر سے نہ تھا۔
محنت خواہ!
عبدالمجاہد

(۹)

دہل سے اجمل خاں صاحب نے مرقاۃ آنلوک کے نام اپنی خطوط دریافت کیا کہ نام سے ایک مجرور چھپلا تھا۔ اس میں مرقاۃ باری کے نام میں چار خطوں کے جواب مرقاۃ آنلوک صاحب نے جواب دیا کہ میں نے مرقاۃ باری سے خط لکھا تھا۔ چنانچہ مرقاۃ باری سے خط لکھا تھا کہ شاید اس کے پاس یہ اصل خطوط اور دیگر خطوط ہوں گے۔ یہ مضمون اگلے خط میں بھی آیا ہے۔

۲۹ ستمبر ۱۹۷۶ء

مکرم بنڈوا علیکم السلام

مجھے یاد نہیں پڑا کہ میں نے خود مرقاۃ آنلوک کا کچھ لکھا تھا کہ میں خط چھپلا ہوا، صرف وہی خط چھپلا دیا ہے، میں اس بات پر اطمینان نہیں، بلکہ ان کے دفتر کے کسی صاحب کی ہے اور وہ تمام تر سرکاری یا دفتری خطوں، مرقاۃ آنلوک پر موقوفہ کر گئے ہیں۔

دہل کے نئے جوئے کی بجائے خیر نہیں، اگر آپ کو خط اجمل خاں صاحب سے چھپا ہے تو میرے پاس سے تو افسوس نہیں، بہر حال آپ کی خاطر سے بعد رمضان ایک بار میری وقت نکال کر اپنے کا فہرست کو کھنگالنے کو تیار ہوں۔ بشرطیکہ آپ میں کچھ ایسے خطوط محفوظ رکھیں، اور چند سال کے بعد میری بہت سے محفوظ خطوط کو میری بے پرواہی اور کچھ دیگر کے باعث تلف بھی ہو چکے ہیں۔

دفتر کو کھنڈنے دیتا ہوں کہ کتب و کتابت عیسائی حردم تحفہ آپ کی خدمت میں بھی رکھی جاتے۔ والسلام

دعاگو و دعا خواہ!

عبدالمجاہد

(۱۰)

مرقاۃ باری کتب و کتابت عیسائی تحفہ عیسائی ہے جس نے بنا کر وہ تو میں نے حاصل کر لیا۔ آپ اس کے مجھے اپنے اور اور رسالہ، مرقاۃ باری تو لکھی عجائبات فرمادیں، میں نے لکھ کر مرقاۃ باری سے لکھی تھیں کہ تحفہ عیسائی سے انکار ہے۔

عبدالمجاہد

مکرم بنڈوا علیکم السلام

آپ کا خط بڑے موقع سے آگیا۔ دفتر سے میں نے کتب و کتابت آپ کے خط چکے ہیں۔ میں تو سوچ میں پڑا ہوا تھا کہ آپ ہی نے مناسب حل پیش کر دیا، مرقاۃ باری تو لکھی کے لیے ابھی دفتر کو کچھ دیتا ہوں۔ بعد تفسیر کھاسی کو اپنے لیے سب سے بڑا سرمایہ سعادت سمجھتا ہوں۔

اجمل خاں صاحب کی کتاب سے اب تک ناواقف ہوں۔ خلاصہ میرے کون سے اپنی خطوط میں جواب انھوں نے شائع فرمادیا ہے۔ مجھے تو کوئی یاد نہیں پڑتے۔

ابن صاحب مولانا مرحوم کے خطوط کا وہ ذخیرہ خدا معلوم میرے پاس سے کیا ہو گیا۔ بعد رمضان میں نے بہت دھونڈا دھونڈا سے میں دھونڈا ہوا، اب تک تو پتہ چلا نہیں ہے۔ گو میں ابھی ایس نہیں۔

اونگیا بنگلہ لکھتے آپ کے کس دیر شرمندگی مجھے ہو رہی ہے۔ زندگی میں ایسے ہی اقدار نے شان و گلن پیش آئی جاتے ہیں۔ زما نثر شرمناک اور والسلام

عبدالمجاہد

۳۱ اکتوبر ۱۹۷۶ء

مکرم بنڈوا علیکم السلام

ابھی ابھی آپ کا نام وصول ہوا ہے اس میں آپ کے جس محلے خط کا حوالہ ہے، اس کو وصول ہی نہیں ہوا۔ خط کے متعلق جاننے سے بڑے تکلیف کا جب اور کتب و کتابت دہلی کو کہتی ہے، وہ ظاہر ہی ہے۔ والسلام

دعاگو،

عبدالمجاہد

جزیہ لایا اور یہ علی کا جہاد تھا۔ غرض علی کا شیریں حرم کون کے برہنہ کنوش میں گر پڑا اور
یالیا، پشان کا ڈیکٹر شیش شرف جواہر دینے کی ضبط کیا گیا۔ اُدھر سے کھلافت کر رہی
سے لیکر صاحب کا نہایت سخت سراسر مدقہ میں چھپا ہوا تھا کہ مراد زنگی ہندی
انصاری میں مرنے والا ہے اس خیال کی خبر دیکر نیرس خیال کا اظہار کیا گیا تھا کہ یہ برفی
اشقام لکھے کہ انہیں ہمدی کرنے کا ہے لیکن میں مرنے والا ہے اس وقت ملے گیا ہے۔
مولانا لایا لایا آخری خط ہے۔

عار اکبر علیہ السلام

کرم بندہ اولیکم السلام

جس مفضل خط آپ سے حوالہ دیا تھا، وہ اب جا کر موصول ہوا۔
لیکسر سری نظر وقت نکال کر شرف سے آنکھ لک گیا۔ قریب صرف دو باتوں
کا کو دینا چاہتا ہوں۔

۱۔ وہ مسئلہ برقی بیچارہ کا ہرگز نہ تھا۔

۲۔ آپ کس طرح یقین دلائل کہ شورش صاحب کسے خدا باہر ہونے کی ہرگز کوئی
تحقیقی اس سراسر کی اشاعت کے وقت نہ تھی۔ ان کی گرفتاری اودھان کے پولیس کی
ضبط کی خبریں لکھتے گزری تھیں، پھر میں کہیں پڑے لیا تھا کہ پولیس پھرت گیا اور خیال
غائب یہ قائم تھا کہ وہ پھر پھرتے ہوئے گئے۔

باقی آپ سے جو پیش کشیں ہیں، ان کا فیصلہ آپ ہی کے مشورے کے مطابق بھلے
آج کے کل ہی پر چڑھتا ہوں۔ والسلام۔

عبد اللہ امجد

ابہر حال یاد رہے کہ انہی ہی سے مصلحت علیہ السلام لایا، سرخان کے جیسے لکھ
دادا شرف شرف ہوئے۔ یہاں ان کے صرف خط و نشان کیے جاسکتے ہیں۔

۲۴

میری سلام سفون

آپ کا ہر فورہ کا کارڈم مرسر مولانا یاد دہانی کے نام موصول ہوا۔ ان کے صاحب
اشاد جراب میں لکھ رہا ہوں۔

چونکہ آپ نے خط میں تحریر فرمایا ہے کہ کچھ خطوں کی اشاعت آپ کے نزدیک مناسب
نہیں ہے اور آپ اسی کے بھلے خود سر اسفون اور اعلیٰ کریں گے۔ اس لیے اس کی اشاعت
دوسروں کی نہیں ہے۔

مولوی رئیس احمد جعفری کی وفات سے سخت مصدحہ اور حرم میرے بھی رخصتے کرم
فراتھے لکھے جانی حقیق جعفری صاحب مہر ڈگ کالنی، کراچی پولیس نے تعزیری خط لکھا ہے
اور لکسر صاحب سے تعلق کی تعزیری جعفری میں نے دفعتاً متناہد کھنڈ میں لکھا تھا اس
کا تراش بھی انہیں بھیج دیا ہے۔

نیا زمندہ

حکیم عبدالغفری

عزیز و علیکم السلام۔ سزاغ شریف

گروان ناصر لا۔ محرم محرم کی طبیعت اور گزشتہ زیادہ خراب تھی۔ بلڈ پریشر بڑھ گیا
تھا۔ اب غلہ کا لکسر کہہ کر طبیعت بہتر ہے۔ لیکن انفس کو اب زیادہ داغ و غلام لکھنے پڑے
کا نہیں کر سکتے۔ حقیق کی زبرداری اب ایک حد تک میری طرف منتقل کر دی ہے۔ حقیق
کے تازہ پرچہ میں جب کی جودکان شاد اندر والے ڈاک ہوگا، اپنی ملاکت کا قبول وہ اپنے
قلم سے لکھیں گے۔ ان کے ملاحظہ پر میں خراب شرف ہے۔ میں مسئلہ پر آپ نے کلمہ سے بہتر
کی اس حالت میں، اس پر ان سے گفتگو تقریباً کیا رہی ہے۔ بہر حال آپ کی ملت سے میں متفق
ہوں۔ دعا کیے کہ ان کی طبیعت جلد اس قابل ہو جائے کہ میں آپ کی اس تحریر کو ان کے ملت سے
پیش کر سکوں۔

فرخ اندر والے نے کہا کہ میں دسے میں تعمیر انداز کے عہدہ جیسے لکھنے آپ
کے صدق کے پندہ میں یہ رقم شمار کی گئی ہے۔ اللہ اعز ہے۔ پہلے ۲۰۰ کے ٹکٹ میں صدق
پاکستانی جاتا تھا۔ لیکن اب بین ملت سے تیس ہزار اخبار ٹکٹ لکھے گئے۔ ۲۰۰ کے ٹکٹ
وائے پرچہ اور ان کے مجھے سب دیا ہے کہ میں اس لیے اب صدق کا پندہ پاکستانی

خبر دادی سے جسے کہیں نام نہ لکنا پڑے گا۔ لیکن ایسی پاکستان میں وصول چند کا انتظام نہیں ہو سکا ہے۔

کابل کی تجارت ابھی بند ہے اور اس وقت ڈاک کا حصول بہت نادر ہے۔ اس لیے کہ ہوں کے سلسلہ میں غلطی کی تعمیل فی الحال نہ ہو سکے گا۔ علاوہ انہیں اخباریں کا فنگل شاپرڈ گرونی و ناہائی، عام کرانہ اور مہر قزم کے علاوہ ملک کے بعض حلقہ انتہائی نادر کا مالدار سے گزرتا رہا ہے۔ وہاں رہا ہے۔

نیاوند

میکم عبد الحقی

پروفیسر محمد شرف خان (پشاور)

خاکہ پہلے فریڈیجیا صاحب کے نام سے میری مدد ہوئی۔ دوسرے نمبر میں شیخ شرف سے اشارہ ہوں کہ انگریزوں کے ہندو پشتر شیخ محمد شرف کی طرف ہے۔ کتاب الہیہ انگریزی کتاب اولیٰ الخ و عربیہ میں شیخ پھر دیا جاتا ہے جسے اس سلسلہ میں ملاحظہ فرمائیے کہ اس کتاب میں شرف کے نام سے درج کیا گیا ہے۔ میری مرقا نے بنیامین غلام افغانی کے نمبر میں جو اس کے نام سے ہے، وہ برائے نام تا تو معروف ہو گیا۔ اگرچہ یہ صاحب کے شاگرد ہیں یا نہیں یا نہیں اس کا تعین نہیں ہو سکا۔ میں ڈاک خانہ کا کہہ رہی ہوں کہ یہ شیخ کی فطرت کی شکل کی طرف اشارہ ہے۔ کتاب ایک بیان ہے کہ اس فطرت انھیں سے قریب قریب۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیا باور و شرف بارہ جنگ

غیر نکرہ و ملکہ اسلام

شروع ۱۲ دسمبر

ختم ۱۳ دسمبر

۱۔ سید صاحب سے میرے متعلقہ کتاب کی شکایت مزید ہوں گے سے تھے۔ اس لیے جوئی کا بیگانہ ہوا میرے لیے بیگانہ نہ رہا۔

۲۔ شیخ انور اچھے پشتر شیخ محمد پاشی کتاب کے لیے ان سے مراد ملے گی۔

۳۔ اس سے بغاوت کا نظام اوقات صاحب استغناء ہے نہ تکلف عن ہے۔

صبح تڑکے سے وقت اٹھا کر نماز پڑھ کر سے قبل پگھلا چل قادی میں کر لے اور اس میں

تھوڑا بہت کہ پڑھ لیا۔ باوجود کہ میں وہاں ہوتے ہی نماز پڑھ کر شروع کر دی۔ بعد ازاں کچھ دنوں میں اپنے ہی تجویز اور ہر ایک کے مناسب لازمی سے بہت میرے بعد بہت نقصان اٹھا کر سچی سیکو سکا بعد فرہارست نام کہ پڑھا پڑھا لکھ کر بند سے بعد نفاذ کیا۔ اب تک چلنے کے علاوہ تمام چاند بند سے بہت کے چلنے کے پانی پٹھا کر کے شروع کیا لیکن اس کا میں وہی یعنی دفع قبض اور چلنے کے معرقت سے نہایت و رنگ نشہ اسی وقت سے شروع ہوا کہ ہے۔ میں انہیں ملکہ دفع و نفاذ کے ساتھ ساتھ پڑھا جاتا ہوں اس کے بعد روگیاں سلام کرنا بھی پڑھنے کے کام انھوں نے کیا اور کہہ کہ ان سے عام تہجیب کی ہوگی۔ اب خط کے جوابات لکھے۔ اور شرفی کام احوال کی کتابیں تلاش کر رکھی ہیں کہ ان میں عزت پڑے گی۔ وغیرہ اس کے نوپروڈاک روانہ کر دی تا ناخوش کے بعد میری ہوں سے متعلقہ کتابات کرتا ہوں۔ دوسرے نمبر میں آیا ہوا مل تصنیف ہوئے۔ یہاں اس سے دو جگہ تک مسلسل لکھتا ہی رہتا ہوں۔ زیادہ تو قرآن مجید کے سلسلے میں کسی دن کچھ اور توجہ نماز غیر لوں کا کام اوقات پکارتے کے خیال سے سالہا سال سے ترک کر دیا ہے۔ بعد ازاں ظہر کا ساتھ جو کام میں عمل نہ رہا بعد نفاذ میرے متعلق کام جو کام صدقہ کاجر زمانہ میں روکے اور روگیاں موجود ہوتے کرتی آجھہ گئے کے وقت اس کے لیے فردا فردا اس سے ہر قسم کی آواز نہایت چیت اُن کے فانی سالہا (۱۹۷۱-۱۹۷۲) پگھلاؤ۔ کچھ بھی دوسرے مشورے ہیں۔

اس کے بعد نماز پھر تازہ ڈاک آگئی جس میں اخبارات اور رسائل کی مراد ہوں ہے انگریزی اور اردو دونوں ہی میں ہندو پاکستان کے کارکردہ ہوتے ہیں۔ مسکنہ دوزخ، بہشت دوزخ ان کے علاوہ سات آٹھ تو بغیر شیعہ مذہب میں ڈال دیتا ہوں پھر بھی اچھے خاصے پڑھنے پڑھنے ہیں۔ مزہب سے آواز گھٹے قبل میرا مذہب میں بیٹھا جاتا ہوں وہ وقت عام ہوتا ہے ڈاک بھی ساتھ ساتھ دیکھتا جاتا ہوں۔

بعد مزہب فرما دی کہانے پڑھتا ہوں اور باتوں کی خرابی کے باعث دیکھ کر آتا ہوں ضعیف بےاعت کے باعث سات کا پڑھنا کھانا مئی سال سے سو گھو ہے۔ کہانے کے بعد برائے نام چل قادی چمت ہو کر اور پھر میرے اگر ہوی اور روگیاں کے پاس پڑھ گیا۔ ان سے ملائینا لے کر کہیں وقت ہوتا ہے روگیاں نے ان میں جو کچھ پڑھا تھا۔

حضرت تھانویؒ کے دفعہ شری کے قریب کے برابر تانکدہ رہتی ہے، اُسے میرے سلسلے
میں لائی ہیں اور بہت سی باتیں کام کی محکمہ میں لائی ہیں۔ گھنٹہ سوا گھنٹہ کے بعد عشاء کے لیے
آیا۔ بعد نماز صبحی تھوڑی دیر کے لیے آجانی ہے ان سے ملنے کا ہی وقت ہوتا ہے۔ وہ انحر
گیتی اندر میں سونے لیٹ گیا۔

یہ پروگرام ظاہر ہے کہ ہر ایک کے لیے قابل عمل نہیں تاہم بہت علائقہ احوال
میں ہر گھنٹہ کا کام انشاء و عشرہ سے ملے گا۔ حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کا جتنا احسان
مندرجوں میں میرا دل ہی جانتا ہے دوسرے اہل بیت کے انھوں نے اُن سے دین لیا میں
گوشت تھا میں نے دنیا اُن سے لے لی انھوں نے زندگی بنادی تربیت اور تنظیم جو کچھ آئی
اسی کے فیض سے ورنہ پہلے انشاء ہی انشاء تھا۔

دو ایک ماہیں دہائی میں اور طاقتوری کا مقرر نظر قائم کیا جاتے۔ میرے ہاں کوئی
مقررہ مہینہ اطلاع ملتی رہا نہیں اسکا ہر ایک سے وقت پہلے ہی ملے ہو جاتا ہے۔ وقت
طاقتوں کے لیے وہی قبل مغرب آدھ گھنٹہ کا وقت مقرر ہے خاص طور پر میں وقت پہلے
سے مقرر کیا جاتا ہے نظریہ وقت میں وقت شروع میں مقرر ہوگا لیکن رفتہ رفتہ لوگ مادی
ہو جائیں گے۔ اور اس قدر آسانی و راحت ملنے لگے گی۔

جیسے خط بہت ہی دیر کی ہر ایک بات باری کا مقررہ بات سے نہ ختم ہوتے رہتا ہوں۔
۴۔ میدان اکیڑی کا خیال بہت ہی اچھا ہے لیکن معنی خیال کی اچائی کا نہیں اصل اور
اہم ترین سوال موزوں اور اشخاص کے ملنے کا ہے۔ اور ہر مہر مہر کا۔

۵۔ ڈاک خانے کی ہر ایک اب اصلاح ہر گھنٹہ مدت دلائل ہوتی کہ ایک مذہبی نے جامعہ
شیر سے اسی پر توجہ دلائی میں نے فوراً اکیڑی والوں کو لکھا۔ انھوں نے پرست آغوش
سے ماسٹل مشورہ کو نو فخری گھنٹوں میں پورا ایک سال تک گیا۔ جب خدا خدا
لکے تعین ہو جاتی ہے۔ والسلام دعا کو دعا خواہ :

عبداللہ

پیغامات

مولانا ابوالکلام آزادؒ

ساجد عبداللہ، علی گڑھ کے مولانا آزاد نیکو کھیلے ہوئے سرور کے نام
ہمارے اپیل کنندہ

بسم اللہ

اردو ادب سے مولانا آزادؒ کی یادیں جو خصوصی طور پر شائع کرنے کا ارادہ کیا ہے ہر طرح
جبلکہ قابل تحسین ہے۔ اس سے کم سے کم ایک نظر کی کسی مذہب تلافی ہو جائے گی۔
اس میں پس پس کے اندر اردو ادب کی ایسیج پرکشا میں کھلی ہیں ان میں یہ فرض
کر لیا گیا ہے کہ ان کے ایک حصہ ادیب و انشاء پر فاضل کی کوئی ہستی موجود ہی نہیں ہے !
یہ کتنا بڑا غلط ہے ! یہ غلط وہاں اور صاحبوں پر بھی ہوا ہے لیکن غلطی اعظم آ رہی ہیں۔
مولانا کی ادبی و سیاسی خدمات کا جائزہ تو دوسرے ہی سے ملے ہیں لیکن ان کی ادبی اور
انشائی خدمت کا ماحول و تفصیل سے جاننا لینا آپ کے رسالہ کا خاص موضوع ہونا چاہیے۔
انشائی خدمت کہاں سے لاندہ کر ہو ضرور ربط سے کھوں۔ کہہ کر یہ حال مدق میں مگر ہی
چکا اور آپ کے مطالعہ کا چار چاند ملے اور فرائض آئی ہوئی ہیں۔ آپ کے رسالے نے
اگر یہ کام کرنا تو اگر یہ سب کی طرف سے ایک ادبی فرض کو گھایہ اور کو دیا اور تاریخ ادب کے لیے
سے ایک بڑا نفع دے کر دے دیا۔

مولاناؒ کی انشاء کی مختلف دفعہ قائم کرنے کا لازمی ہیں، میں دور تو کھلے ہوئے ہیں اور
شیل اسکول سے ان کا تعلق واضح کرنا ضروری ہے۔ یہ ایک عجیب لطیفہ ہے کہ شیل سے اتنا
قریب اور متاثر ہو کر میں مولاناؒ کو دوا و طیر شافی ہے۔ والسلام

عبداللہ

لے مولاناؒ کی جن دفعہ ہذا کسی پر بار میں وقت علی گڑھ سے پڑھ کر لے اور مولاناؒ کی
تین قابل، دل سے لکھ کر لکھتی ہیں کہ ان کی ادوات میں نکلتا ہے۔ یہ پیام سرور مابین کھیلے کھیلے
اجدی ہر شمس الیہ مثال ہے۔

مکمل محمد اعلیٰ خان

پیام برقی یادگار برسی مکمل محمد اعلیٰ خان مرحوم بہ نام مکمل عبدالہد صد پہل بیہ کالی، پٹنہ
دہلی یاد

۲۶ جولائی ۱۹۵۶ء

اجمل خان کے ذکر و جمل سے اپنے کو زبان دیکھا ہوا اپنی خوش ذوق اور احسان شناسی
کا ثبوت پیش ہے اور اس کا اعلان کرنا نہ کہ آپ کا اعلان حقائق و فن کا بیان اعلیٰ دان ہے اور
شراف و شخص اور سچ انسانیت کا بھی۔

مرحوم کا سو گرام (MONOGRAM) کا نمونہ پرچیا ہوا تھا افضل الاشغال
خدمت الناس اور یہ بھی معلوم ہے کہ ان کے دل پر کتنا خاص خدمت خلق میں دل دلت گئے
رہنا ان کا اور تھا نہ تھا اور یہی گمان کا سہیہ فریضہ۔
جلستہ یادگار گرام خدمات کے لیے بھی انتخاب ڈاکٹر و دیگر حضرات کا خوب رہا جانی شرف
سے اسی طرح آراستہ رہا ہے۔

- مکمل صاحب کی یادگار اعلیٰ سے منانے تو خصوصی تو جہان میں چھینا پر لکھی ہے۔
(۱) ان کے دور و طبیعت و دل کی ہر طرح تغیر و ترقی کا غور کی جائے بنیاد پر۔
(۲) چند مسلم اتحاد کو فروغ کا دعویٰ ہی کے قائم کیے ہوئے خطوط پر۔
(۳) جامعہ اسلامیہ کی فلاح و ترقی اس کی قدیم خصوصیات کے ساتھ۔

داتا گرام

عبداللہ یاد

پروفیسر امتیاز حسین

پیام نو لکھنے کے لیے مصروفی کا فرائض پر اس کے ایڈیٹر عزیز جعفر حسین ایلڈ کٹر کلام
دہلی یاد۔

۱۳ دسمبر ۱۹۵۶ء

بہم الشد

لے کتب الہیہ ہائے سویش سٹیلٹ لایڈ میں اور شیخ برکات کاغذ فرس کھد توں جنلی میکروٹیا رہے ہیں
فیض انوار کتب و دست مای اور کتب و دست مای پر اپنا بیاد اور قلم لکھیں گئے تھے ہاں یہ امتیاز
میں مرحوم کے خاص دوستوں میں تھے یہاں لکھا ہوا ہر پرچہ نکالتے تھے جس کے بعد بھی جاری رہا۔

امتیاز مرحوم کے فکر و فن پر لکھنے والے کو بہت سے ہوں گے میں اپنی موہل ذائقہ
واقفیت کی بنا پر صرف دعا کہیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

- ۱۔ وہ بڑے اچھے لاکر ان اور کا کرنا اور دوسرے حق میں تھے انکار اور کے بہتر میں ہاں
اللہ ہے دانہ دوسرے سر مافوق معرکہ آرا اندر معلوم شخص اور مکینوں اور امدادوں کے وہ دل
دانش میں اور اعلیٰ ترین ہر بابا کے ایک ڈاکٹر عبدالقادر کے بڑے بابا تو یہ چھوٹے بابا۔
۲۔ بہ حقیقت انسان بڑے ہی شریف انفس ہر شرافت کا بھی ان کی کرامت تھی مادی،
اخلاص و حسن ملک و احسان و معرفت اور خدمت خلق کے گو یا پتے تھے اور مظلوم مراتب
میں تو اپنی نظیر تھے۔

وہ مسلط و غریب والی میری تقریر بعد کا وہی سے قوی اور ڈالنے ڈالنے گئے مجھے دیکھنے
کو بھی نہیں چاہیے۔

عبداللہ یاد

مروانا حسن ادب مروی

پیام بہم ڈاکٹر امتیاز حسین صاحب ماری

دہلی یاد

بہم الشد

۱۸ فروری ۱۹۶۶ء

مارہو کا خط لکھی ہیں مرحوم شیز جاسم مرحوم میں عزم میں ایک عربیہ خصوصی
رکھتے تھے۔

دانش کے شاگرد رشید ہی نہیں زبان میں ان کے ہم زبان ہنر مند تھے کے میدان میں
فرد اب کے صاحب نظر استاد۔

ان کا یہ قطع کبھی کا ان میں پڑا ہوا جملہ نے بھی نہیں بھولتا

اپنی تصویر کی تقدیر یہ کیوں رنگ نہ گئے

وہ مشکاف عجیب احسن کو بلا یا نہ گھبرا

والسلام عبداللہ یاد

لے گلہ پڑا وہاں میں ہر دہرہ امتیاز حسین صاحب کے انتقال پر گہرے غم و سوگند کا اعلیٰ میں
میں جہاں مرقع پر مولانا نے جو تقریریں کی ہیں ان کے عرف امتیاز ہے۔

ہم آفتی کے مرتب پریشیدہ پشاخندہ کھنوی کے نام سے روانہ کیا گیا ہے

دیبا یاد

۱۸ جولائی ۱۹۹۳ء

بسم اللہ

یومہ افق

آفتی صاحب کا ہم نامی گاہ میں اس وقت بڑا جب میں اسکول کے ساتھ رہا تھا
مجھے کا طالب علم تھا ان کا ایک خط پڑھ کر دیکھ میں داخل قریب فابا کو کئی سی مہر پہنچا
تم کا تھا اور ایک مصرعے اب میں مانتا نہیں رہے ہیں۔

دو سالہ اور کچھ میں فصل گر گیا میں

سے شری کا، انٹر کھا دن پر سرگامیں

جب ذرا اور بڑا ہوا تو وہ اخبار میں لکھ دی اپنے دور میں اردو کا سب سے زیادہ
سرآمدہ اخبار تھا۔ ان کے مضمون پر مضمون دیکھنے میں آتے۔ شاعر کا نام بھی جب ہی
معلوم ہوا۔ ملک الشعراء کا لقب بھی ان کے نام کے ساتھ لکھنے میں آیا۔ ان کی قدردانی کلام
کا اندازہ بھی اسی وقت ہوا۔ اس وقت وہ اردو اخبار کے ایڈیٹر تھے اور یہی جگہ تھے
ایک امتیازی اعزاز تھا۔

مشہور تھا کہ اردو صحافیوں کی زبان ہے اس لیے کہ تہذیبی ایک جویم جس طرح
ایک طرف تہذیبی ترقی دیکھ کر سرشار ہو رہا تھا اس طرف دوسری طرف کا تشویش کا تھا
اور کا تشویش برادری کے صحت اور ان میں ایک جہان پر شاہد تھے۔ اور دوسرے ہیں دو کا
پر شاہد آفتی تھے اور حضرت آفتی کی خوش فہمی تھی کہ انسانی انہیں اپنے عزیز معین اور
شاگرد دیکھ کر چھوڑ گئے جو ہر طرح ان کے کام کو ترقی تکمیل تک پہنچانے والے اہل ان
کے نام یاد اور کوہ سنوڑ سکھنے والے ہیں۔ اسی خوش فہمی کی ہی کسی کے حصہ میں
آئی ہے۔

والسلام

عبداللہ

ہم اکبر کے خط میں نام ابجد پنجاب یاد دہانی اور شری کا نام

دیبا یاد۔

۱۹ ستمبر ۱۹۹۳ء

بسم اللہ

پیام

اکبر کی عزت کا خور اپنی عزت بڑھا دے

اور خود شری کا نام خود دوست

دل خوش ہو کر آپ نے اگر شناسی کا جوت سے کر اپنے عزیزان نفس کے بھی طرح
ٹے کر لیے۔ اکبر کا پیام جسے لطیف، ذوق ادب کے ساتھ اسلام اور اسلامیت کے پیام
کے ساتھ لکھ نہیں۔ ان کی سن و سال کلام کے لئے اسے اکبر کا قبائل بالکل ہم زبان ہیں، گو
راتے دونوں کے اکبر لکھ ہیں۔

والسلام

عبداللہ

(۲)

ہم اکبر آبادی کے خط میں اکبر کے نام کے ساتھ یہ کہہ دیا کہ ہم نے لکھا ہے کہ

دیبا یاد

۱۹ ستمبر ۱۹۹۳ء

بسم اللہ

پیام

دیکھیں نے ریت تم کو ان سے باہر کے حلقے میں

کہ اکبر کا نام لکھنا ہے خدا کا اس نے لکھا ہے

اکبر کے نام میں تو ریت اللہ کا نام لینے پر لکھا ہی جاتی تھی، مگر اب تو وہ وقت آ گیا
جسے کہ خود حضرت اکبر کا نام لینا بھی ریت لکھانے کے قابل نظر آتا ہے۔ یہ جانتے ہیں کہ
یا دہنا اور ہم اکبر کی طرح مانتا!

اکبر کا پیام اور خدا ہی کا۔ ہم اسلام اور اسلامیت اور خود طاری کے لئے دعا
جاتا اور چہرے پر سجائے اس لئے کہ ہم کے انکار طاری رکھتے۔ مرثیہ کا مضمون غرض

میدان پر میدان باریے۔

ہیں ایک دم سے غصہ اردو کی جوان کی زندگی کی لگ لگ میں ہی ہوئی ان کے عقیدے میں جلالت کا دھبہ حاصل کیے ہوئے ہے۔
انڈیا کی عمر میں برکت نیاہ سے زیادہ حلا فرماتے اندان کی ہمت کو جو لڑوں کو شہر لے کر ہے چھپتے جوان ہی رہے، ان کی سرگرمیاں قابل شک ہیں اندان کی بلند ہمت کا بلعد تقید و ہراساں فرمیں۔

فالم لاسم او ما کو دغا خزاہ : عبدالعاجد

(۲)

مذہب نامہ طاقت، ہیمنڈ لکھ رکھی اکہ بیا سے اندھ نوک لیے صفوں کے طلبہ پر،

اس کے ایڈیٹر شکستہ

عدیا باد

۶ مئی ۱۹۶۰ء

بسم اللہ

بائے نامے اردو

ہمارے غلام دیگر مرزا احمد راوی مرزا اکتھوی رسوا نہیں مرزا رسوا تو انہوں نے
بڑائی سے بچنے کے لیے ایک نقاب لٹول نہیں کے لیے تیار کر لیا تھا۔ وہ شاعر کی دنیا میں
نفس مرزا کے شعر جو ہے مرنے کے کہتے تھے ان کی ایک غزل کا شعر ہے۔

جو کوئی حوصلہ پہ خدا کوئی تیرا پہ چو پیہ

وہو نہ ہو ہی لیتا ہے انسان خدا کی ایک

سرما ہے زندگی! اسے اردو نے اپنا خدا روڈو ڈھونڈ نکال ہے۔ خجی کا مرزا

وہی ان کا نجا، وہی ان کا مقصد، وہی ان کا مسودہ، وہی ان کی عبادت تو ہی ان کی بیاضت

وہی ان کا سید، وہی ان کا حلال، وہی نہیں نہ کے ساری خاکی الفتوں و لہجوں کا وہی ایک

مرکز و محور ہے جب انہیں ترقی اور مدد اس میں چڑی ہوئی ان کے حواسے ہوئی

سے ہی دیکھ کر کسی خنجر کی ہے۔

اورنگ آباد جو کہ حیدر آباد، دہلی جو کہ کراچی، جہاں کہیں میں سہ سہے سوتے جاگتے ہیں

ایک دم ہی ان پر ہزار ہزار سے ادھر چڑھتے اور ادھر سے بڑھتے، ایک عشق میں
جب نہیں کہ جب کہیں لگتا ہے ہوں تو پتہ اسی محبوب کو مخاطب کر کے۔

اسے تو لفظ طعن و جانیں

دلت مٹی تو ہی کی خاطر سوت لگاتی پھیلا تو اسی کے لیے۔ آج اس سے لڑے،

کل اس سے ہے سب اس پر چنا بد وقتا کے لیے۔ اسے مہا بڑے دین و مذہب کی خاطر

کرتے تو جب کیا کہ جینڈو باڑیڑ کی صفت میں شلہ کرتے۔

آج عیاں اٹھیں اور گزند لگیں، انقلاب آئے اندھ ترم ہو گئے دیہتوں کی بیا لہند

سے چمچے ہوئے۔

ان کے کانوں کو گناہ ان کی تفصیل لکھنا دھوئی کا کام ہے یہاں تو ما و معنی ان

کی استقامت بلکہ اومت کی دینا ہے جس میں کسی نے انہیں بیا سے بدو کہا بہت خوب کہا۔

یہ خیال ایسا بڑا ہے سب سے پہلے شاید میر تقی میر کی زبان سے نکلا تھا یا شاید

اس کے موجد غلام حسن نظامی ہوں۔

انڈیا کی عمر تو قاتل میں زیادہ سے زیادہ برکت دے اور خدمت اردو کے لیے جان

کی قربانی اردو مافی قرون کو سدا جواں رکھے۔

عبدالعاجد

جگو مراد آبادی

یوم ہرگز مرقع بہترم سیتا پیدیا تھے ہم

دیا باد

۳ اکتوبر ۱۹۶۰ء

پیام

جگر اپنی منزل گزرتی تو فرو دے گی، شجیت میں محبوب دلی آؤ نہ رکھتے تھے۔

ادب سے ادب ان کی کہیں جھوٹے نالی نہیں کہ ساہا سال کا زمانہ زندگی میں گزرا اور

جست اس قدرت میں ایک بار بھی نہ جھوٹے شہر اندشت کے حدود پر حال قائم رکھے انداسی

دست نے انہیں بہت بڑا انسان بنادیا۔

اردو طالب پر فرض ہے سکران کی یاد کے ساتھ اپنی محبت اور عقیدت کا تعلق زیادہ

سے زیادہ قائم کہیں۔

والسلام عبداللہ

مولانا حسرت موہانی

یوم حسرت موہانی کے موقع پر حضرت مولانا، کراچی کے نام

دیا باد

۱۳ اگست ۱۹۵۶ء

بسم اللہ

پیام

پڑا نبیوں اور بہت سی قدیم قوموں میں دستور ہے کہ معذات انسانی کے اعلیٰ اور مثالی درجہ تکمیل کے لیے ایک ایک دیر تا قرآن لیا تھا۔ مثلاً عجی امت کا دیر تا، حسن جمال کا دیر تا وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ دین میں اگر یہ جائز ہوتا تو عجیب نہیں رہے خونی نامی اور سادگی کا دیر تا ہم حسرت موہانی کو قرار دیتے۔ ان اوصاف کے وہ مثالی پکارتے تھے اور توکل علی اللہ سب پر مستزاد۔ ان کے شعری، ادبی اور تنقیدی کمالات کا باب الی اوصاف لکھنے کے علاوہ ہے۔ اسیں ہستیاں اپنی صدی میں کہیں دو چار ہی ہوتی ہیں۔

والسلام عبداللہ

(۲)

آئندہ ہندو مسلم فکرمند کے مکرر حیات دارلہ کے نام مولانا کا پیام

دیا باد

۱۳ ستمبر ۱۹۶۶ء

پیام

حسرت موہانی سے سلطان سے۔

- صاحب ایمان و عرفان تھے۔
- محبت کی بان اور اخلاص و ارشاد کے مجتہد تھے۔
- تعاونت اور لوکل میں اپنی شکل آپ تھے۔
- ایک بہترین شاعر و مؤرخان گوتے۔
- جرأت و بہت میں لاثانی تھے۔

• جان بازی دیے خوفی میں فروغ دیتے تھے۔

• ایک بہترین ناقد و لایہ تھے۔

انتقال کر چکے تھے ورنہ ان کی خوبیاں کی جامعیت کے لئے ایک کمال فہم تھے۔

عبداللہ

خواجہ حسن نظامی

ماہنامہ نظامی، دہلی کے مدیر مصطفیٰ کٹر خاں صاحب، ستاری کے ایڈیٹر خواجہ حسن نظامی کے نام

دیا باد

۱۳ ستمبر ۱۹۵۶ء

بسم اللہ

الہیلہ انشا پر واز

خواجہ صاحب کی زندگی و زندگی کا حال تو کوئی بزرگ ہی بتا سکتا ہے۔ اپنا ایمان کر ان کی انشا پر واز ہی ہے۔ صاحب تعلیم و باطن کی زبان میں قلم کار کی حیثیت سے فرو تھے۔ اور اس کی شہادت یہاں سے لے کر آخر تک میں دے سکتا ہوں کہ ان کا الہیلہ انشا پر واز زمانہ کے لئے میں پیدا ہوسکا اور مدعا آج تک پیدا ہوا ہے۔ وہ عیسائی میں ان انشا پر واز تھے۔ سارے زیادہ سوز کے ملک اور اس سے بڑے بزرگ ملیر کو لب پر کر کے قلم نہیں کر سکتا ہوں۔ پر گئے ہیں اور عقول پر عقائے نثر اور کے ماہرین پر تیار کر دیے۔ جائیں اعدان میں مرحوم کا نام نہیں نہ سنے پاتے۔

والسلام عبداللہ

(۲)

یوم حسن نظامی کے انتقال میں ملکہ صاحبہ کا گستاخ اور کے صاحبزادے کا رخصت نامی کے نام

دیا باد

۲۱ اگست ۱۹۶۶ء

پیام

خواجہ صاحب کی روحی حیثیت سے متعلق جو میرے سامنے قائم کی جاتے ہیں میری توجہ اور مدعا پر واز ان کے کھربہ بالکل مسلم ہے۔ سلاست، اعلیٰ و اعلیٰ کے وہ ارشاد تھے ایک مضمون پر واز ان کے وہ ملک تھے۔ اس کے بعد میں وہی اس کے خاتم میں وہی غنی بافت میں جسے پہلے منتخب کیا گیا ہے یہ اضمین کی انشا تھی۔

جہ زورہ جسم ہے اس کی مدح و توصیف میں جو سب علم زورہ، علم اٹھا ہی کیا کہتا ہے۔
ادارہ ادبیت اردو کے ترقی و ترقی، باقی حیدر آباد میں سے کون ایسے ادبی تحریک
اور ۲۵ سال میں اٹھی جس کے وہ مدح و مدح نہ گئے۔ کوئی کہنے کو تمام اٹھائے تو کیا کیا گئے
اور ایک ایک لکھتا جاتے۔

ان کے کلمات کو سمجھنا افسانہ کا داور تھا، جو عام یہ خودی ایک کال ہے آفتاب
لکھنؤ میں دیکھنا خودی صحبت، نصرت کا اعلان کرنے ہے قول مخالف مدحی

مادری خود شید تارح خود راست

کیا دو چشم روشن نامہ دست

اس اجمال کے اندر آپ ساری تفصیل پڑھ سکتے ہیں۔

فالم السلام عبداللہ

سید سلیمان ندوی

حضرت سید ماب کا یادگار کے طور پر پیش ہیں ان کے قیام پر مرگنا دنیا بادی کا پیام
دیہ یاد

۲۶ دسمبر ۱۹۵۶ء

بسم اللہ

سلیمان احمد کی یادگار کے سلسلہ میں آپ لوگوں کا جو موضوع ہے، کو یاد کرنا عرض

آپ کی فہم لکھی ہے۔
اندھ ڈاکٹر فارحین بیٹے علم دوست و جوہر شناس گورنر کے دو کے موقع پر
میران کے فرائض کی یاد میں لکھا جا سکے اس کی طرف اشارہ بھی کرنا۔

سبحان و جلال ہے دکھانا

یا لقا کو سکنت سکھانا۔

جو یہ عدد کا کارسانان کے قدم وہاں لے آیا ہے وہی ان کے قلب دنیا ہی ہے
حکمران ہے مجھے تو معرفت و دوست و دعا گو کی اور تو خبری خفے کے لیے رہنے دیجیے۔

دعا گو عبداللہ

ڈاکٹر امجدی نے فقہ صاحب جاسوسی یا اس کے بعد کئی خودی میں اردو کے رفیق و مدد
شہید ہے پر فقیر صاحب برصوفہ اعلیٰ اولیت کے لیے بال سے اندر سے ناما مل و ادبی کام
جسے آداب میں کیا ادب تک سیکھا ہے۔

ماہنامہ بنیادی علم کے ایڈیٹر عزیز شاہری کی حکام جنہوں نے سارے کام میں انہیں
کا مدد کیا قلمیہ نمبر پیش ہیں۔

دیہ یاد

۲۱ جنوری ۱۹۶۱ء

بسم اللہ

پیام

سلیمان احمد کے لیے سلیمان کے شاہین شانیرہ "مرفوعین" "مردمان" کہاں سے
لگتے ہر دم سے اس نیاز مند کے تعلقات ۳۰، ۴۰، ۵۰ برس تک رہے، جس نے ہر تکلفات
عزیزانہ، طالب علم سے لے کر کس کو ہر تک، امر کے ہر دور میں، شروع شروع میں ایک
مددگار حریفانہ، معارفانہ، اخلاص نے ساتھ ہر دور میں دیا۔

اسے قولی تجربے اور ساتھ میں ایسا شرف، ایسا تین، ایسا تین، ایسا سفید و گہری کوئی نظر آیا۔
میں صحت میں، غالب علم ساری حور رہے۔ علم کے پتے کتاب کے گہرے، علم حقیقت کا ذوق،
ہر دور سے ذوق پر غالب، ہیئت خوبی سے عشق ساری عمر یاد اور آؤ عمر میں بنائی، لکھی
ہر کردہ گئے تھے۔ ایک پیکر ترقی و ترقی و عشق و علم و سعادت میں اپنے چھوٹے سے بھی اپنے کر
چھوٹا بننے والے۔

والف السلام عبداللہ

علامہ شبلی نعمانی

۱۹۵۷ء اسلام آباد میں مددگار کے اس مددگار کی مگر ہی نے ہم شبلی مناسک کا حرم کیا تھا۔
ان کی وفات کے بعد ہم ان کے یاد میں نے یہ خط و نشان لکھا جس میں ہم نے بنایا نہیں پاسکا۔

۲۳ جنوری ۱۹۶۲ء

بند و غور ازاد علیہ السلام

ہم شبلی کی تحریک میں وہ اسد کی طرف سے بہت ہی خوب
مرے شہر شاہی رحمت خدا کی

ہر گدگام کی رفعت بکری ہوئی، جو بڑی محرمی ہوئی نظر آتی ہیں، ایک شخص میں موتی،
وعدا آؤی! اب تو ان سے بڑھ کر اہل حال کے قابل ہیں نیاز انسان ہی کی خاطر ہے۔

فالم السلام

دعا گو دعا خواہ، عبداللہ، دیہ یاد

میں شاید کسی کے نصیب میں آیا ہو۔ ہر ایک کے گدیے جتنی نالوں کے مطالعہ میں غرق رہتے ہیں کیا مجال جو اپنے قلم پر ہذا میں ای کا عکس پرٹے دیں نہ زندگی کی حکما سی اندھنوں کی میں انھیں لکھ حاصل تھا اور نہ انی و بیان پر پوری قدرت۔

پر حیثیت صاحب فکر اگر شریف تھے تو پر حیثیت انسان شاید شریف تر۔ جب انگریزوں کے طالب علم تلے تو منطلق (Lect) کے کچھ سبق پڑھتے تھے پڑھتے تھے اس چند روزہ سرسری تعلق کا پس، آخر غریب کر کے ہے خود بخود ہو چکے تھے مگر میرے سامنے اپنے کمال علم و شاگردی ہی سمجھتے رہے۔ یوں ہی منکر متواضع، صلح کن، عظمت گزار، جہان فراموش کے آدمی تھے۔ آخر عمر میں عبادت و مذہبیت کا رنگ اور غالب آ گیا گفتگو اور انکشاف قرآنی پر کرتے اور لازماً کیے جو کہ بستر علت کے پاس تھیں رہتی اتنی غریبوں کے لوگ کسری نظر آتے ہیں۔

دعا کی بے لاما بدر

اسد اللہ خان غالب

میر تقی کے موقع پر غالب کی بیٹی، بنارس کے قریب موجودی کے نام

دیا باد

بسم اللہ

۱۳ دسمبر ۱۹۹۹ء

پیام

غالب کی قدیم یاد اور اپنی سخن شناسی اور حسن فن کا ثبوت دینا ہے اہل ہائے قابل مبارک باد لیکن انھوں نے اس کا رخ بد کر دیا اور گھلا۔

عبدالمجاہد

شوکت چند قمر

شوکت چند قمر کی یاد گاری قریب کے قریب چھ قمر کے نام دے جناب بھی

نقہ آزاد کے نام

کلام عزم کے دینے اور مکمل مطالعہ سے قراب تک عزم ہی رہا ہوں۔ مگر میں اس کا اچھا سا حشر پڑھا ہے کہیں رسالوں میں کہیں طوائف کے مجموعہ کلام میں اور ان کے نام نہانی سے قراپے نہیں ہیں سے روشناس رہا ہوں۔ اتنی بات تو ایک پکار کر کہہ سکتا ہوں کہ جن

قاضی عبدالغفار

قاضی صاحب مرحوم کی یاد گاری قریب کے قریب چھ قمر کے نام دے جناب بھی یاد گاری

دیا باد

۱۳ دسمبر ۱۹۹۹ء

پیام

قاضی عبدالغفار مرحوم غریب تھے۔

• • • • •

ظرافت اور شرافت کا اجتماع لازمی نہیں قاضی صاحب دونوں کے جامع تھے۔ سکوڑتے تھے سزاخ میں جسے خوش طبعی کہہ لیجیے یا شرف نگاری اور میں ان کی فکر کا شاید کوئی مل سکے۔

وہ ابتداء اور نکات سے نا آشنا تھے اور محو کی کو شاید انھیں ہوا میں نہ لگی تھی وہ مہر و وفا کے پتلے تھے، بغیر، وطن و دل آزاری سے کسوں دور تھے۔ زب و دل کے ایک جسم پر یکہ تھے۔ دلوں کو لانا مہر مل کے ماثیر فرشتوں کے دست صافا کے ابتداء سبق انھیں سے پیکے مل کر گھر کے شیدائی تھے دیں کی زمیں اپنی اپنی خواب گاہ بناتی۔ انہر جرات سے خود سے جناب شیر کر انھیں نے ان کی یاد میں فائول کو دلا دی۔

مل جاس حسین

جس میں مرحوم کے یاد گاری جیسے کے قریب ہا قریب یاد اب بکھر کے ایسا ہے اسی قریب کے نام

دیا باد۔

۱۳ دسمبر ۱۹۹۹ء

پیام

مل جاس حسین کیا پر حیثیت انسان اور کیا پر حیثیت صاحب علم دونوں حیثیتیں سب امتداد پر رکھتے تھے کہ ان کو حتمی پسند تھے لیکن میں کیا کہتا تھا کہ اگر ایسے ہی ترقی پسند سب پر جانشینوں میں ان کے تاہر پر حیثیت کرنے کے لیے تیار ہوں اتنا صاف تھو قلم اتنا شستہ ذوق، اتنی صمیم اندیشی نہیں، گندم و جلال اس سے اتنا گریزاں ان کے طبع

لوگوں نے اردو کو مسلمانوں کے ساتھ مخصوص سمجھ رکھا ہے ان کے اس سو فیصد غلط دوسرے کے جواب میں جس سطور و صوف کا بار دو کو پیش کیا جا سکتا ہے ان میں سرشار چلیکتے، نسیم، بکن، جگر و فراق، ساحر و شاعر، درد و سرگدستی، کھنکھائی کے ساتھ ایک نام مقررہ کا بھی لپیٹنا ہو گا۔ حیثیت پرستی ہے کہ ایک پنجاب اور دوسرے پنجاب کے دیہات میں پیدا ہونے والے نے دلی اور کھنکھائی کی سیاری زبان پر مجبور کیسے حاصل کر لیا، پھر یہ قدرت نہانی کسی ایک صنف کے ساتھ مخصوص نہیں دینے دینا چاہیے غزل اور کیا قطعہ کیا مثنوی اور کیا رباعی ہر جگہ ہے نظم ان کا اور جو ہر بار ہے نثر ان کی تین جگہ ہر بار

یہ تو ہوتی ان کے کلام کی ادبی، انفعالی لطافت و عظمت، دلی معنویت، نثر ان کے اندر تو حیدر و نفیس معنویت کو سن کر دھوکا دینا بار کلام و اقبال کا ہوتا ہے اور کلامیہ نگار نے کلام کے یہ کوئی نیا اور جدید شارح و ترجمان متکدی و مدعی کا نکل آیا ہے اور شرافت تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کے کلام کی جان اور جوہر ہی ہے۔

اس بنا پر، اسطیقت، اخلاق، ہنر و انداز، مثل و مرثیہ کے دور میں کسی نے غرض کی یادگار بنا کر اپنی و خود لائق مدح و تحسین اور معنی و مدح و تحسین سے اس نے ثابت کر دیا کہ وہ انیت کے اخلاقی کے شرافت کے ہم عصروں و لطیف و ذوق شعور و ادب کے سامنے والی ہے، قدرت و انزل سے احترام کرنے والوں سے ملک اب بھی غالی نہیں ہے۔

عسکری کا کردی

۱۹۱۹ء میں یوم عسکری کے سہ ماہی کے مرقع پر عسکری کے نام کے اردو وائے قابل مبارک باد ہیں کہ مدعوں کے تقاضا کے بعد ادب اعلیٰ عسکری کا یاد آئی اور اگر ادب اعلیٰ کے معانی نہ ہوں تو اس میں عسکری کے ساتھ جس میں زادے کی یاد میں بھی ایک صوفیت کہتا چلوں جس کا لغت و تواریکات اس وقت تک کہ مجھے جیسے جیسے اردو لغات میں ملے اور سب سے زیادہ جامع و مستند ہے۔ یہ مثنوی ہے کہ جو آئی اس کے دم کی ہے۔

بشیر شاہ و شاعر کھنکھائی

یہ مثنوی کے مرقع پر عسکری کا کردی کے نام سے شاعر کا ہیام دیا ہوا۔

عسکری کا کردی

بشیر شاہ

مقرر صاحب ماشاء اللہ شاعر ابن قاسم ہیں بلکہ یوں کہیے کہ ان کا مثنوی ہی شعر و شاعری کا گرو ہے۔ اسی کو کہتے ہیں،

اسی فاضل تمام آفتاب است

پہلے کھنکھائی تھے اب تو دلی ہی ہو گئے۔ ان کھنکھائیوں کو زبان و ادب کے ایک مرکز میں اب پہلے چھوڑ دے اب ان کے بیٹے ہیں انہیں بول رہے ہیں تو زبان و ادب کے دوسرے مرکز میں، آغا، جس جیسا کہ اور ان تمام میں جیسا کہ۔

کلام نام رکھیں کہے ہوئے آفرین دہی نہیں دوشن میں اور دوسروں کے لیے مثنوی بخش میں، ہر چند شروع ہی سے جس کے ساتھ کلام میں بھی ہنگام آئی گئی ادب تو نام و شمار اس ادبی ہیں ہے۔

جیسے ہیں کہ ان کے دم سے خدمت اردو کی ایک روایت کہن زہد و قازہ ہے۔

عبدالمجید

میر تقی میر

دلی پروردگار کے اردو سیکر کے یہ میر تقی میر کے ہیام پر ہر چند شاعر و شاعر کے نام سیکرین کا میر تقی میر کا کردی میں ہیانے کا انشا اللہ سب سیکرینوں کا میر تقی میر کا مضافی تحقیقی ہیں لیکن مشکل نہیں جیتوں گے لیکن وہ وقت نہیں لطیف و دلکش ہیں گئے لیکن پہلے ادب و مثنوی میں خدمت دہی کے لیکن غزوات میں ہیں۔

یہ سب باتیں ہر دلی زبان ان کے لیے ہیں جس سے فخر کیے ہوئے ہیں۔ اور غزل و غزل یہ سب کچھ نہیں جس میں ہر جگہ کی کہ تو قابل واداد و شوق آفرین ہے میر تقی میر جیسے پرانے شاعر کی یاد و ادب اس سے عورت پر حق میں سامنے نہکے ہیں۔

ایسے کمال کی یاد واداد کا جو اپنے صوفی و ذوق کا جو تپشیں کرتا ہے۔

نیاز فتح پوری

محکم پاکستان، گرامی کے نیاد بر کے بیٹے عزیز کی گرامی پیش پرٹاکر فرماں فتح پوری سکھام

مدیا باد

۹ مارچ ۱۴۳۲ھ

بسم اللہ

ایکے نیاز مندہ کی فرمائش میرے سر پر ہے کہ وہ مناقبہ نگار دنیا کا پرکھ لکے۔ تم فرمائی کا شاہکار!

عشق و مروت کی عشرت گزشتہ کیا خوب!
 "فرمان" کی تعمیل میں میں آنا ہی میں کر سکتا ہوں کہ نیاز صاحب سخی سخی اپنے ہیں، شعر کی پرکھ خوب دیکھتے ہیں اور صاحب طرز ادیب ہیں۔

دالت نام

عبد الماجد

دربار لکھنوی

یوم و ذریہ لکھنوی کے موقع پر امین سلوئی سکریٹری انجمن فردوس لکھنوی کے ہم

مدیا باد

۵ مارچ ۱۴۳۲ھ

بسم اللہ

آپ لوگ میں خوب دیکھ کر اس زمانے میں جبکہ ہم ہر جہاں جوتی ہے اور دوسرے خلاف ہی ملن ہے اور نہ کوئی بادشاہ کو جو جوتی ہے نہ وزیر کے۔ اور وہی کہ ایک شاعر و قریبائی کو یاد مانے اور یاد کا مقام کرنے کے لیے دھڑکھڑکا لالہ

دھڑکھڑکی لیتا ہے انسان خدا ایک فرنگ

مبارک باد قمرال کبے اور دعا میں نیچا جس سے یاد یہ دعا گو اور کہہ کیا سکتا ہے۔

دالت نام

عبد الماجد

علامہ اقبال کی شاعری سیاسی افکار پر لکھنے والے نغمہ مولانا محمد علی کی کیا نیا تجربہ

علامہ اقبال اور مولانا محمد علی

ڈاکٹر ابو سیدنا شہناز شاہجہان پور کی

حضرت علامہ کی شاعری ان کے ملی پیغام ان کے سیاسی فکر اور سیرت کا

دلاوریز مرقع

۱۹۶۷ء کے صدر مولیٰ سے ماغوز ایک طویل مقالہ

نیز

ڈاکٹر ابولسان شاہجہان پور کی قلم سے

ہر ڈاکٹر کے تعلقات کے فیض و اثر کی داستان اور افکار و سیرت کا تقابلی مطالعہ

مولانا محمد علی کی شخصیت مزاج اور ان کے فکر و دانش کا تنقیدی تجزیہ

شخصیت کی عظمت پر کے سخن اور ممالی جہاں کے سخن و ترانہ کا ایک اچھا نما انداز

کاغذ سفید کتابت و طباعت اچھی قیمت ۲۰ روپے (پیپر بیک)

۲۵ روپے مجلد

— طے کا پتہ —

ادارۃ تصنیف و تحقیق پاکستان

علی گڑھ کالونی کراچی

ایضاً ایک ایسے ہندوستان کے لوگ ہم درک سب مستند دست اور

مولانا محمد علی اور ان کی صحافت

ڈاکٹر ابوسلمانی شاہید انیسویں صدی کے قلمی

مولانا محمد علی صاحب سرائے علیہ السلام سب سب کچھ ہی تھے
لیکن

ان کو دینی و دنیوی کاموں کا کمال تھا۔ ان کا زور تھا کہ ان کے ہاتھ
کا ترنڈ اور ہندوؤں کے اجراء کی تاریخی سرگزشت
کا ترنڈ اور ہندوؤں کے ہاتھ کی تاریخ اور ان کے ہاتھ کی تاریخ
کا ترنڈ اور ہندوؤں کے ہاتھ کی تاریخ اور ان کے ہاتھ کی تاریخ
کا ترنڈ اور ہندوؤں کے ہاتھ کی تاریخ اور ان کے ہاتھ کی تاریخ

اس آئینہ میں آپ کے ہم سفر مولانا محمد علی صاحب سرائے علیہ السلام
کا ترنڈ اور ہندوؤں کے ہاتھ کی تاریخ اور ان کے ہاتھ کی تاریخ
کا ترنڈ اور ہندوؤں کے ہاتھ کی تاریخ اور ان کے ہاتھ کی تاریخ

مولانا محمد علی کے افکار و سوچ پر تفصیلی و تحقیق
کے لیے سوال نمبر ایک تا تین کے کتاب
(ناشر)

ادارہ تصنیف و تحقیق پاکستان پبلشرز ۸۶-۸۷
قیمت ۶۰ روپے

سر سید کی کہانی

ان کے اپنے زمانے

مسلمانان ہند کی تاریخ میں مذہب ریاست
تعلیم اور زبان کے سب سے بڑے عرصہ کی
خود کشیدہ تصویر

الطاف حسین حالی کی روایت کے مطابق

سر سید کے اعترافات

میرالدین لکھنوی کی حقیقت الیقین ہے کہ اگر سلطان شاہجہان لکھنوی کے طویل قدر سے

سدا آتشہ بننا دیا ہے

آپ اس تلخابہ شیریں کی لذت کو مدت دراز تک

فراموش نہ کر سکیں گے!

باعت آفٹ جلد دوم ص ۱۱۶ قیمت ۱۵ روپے

ادارہ
تصنیف و تحقیق
پاکستان
۱۰۰-۱۰۱ گولڈن روڈ

پروفیسر شفتت منوی کے قلم اور ذوقِ الیمت و تحقیق کے دوشاہکار

سراج اوزنگ بادی

بہل محقق

قدیم

دک کے نام

اُدو شعوبہ

سراج اوزنگ بادی کے علمی اور علمی گوشوں پر تحقیقی مواد کا ناقذہ نظر گذشتہ زبان و سخن منسوب بیان

صلحت ۲۰ سفید کاغذ حمد چھپائی قیمت ۲۰ روپے

اُدو کے یورپین شعرا

اُدو شعری میں اُدو کے یورپین شعرا کی ادبی خدمات، سوانح اور منتخب کلام کا

ایک حسین اور دلآویز نگار

اُدو کی ادبی تاریخ کا یہ حصہ باب پروفیسر شفتت منوی کے ذوقِ تحقیق و الیمت کا نتیجہ اور

دیکھ منسوب تحریر کا عمدہ نمونہ ہے

صفحات ۱۶۹ سفید کاغذ حمد چھپائی قیمت ۳۰ روپے، مجلد ۲۰ روپے

مکتوبات (اُدو کے)

ڈاکٹر ابوالحسن شاہ جہا پوری

مولانا محمد ابراہیم کے سلسلہ کے عمدہ کے سیاسی حالات کو سمجھنے کیلئے ایک دلآویز و مستند اور
خطوط کے بہت بڑا اور فصاحت و بلاغت کا نمونہ ہے

اول

خطوط کے سلسلہ میں بہت ہی عمدہ کی سیرت کے انداز کے اسلوب تحریر پر مصلحتاً نوٹ لکھ کر مستند
آتش پیر محمد جویا قیمت ۲۰ روپے

مطبوعات آزاد صدی

آزاد مکتبہ کی پاکستان نے حضرت مولانا آزاد کے سلسلہ میں پہلی صدی آزاد صدی کی تحریک
جو اُدو کے یورپین شعرا کی جامع کتابوں کی شاعت متعلق ہے یہاں چھپ کر اُدو کے یورپین شعرا کی جامع
شاعت ہوئی۔ یہ حصہ ہے کہ تمام کتابیں شاعت میں آئیں گے۔ ان مکتبہ کی شاعت میں شاعرانہ
ان میں سے بعض کی شاعت و آئیں گے۔ ان مکتبہ کی شاعت میں شاعرانہ ان میں سے بعض کی شاعت و آئیں گے۔

☆

اُدو کا محفل

مولانا آزاد کے مکتبہ کی شاعت و آئیں گے۔ ان مکتبہ کی شاعت میں شاعرانہ ان میں سے بعض کی شاعت و آئیں گے۔

مولانا آزاد کے مکتبہ کی شاعت و آئیں گے۔ ان مکتبہ کی شاعت میں شاعرانہ ان میں سے بعض کی شاعت و آئیں گے۔

ڈاکٹر شریہ

مولانا آزاد کے مکتبہ کی شاعت و آئیں گے۔ ان مکتبہ کی شاعت میں شاعرانہ ان میں سے بعض کی شاعت و آئیں گے۔

مولانا آزاد کے مکتبہ کی شاعت و آئیں گے۔ ان مکتبہ کی شاعت میں شاعرانہ ان میں سے بعض کی شاعت و آئیں گے۔

مولانا آزاد کے مکتبہ کی شاعت و آئیں گے۔ ان مکتبہ کی شاعت میں شاعرانہ ان میں سے بعض کی شاعت و آئیں گے۔

مولانا آزاد کے مکتبہ کی شاعت و آئیں گے۔ ان مکتبہ کی شاعت میں شاعرانہ ان میں سے بعض کی شاعت و آئیں گے۔

مولانا آزاد کے مکتبہ کی شاعت و آئیں گے۔ ان مکتبہ کی شاعت میں شاعرانہ ان میں سے بعض کی شاعت و آئیں گے۔

(انکسار و تعلقات)

مولانا آزاد کے مکتبہ کی شاعت و آئیں گے۔ ان مکتبہ کی شاعت میں شاعرانہ ان میں سے بعض کی شاعت و آئیں گے۔

مولانا آزاد کے مکتبہ کی شاعت و آئیں گے۔ ان مکتبہ کی شاعت میں شاعرانہ ان میں سے بعض کی شاعت و آئیں گے۔

طوبیٰ ریسرچ لائبریری
اسلامی اردو، انگلش کتب،
تاریخی، سفرنامے، لغات،
اردو ادب، آپ بیتی، نقد و تجزیہ

toobaa-elibrary.blogspot.com